

M.A.LIBRARY, A.M.U.

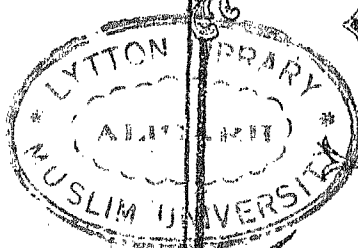


PE2689



06/9/8

۵۴ - ۵۵ - ۵۶



القبول الجوی حق من عرف قدر عرف

مصنفه

شہسوار عمارک تجرید تاجدار کشور توحید کی تازمیدان تفرید آفتاب حقیقت برنج کبری
قدوة العلماء زیدہ الفضلا حامی شریعت اطہر افظامولا اناسید شاہ علی انور قلندر قدس

تصحیح

کو کربک ج لاہوتیت مطلع ہر ارملکو تیت سیاح وشت تجرید و سیاح دریای توحید باوی
طریقہ انور حضرت مولانا سید شاہ محمد حبیب قلندریت بخش آستانہ کاظمیہ قلندر ام ظہر

حسب فرمایش

منظر اسرار و تائید مقبولان رگاہ صمد جناب نشی امیر محمد صاحب کاکہ روی ام بالموت ہب

باہتمام

خاکسار محمد عبد الولی بن علامہ آسی مولانا محمد عبد العلی صاحب آسی مرحوم مفتوح

درج اعلیٰ سیرت لکھنؤ طبع شد

مطبوعات صح لطایع اسی پر پس لکھنؤ

مظاہر الحق کامل اردو۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک
 مبسوط شرح مرقاة المفاتیح نامے ملا علی قاری نے عربی میں کی
 تھی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے لغات نامے ایک شرح عربی
 میں اور اشعة اللمعات نامے ایک شرح فارسی میں لکھی تھی
 نظام الحق ان سب کا منتخب مجموعہ ہے جسکو نواب قطب الدین خان
 محدث دہلوی نے اردو میں تالیف فرمایا تھا اس میں پہلے مشکوٰۃ
 کی حدیث مع اعراب نقل کی ہے پھر اردو میں ترجمہ کیا ہے اور
 اسکے مطالب کی عام فہم توضیح فرمائی ہے قیمت ۷۰
 اصلاح ترجمہ دہلوی اردو۔ مولانا ندیم احمد صاحب
 دہلوی نے ترجمہ قرآن مجید میں جو غلطیاں کی ہیں ان سب کی
 اصلاح جناب لانا اشرف علی صاحب تھانوی نے کی ہے قیمت ۱۰
 کتاب المباحث بن قتیبة جلد اول اردو۔ ابتدائے
 آفرینش عالم سے زمانہ اسلام تک کی تاریخ جس میں حضرت آدم
 علیہ السلام سے جناب سالت کتاب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 تک کے انبیاء علیہم السلام و دیگر سنہاد و عرب اور صحابہ کرام کے مکمل
 حالات اور سوانح عمریان اور ضروری تذکرے بڑی جامع و بھرپور
 کیے گئے ہیں اسکے مصنف علامہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبة
 الکاتب الدینوری زوج الامام احمد متوفی ۲۴۰ھ میں یہ کتاب
 عربی سے اردو میں ترجمہ ہو کر بحوالہ البیان بن بطوطہ منیہ شائع ہوئی
 تھی شائقین کے اصرار سے اب علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع

کی گئی ہے عبارت نہایت سلیس عام فہم اور شستہ ہے کافہ
 گندہ۔ قیمت ۷۰
 تاریخ فقہ حنفی یعنی منہج المفتی اردو۔ ملک کو
 ضرورت تھی کہ فقہ حنفیہ کے تاریخی حالات اور فقہ حنفی کی ابتدا
 سے قوم کو اطلاع دی جائے لیسلہ کہ کسی سبب کے مجاہد سے اس وقت
 بحث کیجا سکتی ہے جبکہ بزرگان قوم کی تحقیقات جیسے پوری
 واقفیت اور نہ ہی کتابوں پر کافی عبور و ہوا ضرورت کو محسوس
 کر کے یہ کتاب جید طرز میں تالیف کی گئی ہے فتویٰ نو پسوں کے لیے
 دستور العمل اور اہل نظر کے لیے سرمایہ تاریخ ہے اس کتاب میں
 نہایت جانفشانی سے تمام اوزام افتاء و تاریخ و تالیفات لکھنا
 کا استقفا کیا ہے اور نیز ان کتابوں کا ذکر کیا ہے جو غیر معتبر ہیں اور
 جن سے فتویٰ درست نہیں پھر فقہ حنفی کی تمام سند کتاب
 کے حالات حروف بھی ترتیب درج کیے ہیں کتاب کا مقدمہ
 صرف ۸ صفحوں میں ہے کمال حسن و خوبی کے ساتھ چمکنے
 خشک کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ قیمت ۷۰
 قومی ورد۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی افسوسناک حالت
 عبرت انگیز نظم میں دکھایا ہے پہلے اسکی قیمت ۳۰ تھی مگر
 اب تخفیف کر دی گئی ہے۔ قیمت ۲۰
 المشرع محمد عبد الولی مالک مطبع صح لطایع
 اسی پر پس لکھنؤ۔

غلطنامه کتاب القول الموجه فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۸	زیادہ	زیادت	۲۶	۱۲	اجال	وجال	۲۲	۲۱	سلوک	وسلوك	۵۷	۲	قصور	خود
۲۱	۲۱	دیگر	دیہام	۲۷	۲۱	یس	پس	۲۲	۱	دو حال	دو حال	۵۷	۱۲	ادالا	ادالا
۶	۳	سیر	سیر	۳۰	۱۶	عبارت	عبارت	۳	۳	بود	بود	۵۷	۱۵	تقویر	تقویر
۶	۶	بر	بر	۳۲	۳	وات	وات	۲۲	۶	ہند	ہند	۵۷	۲۰	عالب	عالب
۷	۲۱	مندرج	مندرج	۳۲	۷	انی	انی	۱۹	۱۹	سیر	سیر	۵۷	۲۱	بود	بود
۸	۹	انجمن	انجمن	۳۲	۲	انجمن	انجمن	۲۵	۶	انجمن	انجمن	۵۸	۳	آثار	آثار
۱۱	۱۱	ایشان	ایشان	۳۲	۱۶	لیتام	لیتام	۷	۷	در	در	۵۸	۱۷	چارہ	چارہ
۱۲	۱۲	می شود	می شود	۳۳	۹	عبارت	عبارت	۱۲	۱۲	راد	راد	۵۹	۱۲	سلوک	سلوک
۱۷	۱۷	قرب	قرب	۳۳	۲	می	می	۲۱	۲۱	حق	حق	۵۹	۲۰	باشد	باشد
۹	۱۲	بجیت	بجیت	۳۳	۹	طالب	طالب	۲۶	۵	دان	دان	۶۰	۳	خال	مادر
۱۳	۸	بہینہ	بہینہ	۳۳	۷	اشد	اشد	۲۷	۲۰	بس	بس	۶۱	۱۳	آفات	بعضی
۱۱	۱۱	شرف	شرف	۳۳	۱۰	قریب	قریب	۲۸	۹	ر	ر	۶۲	۱۵	اہل	اہل
۱۵	۲۰	ہتھال	ہتھال	۳۳	۱۱	تقلبی	تقلبی	۱۳	۱۳	چیز	چیز	۶۳	۵	امور	امور
۱۶	۱۶	چشان	چشان	۳۳	۷	آرا	آرا	۵۰	۵	بود	بود	۶۳	۱۹	طویہ	طویہ
۲۰	۲۰	ہند	ہند	۳۳	۱۸	ہیت	ہیت	۱۲	۱۲	دریان	دریان	۶۴	۱۹	باید	باید
۱۷	۹	آ	آ	۳۳	۲۰	سپاہی	سپاہی	۵	۲۰	خو	خو	۶۶	۱۶	انیت	انیت
۱۹	۱۰	راہ	راہ	۳۳	۶	بتامہا	بتامہا	۵۱	۵	مران	مران	۶۸	۵	بیاید	بیاید
۲۰	۶	قیق	قیق	۳۳	۱۰	افار	افار	۷	۱۷	خریت	خریت	۶۸	۱۰	ہرک	ہرک
۲۱	۲۱	اہوی	اہوی	۳۳	۷	رز	رز	۵۳	۲۰	آئینہ	آئینہ	۶۸	۱۶	میزین	میزین
۲۳	۱۶	الاطال	الاطال	۳۳	۲	ور	ور	۵۴	۲	ویان	ویان	۷۰	۳	با	با
۲۵	۸	کفس	کفس	۳۳	۷	مفیہ	مفیہ	۵۵	۱۹	زادہ	زادہ	۷۰	۸	کرون	کرون
۲۶	۹	ہین	ہین	۳۳	۱۱	اخفاء	اخفاء	۵۶	۱۲	لطفہ	لطفہ	۷۳	۸	میگروہ	میگروہ

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۷۶	۱۰	زبان	زبان	۹۶	۱۶	دایکاز وایکاز	۱۲۰	۱۹	۱۲۰	میظروالی	میظروالی	۱۳۲	۱	میرشد	میرشد
"	۱۱	کرد	کرد	"	"	کلام و کلام	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۲	مکویم	مکویم	"	۵	حقانی	حقانی
۷۷	۷	غیرت	غیرت	"	"	کرام و کرام	"	۲۰	"	نیاده اند نیاده	"	"	۸	وخواطر	وخواطر
۷۸	۱۳	دوین وین	دوین وین	۹۷	۱۲	مقتضیات و مقتضیات	۱۲۷	۲۰	"	اواش و اواش	"	"	۱۲	خطوط	خطوط
"	۱۹	بزد	بزد	۱۰۰	۶	یان باز	۱۲۸	۱۰	"	رسید رسد	"	"	۱۸	مدوت	مدوت
۷۹	۴	بوکر	بوکر	۱۰۱	۶	بی بی و بی بی	۱۳۰	۵	"	هجرس هجرس	"	"	۲۰	تا	تا
"	"	العس	العس	"	"	بی بی و بی بی	"	۱۰	"	انگه	انگه	"	۵	تلقین	تلقین
"	۸	نماند	نماند	۱۰۵	۶	غیر و غیر	"	۱۳	"	دورد	دورد	"	۸	هوس	هوس
"	"	قیج	قیج	"	"	بسیب	"	۱۲	"	بوارده	بوارده	"	۱۷	تیرساند	تیرساند
"	"	هوی	هوی	۱۰۶	۹	دایج	۱۳۱	۸	"	او	او	"	۸	دهون	دهون
"	۲۱	وران	وران	"	۱۷	ازدور	"	۱۲	"	تغمه	تغمه	"	۴	محتاجی	محتاجی
۸۰	۱۱	زوی	زوی	۱۰۷	۲	زوج	"	"	"	بغیر	بغیر	"	۹	لکی	لکی
۸۲	۱	کرده کرده	کرده کرده	"	۱۲	بنا	"	"	"	راگر	راگر	"	۱	قتای	قتای
۸۵	۱۱	واطن	واطن	"	۱۳	نشیث	۱۳۲	۷	"	بیاید	بیاید	"	۷	دفع	دفع
"	۱۲	جربزه	جربزه	"	۱۸	اند	۱۳۵	۱۱	"	نزل	نزل	"	۲	درین	درین
۸۸	۲۱	پیشتر	پیشتر	۲۱	۵	خت	"	۱۲	"	فروع	فروع	"	۴	مزمان	مزمان
۹۰	۶	سفید	سفید	"	۱۱	زیرین	۱۳۶	۱۲	"	خرب	خرب	"	۵	مکور	مکور
۹۱	۲۱	مدت	مدت	"	۱۱	علماء	"	۱۵	"	اند	اند	"	۲۰	تاخیر	تاخیر
۹۳	۱۱	نیقیس	نیقیس	"	۱۸	نفیات	"	۱۶	"	دولان	دولان	"	۱۲	باز	باز
۹۴	۹	تنفس	تنفس	۱۱۲	۵	استغاث	۱۳۷	۴	"	طالقه	طالقه	"	۲۱	می شوم	می شوم
۹۵	۸	ماله	ماله	۱۱۷	۱۷	خرجا	۱۴۰	۶	"	طالقه	طالقه	"	۵	یا	یا
۹۶	۷	پا	پا	۱۱۸	۵	رسیده	"	۸	"	رسیده	رسیده	"	۱۱	حال	حال
"	۸	دستی	دستی	۱۲۰	۸	ویاراز	"	۱۷	"	بر	بر	"	۱۶	عباس	عباس
"	۱۰	مسار	مسار	"	۱۸	دانا	۱۴۲	۷	"	گروند	گروند	"	۲۱	ادنی	ادنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۷	۳	وی	روی	۱۸۳	۱	بعض	بعض	۱۹۹	۵	تفاتیج	مفاتیج	۲۲۵	۷	طبیعت	طبیعت
"	۴	نبرد	نبرد	۱۸۴	۲	طبرانی	طبرانی	"	۱۷	بقای	بقای	"	۸	ہواس	ہواس
"	۵	مودعہ	مودعہ	"	۳	اعم	اعم	۲۰۲	۱۰	شملہ	شمارا	"	۲۱	ال	ال
"	۶	ران	یران	"	۲۰	مطالعہ	مطالعہ	۲۰۳	۲۱	لفتن	رقن	۲۲۶	۱۶	اورا	باطن
"	۷	ہزار	اسرار	۱۸۵	۱۵	فادو جان	فساد	۲۰۴	۱۹	می بدید	می پیشید	۲۳۰	۸	والب	ذات
"	۸	را	الا	۱۸۶	۸	حالم	حالم	"	۲۱	مضموم	مضموم	۲۳۳	۲۰	بو	بو
"	۹	طاگفہ	طائفہ	۱۸۸	۳	ذرات	ذرات	۲۰۵	۱۳	در	و	"	۲۱	خطہ	خطہ
"	"	یرآ	یرآند	"	۱۱	می شد	می شود	"	۲	والان	والان	۲۳۴	۱۲	دل	دل
"	۱۰	اند	اند	۱۹۰	۱۲	تبرکات	تبرکات	"	۲۰	ہردہ	ہردہ	۲۳۷	۱۸	خو	خو
۱۶۹	۲	راکہ	رالہ	"	۲۱۲	مطلوب	مطلوب	۲۱۳	۲۰	خص	خص	۲۳۸	۹	بلجج	بلجج
۱۷۰	۴	می فراید	می فراید	"	۱۸	ماقول	ماقول	۲۱۳	۲۰	ر	و	۲۳۹	۳	دہم	دہم
"	۵	خرہ	خرہ	"	۲۰	ظاہر	ظاہر	۲۱۴	۲۱	لوت	لوت	"	۵	کجشک	کجشک
۱۷۳	۲۱	ترک	ترک	۱۹۱	۹	سود	سود	۲۱۵	۹	افضل	افضل	"	۱۸	وزق	وزق
۱۷۴	۱۸	مخلوق	مخلوق	۱۹۳	۷	یدان	یدان	۲۱۶	۱	مجموعہ	مجموعہ	۲۴۰	۳	تاثر	تاثر
۱۷۷	۶	را	را	"	۱۵	قیری	قیری	"	۱۱	بابہ	بابہ	۲۴۱	۷	پیدہ	پیدہ
"	۸	سر	سر	۱۹۴	۱۱	سروقات	سروقات	۲۱۷	۴	این	این	۲۴۳	۵	نہوہ	نہوہ
"	۹	ا	ا	۱۹۵	۴	مقام	مقام	"	۸	دیگر	دیگر	۲۴۴	۸	وشتید	وشتید
"	۱۰	دین	دین	۱۹۶	۵	ہیب	ہیب	"	۲۰	یاصل	یاصل	۲۴۶	۵	خوب	خوب
"	۱۳	المرا	المرا	۱۹۷	۳	وکان	وکان	۲۱۸	۲	بادام	بادام	"	۲۰	است	است
"	۲۱	بعض	بعض	"	۵	ماخوذ	ماخوذ	۲۱۹	۱۷	دارو	دارو	۲۴۷	۲۱	سالکان	سالکان
۱۷۹	۵	آدوی	آدوی	"	۹	آدوی	آدوی	۲۲۱	۱۵	ا	ا	۲۵۱	۱۱	پاک	پاک
"	۱۰	بینای	بینای	"	۱۰	بینای	بینای	۲۲۲	۱۱	خوانندہ	خوانندہ	۱۵۷	۲۱	ولبر	ولبر
۱۸۲	۷	شیا	شیا	"	۱۰	قصص	قصص	"	۱۵	جمع	جمع	۲۵۳	۱۶	استقام	استقام
"	۱۰	نکہ	نکہ	"	۱۵	وید	وید	۲۲۳	۱	قسم	قسم	۲۵۵	۱۰	کوس	کوس
"	۱۲	اوست	اوست	"	"	وباطن	وباطن	"	۱۵	او	او	"	۱۲	میں	میں

غلطنامه حاشی کتاب القول الموجه فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه

حاشیه	مهندس	غلط	صحیح	حاشیه	مهندس	غلط	صحیح	حاشیه	مهندس	غلط	صحیح
۶	۳	وز و ز	وز	۲۲	۱	ار	ار	۱۴۰	۱	له	له
۱	۱	هنده	هنده	۴۶	۱	من	من	۱۴۱	۱	نمود	نمود
۷	۲	حادیث	حادیث	۵۹	۱	الله	الله	۱۴۹	۱	می کند	می کند
۱	۱	شده	شده	۱	۱	سجود	سجود	۱	۷	ترود	ترود
۹	۷	آخ خون	آخ خون	۶۵	۷	بنوشاید	بنوشاید	۱۵۰	۲	له	له
۱۰	۱	خفیف	خفیف	۶۶	۲	او	او	۱	۷	شدم	شدم
۱۹	۲	نبی	نبی	۹۲	۱	یارم	یارم	۱۵۳	۱	برای	برای
۲۱	۲	شوقیا	شوقیا	۹۵	۱	مانیت	مانیت	۱۶۵	۱	شتاپ	شتاپ
۲۲	۳	سالی	سالی	۱	۳	نگردایم	نگردایم	۱۶۶	۲	آناک	آناک
۲۴	۲	اوتان	اوتان	۹۸	۳	دارد	دارد	۱	۷	ر	ر
۱	۱	ماضی	ماضی	۹۹	۱	را	را	۱۶۷	۱	ر	ر
۲۷	۳	بگذار	بگذار	۱۰۰	۱	بحقیقت	بحقیقت	۱	۷	تر	تر
۲۸	۱	پرستند	پرستند	۱	۷	بخود	بخود	۱۹۱	۲	دوبان	دوبان
۱	۲	نیر	نیر	۱	۷	معلوته	معلوته	۱	۳	پوپان	پوپان
۲۹	۱	پس	پس	۱	۷	معلوش	معلوش	۱۹۶	۲	سن	سن
۳۰	۳	تیرا	تیرا	۱۰۷	۱	توری	توری	۱	۳	چندی	چندی
۳۱	۱	ادراک	ادراک	۱۱۰	۱	ورده	ورده	۲۱۶	۱	ساگر	ساگر
۱	۱	ست	ست	۱	۷	شود	شود	۱	۲	موت	موت
۲۴۲	۲	شده	شده	۱۲۳	۲	برضای	برضای	۱	۷	بار	بار
۱	۷	رشدنا	رشدنا	۱۳۷	۱	وسه	وسه	۱	۷	مت	مت
۱	۷	حق دیکته	حق دیکته	۱۳۸	۲	هرینه	هرینه	۱	۷	شا	شا
۳۶	۱	پای	پای	۱	۷	شمار	شمار	۱	۷	آرا	آرا
۳۸	۱	گویند	گویند	۱	۷	آرا	آرا	۱	۷	آرا	آرا

وَحْشِ اقْرَابِیْکُمْ لَکُمُ الْاِتِّصَافُ

لله الحمد که درین ایام طراوت فرجام و منبر جام نصارت انضمام
کتاب مستطاب مجموعه عرفان الحق بعرفان النفس شهبوبه



تصحیح حضرت فلک نعت ملک طلعت سیاح دریای شریعت طریقت سیاح بیدای
حقیقت و معرفت مولوی سید شاه محمد حبیب حیدر قلندر لا الہ الا انت سبح
فصله طاقه و زهر فیضه عطره شاد طبعش بقربایش لایق و مستامیش
مقبول بارگاه ربانہ جناب ششی امیر احمد صاحب بدستگیری کارپردازان
سطیع آسی پریشان دای کیلانش کشید و مرمره ششم رفیع انظار منتظران گردید
باہتمام محمد عبدالولی بن علامہ آسی محمد عبدالحی صاحب راسی مرحوم منظور

از مطلع آسی پس واقع مجموعہ نگار کھنوضیا گستر عالم شد

صفحه	صفحه	صفحه	صفحه
۱	۳۴	۳۴	۳۴
۲	۳۸	۳۸	۳۸
۳	۴۴	۴۴	۴۴
۴	۴۸	۴۸	۴۸
۵	۵۱	۵۱	۵۱
۱۲	۵۳	۵۳	۵۳
۱۵	۵۷	۵۷	۵۷
۱۶	۵۸	۵۸	۵۸
۱۷	۶۱	۶۱	۶۱
۲۱	۶۴	۶۴	۶۴
۳۳	۶۸	۶۸	۶۸
۳۹	۷۰	۷۰	۷۰
۴۰	۷۲	۷۲	۷۲
۴۱	۷۴	۷۴	۷۴
۴۲	۷۶	۷۶	۷۶
۴۳	۷۸	۷۸	۷۸
۴۴	۸۰	۸۰	۸۰
۴۵	۸۲	۸۲	۸۲
۴۶	۸۴	۸۴	۸۴
۴۷	۸۶	۸۶	۸۶
۴۸	۸۸	۸۸	۸۸
۴۹	۹۰	۹۰	۹۰
۵۰	۹۲	۹۲	۹۲
۵۱	۹۴	۹۴	۹۴
۵۲	۹۶	۹۶	۹۶
۵۳	۹۸	۹۸	۹۸
۵۴	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
۵۵	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲
۵۶	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴
۵۷	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶
۵۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸
۵۹	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
۶۰	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲
۶۱	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴
۶۲	۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶
۶۳	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸
۶۴	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰
۶۵	۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲
۶۶	۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴
۶۷	۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶
۶۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸
۶۹	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰
۷۰	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲
۷۱	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
۷۲	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶
۷۳	۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸
۷۴	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰
۷۵	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲
۷۶	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴
۷۷	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۷۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۷۹	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
۸۰	۱۵۲	۱۵۲	۱۵۲
۸۱	۱۵۴	۱۵۴	۱۵۴
۸۲	۱۵۶	۱۵۶	۱۵۶
۸۳	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸
۸۴	۱۶۰	۱۶۰	۱۶۰
۸۵	۱۶۲	۱۶۲	۱۶۲
۸۶	۱۶۴	۱۶۴	۱۶۴
۸۷	۱۶۶	۱۶۶	۱۶۶
۸۸	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸
۸۹	۱۷۰	۱۷۰	۱۷۰
۹۰	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
۹۱	۱۷۴	۱۷۴	۱۷۴
۹۲	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
۹۳	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
۹۴	۱۸۰	۱۸۰	۱۸۰
۹۵	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲
۹۶	۱۸۴	۱۸۴	۱۸۴
۹۷	۱۸۶	۱۸۶	۱۸۶
۹۸	۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸
۹۹	۱۹۰	۱۹۰	۱۹۰
۱۰۰	۱۹۲	۱۹۲	۱۹۲

صفحه	صفحه	صفحه	صفحه
۱۲۱	وصل در بیان حقیقت دل و تصفیه	۸۶	وصل در بیان شرافت روح
۱۲۲	و تربیت و کمال آن	۸۸	وصل در بیان اقسام روح
۱۲۳	وصل در بیان آنکه دل را اطوار مختلفه	۱۹۰	فائده در بیان آنکه روح را سواهی جسم
۱۲۸	وصل در بیان خواطر و وسوسه	۱۹۱	عنصری جسم دیگر نیز هست
۱۳۵	و هوا حس و غیره	۱۹۱	وصل در بیان اینکه کمال ربیته روح
۱۳۶	وصل در بیان تسلط شیطان بر دل	۱۹۷	و تجلیه اوست بصفتا ربوبیت
۱۳۷	از جهت وسواس	۱۹۷	وصل در بیان لفظ انسان و حیوان
۱۳۸	وصل در بیان فرق میان این دو	۱۹۹	وصل در بیان حقیقت انسان
۱۳۹	فائده در بیان لواحق و طوائف	۲۰۱	وصل در بیان فائده تخلیق موشحیات
۱۴۲	وصل در بیان طریق نفی خواطر	۲۰۴	وصل در بیان اینکه تخلیق انسان از
۱۴۳	وصل در بیان امور متعلقه قلب	۲۰۴	لفظ مختلطه مرکب از جمیع موالیات
۱۴۴	وصل در بیان اینکه وقت فکر و وسوسه	۲۰۷	وصل در بیان اینکه تخلیق انسان
۱۴۵	منقطع می شود و یا نه	۲۰۹	برای تکمیل اثره خلافت است
۱۴۹	وصل در بیان فرق میان الهام و علم	۲۱۲	وصل در بیان خلقت انسانی
۱۵۲	و وضاحت امر حق میان صوفیه	۲۱۲	وصل در بیان اینکه وجود انسانی
۱۵۳	و علمای ظاهر	۲۱۵	نموده تمام عالم است
۱۵۴	وصل در بیان فرق هر دو مقام	۲۱۹	وصل در بیان حالات پنجگانه انسان
۱۵۵	وصل در بیان معنی سر	۲۲۱	وصل در بیان سه حالات که انسان را
۱۵۶	وصل در بیان معنی عقل	۲۲۱	بعد موت رو می دهند
۱۵۷	وصل در بیان کمی و زیادتی عقل	۲۲۲	وصل در بیان چیزهایی که انسان را
۱۵۸	در مردمان	۲۲۳	برای تکمیل نفس خود ضروری اند
۱۵۹	وصل در بیان روح	۲۲۳	وصل در بیان اینکه ترکیه و تصفیه نفس
۱۶۰	فائده بیان ارشاد حضرت مولانا شاه	۲۲۴	و روح بلا ریاضت مجاهده حاصل نمیشود
۱۶۱	حیدر علی قلندر قدس سره درباره روح	۲۲۴	وصل در بیان معانی و اقسام مجاهده

تم فهرس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مختصر حالات حضرت مصنف این کتاب علیہ الرحمۃ من اللہ الوہاب

آن قطب زمانہ آن غوث یگانہ آن جامع فضائل و کرامات آن صدر فیوض و حسنات آن مربی ارجح و شرفین
 آن محلی اُمینہ و قطب سالکین آن قطب سائر عرفان آن کوکب اوج ایقان آن ناسک صراط و حیدر آن سالک
 سبیل تفرید آن مرجع اولیائے آوان آن مجمع شیوخ زمانہ آن منظرہ و دو فیض احسان
 آن خضر سلوک عرفان آن برج البحرین باطن و ظاہر آن جامع بر زمین اول آن خزان عالم حقان
 ملک ملکوت آن عارف و قائم حیرت و لاہوت آن شمع شبستان قلندر آن سراج منیر الیوان قادری
 آن آب و رنگ گلستان باسطی آن زیب و زینت و سادہ کاظمی آن حاوی جملہ کمالات بشری سیدی و مریدی
 ملاذی و لاجائی شیخی و استادی مولانا حافظ شاہ علی انور تلمذ علوی کا کوری
 آنکہ چون در پیش این شیم مقال ناطقہ حیران بایند عقل لال کی میسر گردید این بزرگوار
 جلوہ وادان لباصوت و صوت نسب شریفش بواسطہ کثیر و حضرت امیر المؤمنین امام العالمین سیدنا
 علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ می پیوند ولادت با سعادت بمقام کا کوری بتاریخ یازدہم شہر ربیع الآخر ۱۲۶۹ھ
 یک ہزار و دویست و شصت و نہ ہجری واقع شد از بدو شعور در حجر کرامت و کنارت مقامات حضرتین جدین
 مجیدین خود حضرت مولانا شاہ حیدر علی قلندر و حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر قدس اللہ سرہا پرورش
 یافتہ وارث ولایت آبائی کرام و اجداد عالی مقام گشت و از سن رشد بحفظ کلام ربانی اشتغال فرمود
 سن چہارہ سالگی بانجام رسانید و در حفظ کلام مجید چنان از ہم عصران سر بر آورد کہ دیگر حفظ از زمانہ مثال
 وی نبود و از ان زمان تا آخر سال عمر کہ چہا ہ و چار ہ ہر سال در تراویح قرات میکرد و قلوب سامعین

ذوق تمام و فرحتی بالا کلام می بخشید بعد تمام کلام مجید متوجه تحصیل علوم عربیه شده مختصرات صرف و نحو از ابراهیم
 خورشید قدوة العالمین و عمدة الکاملین مولانا شاه علی اکبر قلندر قدس الله سره تحصیل نمود و بقیه کتب علوم دیگر
 یعنی منطق و معانی و بیان و فقه و اصول فقه و تصوف و حدیث و اصول حدیث و تفسیر بحضرت جلالی خود
 مجمع العلوم کاشف الاسرار المکتوم بل هو بین العلماء و المنقذ کاشف بین النجوم استاد و استاد مولانا شاه تقی علی
 قلندر قدس الله سره گذرانید و چون که در همین ذکاوت و جود و عظمت تعلیم داشت لهذا در آغاز سال ستم
 از عمر خویش تحصیل علم فراغ حاصل کرده ابواب تدریس بر روی طالبان کشف و بسیار از فیض تعلیمش
 در علوم دینی فارغ التحصیل گشتند و اکثری که تالیف و تفسیر و سطحات رسیدند در جمله علوم عموماً و علم تصوف
 خصوصاً شافعی بزرگ و عالی سترگ داشت ریاضت مجاهده را بر خود چنان ادا داد که گاهی از آن قرار
 و آرام نگرفت و بغایت قوی التوجه و التصوف بود چنانچه در عهد شباب که شباب لا یتیش بود بعضی از طالبان
 خاص مسترشدان با اختصاص که مورد عنایت و بغایت بودند در ادنی توجه به ابراج اعلی و در اندک تصرف
 به تالیف قضی فائز شدند لیکن باین همه اخصا و ملاست و کتمان پسند خاطر شریفش مانند شیر خور در آبسوت
 مسلمان و مدرسان شمار گرانید و از اهل دنیا چیزی به بجز سخن مطابق فهم شان بمیان نه آورد و الحق که ذات
 عالی صفاتش در عهد خود یگانه و در علم و حلم و فضل و کمال وجود و سخاوت و مهر و شفقت و عطایا دگار زمانه بود و مستفاد
 کشید و مولفات مفیده میداشت چنانچه بعضی از ان بهایب طبع در آمده اند و اکثری باقی اند-

اول تصانیفش که در زمان تحصیل علم اتمام فرمود و حواشی حاشیه میرزا بهر بلا جلال است در ان بیشتر تقریرات
 و ارشادات حضرت استاد خویش نوشته در آخر خود حل مطالب بچنین عمدگی و صفائی نموده که فی الفور
 ذهن نشین طالب علم می گردد-

تصنیف دوم رساله تحریر الانوار فی تفسیر الفلک درست که مکرر طبع شده از نظر ناظرین گذشته و این رساله نیز
 در زمان حیات حضرت استاد خود تالیف نموده و بلا خطه شان گرانید و تنویر بر تحقیق لفظ قلندر و تعریف آن
 و اسما بزرگانی که برین مقام فائز گشته-

تصنیف سوم رساله فیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی است که حاویست بر جوابات اعتراضات

کلامی ظاهر بر کلام حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وارد کرده اند این سالہ از برای ناظر
کلام حضرت شیخ رحیم خیل نافع و مفید است مطبوع گشته۔

تصنیف چهارم تکرار کتاب و ضل الازہر فی آثار القلندر است کہ حوض الکوفہ نام دارد کتاب و ضل الازہر از
تصنیف شریف حضرت استاد ایشان مجمع العلوم کاشف السمر المکتوم است و استاد و مولانا شاہ تقی علی قلندر
قدس اللہ سرہ است کہ تا بہ بحث عشق ارقام فرمودہ بود و بعد و توبت تمام کردنش نیامد کہ خود فانی المحبوب گشتند
ایشان تکرار وی نوشتہ و در ان ابتدای بیان از ماہیت عشق کردہ بر حال حضرتین جدین مجیدین تمام فرمودند
کہ بجای خود تکرار کتاب نیز بہت و موقوفہ مفصلہ حضرتین موصوفین ہم۔

تصنیف پنجم کتاب الانصلاح عن ذکر الہی اصلاح است کہ در ان احوال مشائخ کرام سلسل عالمیہ ثانیہ
یعنی قلندریہ و قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و فردوسیہ و طیفوریہ و مداریہ و نقشبندیہ کہ در ہر یک ازین اجازت خلقت
ارشاد و تلقین از آبا سہ کرام و مرشدان عظام خود حاصل فرمودہ بحیر تحریر آورده و فوائد دیگر ہم کہ برای اہل شغیت
مفیداتہ افادہ فرمودہ این کتاب ہم زیور طبع در بر کشیدہ۔

تصنیف ششم کتاب القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه است کہ الحال رو بہی ناظرین
موجود است مضامین این کتاب آنچنان اند کہ گویا دیار را در کوزہ در آورده و مطالب آنچنان کہ طالب
صادق اگر بران کار بندہ شود و صوفی صافی گردد محتاج تعریف نیست صریح حاجت مشاطہ نیست و دل آہام۔
تصنیف ہفتم سالہ القول المختار فی مسئلہ الجبر و الاختیار است کہ در ان بیان مسئلہ جبر و اختیار بہ توضیح
شانی و تفسیح کافی فرمودہ۔

تصنیف ہشتم غنۃ الصوارف فی شرح خطبۃ العوارف است چونکہ کتاب متطاب عوارف المعارف جامع
جمع مسائل تصوف است و خطبہ کتاب خیلہ دقیق و عمیر است لهذا شرح آن مع اصطلاحات حضرت
صوفیہ فرمودہ و یادگار عمدہ گذشت۔

تصنیف نہم تصنیف فی شرح التسویہ است سالہ تسویہ در تصوف از تصانیف حضرت شیخ محب اللہ آبادی
رحمۃ اللہ علیہ است و خیلہ دقیق و لطیف نیز پس شرح آن فرمودہ منت بر جان طالبان صاف و کلام ان اثن ہما

تصنیف نهم رساله فاتح الابصار است و آن جوابات سوالاتی است که آنکس که از ارادت و انان سلسله عالم
چشتیه بخواهد ایشان فرستاده درخواست جوابات کرده بود حضرت ایشان نیز حل هر سوال بر وضعی خوب
و نیکو خوش اسلوب فرموده اند که برای مسترشدان بسیار مفید است۔

تصنیف یازدهم رساله کشف القائق عن موزان الحقائق است این هم جوابات سوالات متعلقه علم
تصوف است که از ارادت و انان خاندانی شخصی سائل آن شده بود و این رساله نیز از بس نافع و مفید است۔

تصنیف دوازدهم رساله تنویر الاغی فی شرح تبیین الطرق است تبیین الطرق رساله الیست در علم تصوف
از تصانیف حضرت شیخ علی تقی جوینوری رحمه الله علیه بسیار نفیس و مضمون شرح وی نیز از فایده پسنیده
است بلکه بر حد احسن الشروحی رسیده۔

تصنیف سیزدهم رساله زواهر الافکار فی شرح جواهر الاسرار است چند سوال متعلقه علم تصوف اند از
مولوی محمد تقیم بروی رحمه الله علیه که جواهر الاسرار نام دارند حضرت ایشان شرح کافی و جوابات شافی
آنها نگاشتند که خیلی نافع و مفید هستند۔

تصنیف چهاردهم الدر المنقطه فی شرح تحفة المسلمه است تحفة المسلمه رساله الیست در بحث حدیث متعلقه
علم تصوف مصنفه شیخ محمد ابن فضل الله رحمه الله علیه حضرت ایشان شرح وی نیز مختصر و جامع جمله مطالب
نوشته چنانکه بر شائق فن تصوف پوشیده نیست۔

تصنیف پانزدهم رساله الدلائل الیه فی ایمان آبار نبی اکرم است به زبان عربی در ثبوت ایمان این
حضرت سرور انبیا صلی الله علیه وسلم۔

تصنیف شانزدهم چهار رساله سیلا و شریف اند که یکی به دیگری تصنیف شده به قالب طبع در آن
و بسیار مقبولیت در طلب خلافت یافتند رساله اول فتح الطیب فی ذکر مولد الحبيب نام دارد و رساله
دوم تسلیة القوادع عن ذکر خیر العباد و رساله سوم شامة النبوی فی ذکر سیلا و خیر البشر و رساله چهارم زاد
الغریب فی منزل الحبيب و این هر چهار رساله به زبان اردو هستند و رساله های مذکوره بالا به زبان فارسی۔

تصنیف هفتم تفهیم سرور یوسف است که خاص در بحث عشق ارقام فرموده اند مگر افسوس

که تمام مانده - خداوند تعالی از اعتقاد کس را موافق سازد که وی را یا تمام رساند -
 تصنیف بیچشم حواشی متفرقه اند بر شرح لمعات حضرت فخرالدین عراقی که رشحات انوری نام دارد این
 حواشی نیز طریقی خوب روشنی خوش اسلوب میدارند -
 تصنیف نور و هم شهادت الکوین فی شهادت بحسین است که به شهادت نامه کلاان شهرت دارد که هر
 طبع شده و بسیار مقبولیت عامه یافته حاجت تعریف ندارد -
 تصنیف تم الهدی المنظم فی مناقب غوث الاعظم است که دو مجلد ضخیم دارد شرح اوصافش مشکلست مختصراً
 اینست که حال از احوال حضرت غوث پاک رضی الله تعالی عنه و آبای کرام و مشایخ عظام و ابائے عالی مقام
 و معاصرین و مستترتین آنحضرت مع دیگر مباحث متعلقه ضروریه فرد گذشت نشده هر چه تعریف می
 کرده شود کم است -

تصنیف کتب و حکم رساله ایست در تحقیق مهر حضرت سیده فاطمه الزهرا رضی الله تعالی عنها و اولاد
 بنو بی تمام اختلافات عبارات کتب سیرت رفع کرده اثبات تلامذ و چهار صد مثال سهم فرموده و واری آن بجز
 فواید متعلقه خارج مع حال زولج مطهرات و نبات مقدسات رضی الله عنهن نیز تحریر فرموده الهدیه لقبول فی تحقیق
 صدق بضعة الرسول ام دارد این هر تصنیف نیز زبان مرو جارد و هستند نیست مختصری ازال تصنیفات
 حضرت مخیر بعد از وفاتیک حضرت سجاد کی خانقاه کاظمیه اختیار فرمود و سرگرم ارشاد و تربیت و تلقین طایفین و
 مریدین را چنین گشت از نو بیت به تصانیف دیگر نایا البته مشغله مدیرین ایام وفات تسلیم قلم مانند صاحبان است پاکش بحکم
 فضایل کمالات انسانی آراسته و قبله فیضش از غنیمت فیض لمیری بی پرست در زمان سجاد کی شیخی بلا شیخ فرمود و گاهی از حلقه
 عبودیت که خاص مقام محمد علی صاحبها الصلوٰه و التحیه است و منصب ندانی وی پابردن نکشید و اگر چه نسبت جامعه جمیع سلا
 و خانواده های ایشانه مگر قلندرش ماند و محمدی اشتهاد قطب الارشاد - بالاخر چونکه مال کار هر بودنی نابودنی است بنا بر
 بستم ما محرم احرام نه یک هزار و سه صد است و چهار هجری در وجهه بعاضه تب و حج سائرین فقر غنصری پرواز
 کرده با مشغول تحقیق پیوسته رفت آن طاووس نشی سوسیش و چون سیر از افانیش بوی کشید و انانسد و انالیه راجعون
 شرح بن جهان بین بن جگر این مان بگذارتا وقت دگر بنیش زین ثوب غوز نری جوجه بنیش زین ارشمس نری گو

CHECKED-2004

29
 1945
 1946
 1947

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد بقیاس و سپاس سعادت اساس مر محمدی را که در وقت باز آرد و یانش از سر پای سودک خیال
 اوست و روز باز آرد یانش از نقد دولت تمنای وصال او جمیل که مبارزان میدان فصاحت او و تصویف
 جمالش مجال عبارت تنگ است و جمیل که سابقان عرصه بلاغت او در تعریف جلالش بای اشارت لنگ را از قول
 منازل عرفانش از جو شکسته قدحی لیلی نیست و راز کشایان مراحل احسانش از خبر فرو بسته دمی لیلی فی حق
 که خاصان درین ره فرسوده اند بلا احوال از تنگ فرو مانده اند

۲۰۰۰

و هرگاه که انحصار خواص اجزاء کلامیه را احصا کلامی بر زبان نباشد پس که سر و ذواله پُر در دیچاره عوام مجر لا ادری
چیزی تواند شد و یا اینهمه طرکی با جرات قابل تماشا است که لا ادری نیز جابجایی نصف علم است که علم انجا متوقع
و ممکن است و نیز نصف دیگری تواند بود چه که اعتراف بلا علمی علمی دیگر است اما اینجا که علم متوقع نیست دعوی علم حیل
باشد و دریافت حیل علم علم علم لاله لاله بود و در دو بخش در دو شمار فرق قدس شاه و شهودی را که مقصود
ایجاد نشاتین و مطلوب ابداع تقلید است و وجودش در تخمین است و ظهورش حمت للعالمین کرشمه عمیم است
و خلقتش عظیم و قالب روح غیب الغیب است و قلب فتوح بی عیب صدف در دانش است یا قوت خاموش

CHECKED 1996-97

نفس ختم انبیاست ختم سوره صفیا ای میل گلزار معانی که توئی دی محرم سار زنهانی که توئی
 هر کس که نشان دست می خست نیا هم از تو بیاید آن نشانی که توئی احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم
 که در اثر موجودات سائر مخلوقات را بقدر قابلیت از انوار خاص موجود و انعام عام شهود و شش بهره است کافی
 و نصیبه است وافی **س** شکر فیض تو چمن چین کنای ابر بهار که اگر خا و گل هم پرورده تست
 و بر آل و لایت آل و صحاب ایت آب او که شرف صحبت ظاهر می و باطنی اش مشرف گشته اند و از فیضان
 برکات آن تجلی خاص حضرت رحمن کامل و مکمل گردیده بر سر خلافت امامت متمکن گشتند و در مدینه گرفتار عتبات
 متوطن اما بعدی گوید تراب اقدام حیدریان اعلی المقام علی نور برای نام ابن من هو که فی الکلمات العلیه و
 الحالات السنیة تذکره للسلف الصالحین اثر من آثار القدام و خلاصه من التاخرین اکاملین الذی مناقبه لا تعد
 ولا تحصر مولانا و اینا حضرت شاه علی اکبر قلندر مدت ظلال افقه علینا ظلیلا و سحاب فیوضه مطیر اگر این
 عجا که است نافعه و سلام است را بعد بل بگوید که لایان است پر از انوار الهامی گوناگون و مرقعه درویشان است
 از رقعات بوقلمون که وفق خواش صدید طریق عزیز خالص آگین منشی محمد تلج الدین مطلق فرمایش
 شفیق رفیق و رفیق شفیق مقبول بارگاه رب احد منشی محمد شکور احمد نگاشته نامش بر صفحه کاغذی القول
 الموجه فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه که گذاشته آمد رجا که ناظر غیر مناظر انظری من زاید
 و غائر عبا از حضرت ذوی البصائر البصری و عابد بارگاه حضرت پروردگار جل و علا آنست که دل و زبان ما و
 یاران ما را از اقتران با حادثات نفسانیه که دارد و در مرتبه تحقیق و مقرر تدقیق از قطع طریق نفس و شیطان طبعیت
 بسلاست رساند و بر مرکز حق قائم دارد و مرا که بیش از سفر چینی مرتبه ندارم از زبان حرف گیران سنگار نماید فلما
 انا اشرع فی المقصود متوکلا علی الله المعبود۔

وصل و تحقیق این کلام حافظ سخاوی گوید که ابوالمظفر سمعانی در بحث تبیین و توجع عقلی از قواطع
 گفته که این قول من عرف نفسه فقد عرف ربه مرفوعا شناخته نمی شود و جدا این نیست که این حکایت کرده شده است
 از قول سحی معاذ رازی و همچنین گفته است امام نووی که این ثابت نیست استثنای ملاحی قاری در رساله المصنوع
 فی احادیث الموضوع گفته که حدیث من عرف نفسه فقد عرف ربه را این تمییه موضوع گفته و حافظ سیوطی در قول الا

در این کتاب
 از کلام
 حضرت شاه علی اکبر
 قلندر

فی حدیث من عرف نفسه فقد عرف ربه گفته که این حدیث ثابت نیست ز رکشی در احادیث مشهوره گفته که این معانی
گفته که این از کلام بحی معاذ رازی است انتہی گویم که این حدیث نزدیک اهل کشف صحیح است و در کتاب غیش
بصیغه جزم آورده اند و بدان احتیاج کرده از انجمله شیخ محی الدین ابن العربی است که در عقلة المستوفی بصیغه
جزم آورده است و گفته که عقل اول که نور نبوی است نفس خود را دست پس ایجاد کننده خود را و او را
پس طریقه دانستن او در رب اسمان طریقه دانستن اوست نفس خود را و نیز در بلغة الفواص گفته که شناخت
رب بویست شناخت نفس است فرمود علیہ السلام که هر که شناخت نفس خود را پس شناخت رب خود را و فرمود عارف
شناخت نفس خود عارف ترست رب خود و در اسرار ائلیات آمده که ای انسان نفس خود را بشناس تا رب خود را بشناسی
و در کلام مجید آمده است که نسوا الله فانسا هم نفسهم یعنی فراموش کردند الله را پس فراموش گردانید حق تعالی
او شان را نفس فهمی شان اما اینجا کلام شیخ قدس سره شیخ ابراهیم کردی در رساله در الملتقطه بعد
نقل این کلام می فرماید که این آیت از شواهد این حدیث است و کسی را بجز شیخ ندیده ام که بر این تنبیه کرده باشد
و وجه بودن این آیت دلیل بر ارتباط شناخت بویست شناخت نفس این است که اگر ارتباط نمی بود فی
فراموش کردن آنها الله را سبب فراموش کردن شان نفس خود را که آن فراموشی نفس شان از فراموش
گردانیدن حق تعالی است زیرا که هر گاه در آن ارتباطی نباشد ممکن است که یکی از آن شناخته شود
با فراموشی از دیگران در این آیت فراموش کردن شان الله را سبب افتاده است م فراموش کردن خود
شان نفس خویش را پس شناخت نفس مستلزم شناخت رب است چه که اگر جائز می شد فراموش کردن
شان حق را بجز فراموش کردن نفس خود هر آئینه جائز می شد که می شنیدند شان چیزی را که نفع او شان را
و چیزی را که خالص کند آن چیز آن را و معلوم است که این شنیدن و کردن بدون انقیاد حق تعالی نیست آن
انقیاد تا بعد از حق است با تمثال او امر و نواهی او و این حاصل نمی شود مگر شناخت اینکه انسان محتاج
است بسوای حق در تمام کمالات وجودیه همچو حاصل وجود خود و اینکه حق تعالی مستحق این است که تنها خود او
عبادت کرده شود بسبب غنای ذاتی او از ماسوای خویش و بوجه جامع بودن حق کل کمال او محتاج بودن
نا سوای او تعالی بسوای او تعالی در جمیع احوال خویش و این عین شناخت رب است که منافی است بر بیان

پس اگر فراموش کردن شان اعدا بانه فراموش کردن شان نفس خود را جائز بودی لازم شدی اجتماع این نقیضین
و آن محال است و هر چه مستلزم محال است خود محال باشد پس محال است نسیان شان اعدا باشد تا خود
شان نفس خود را پس شناخت ربوبیت مربوط است بشناخت نفس و این مطلوب است این چنین گفته اند
حاصل در معنی این حدیث سخاوی در مقاصد حسنه می گویند که تاویل این حدیث این چنین گفته شده است
که هر که خود را شناخت که من حاد شام پس او رب خود را شناخت که او قدیم است و هر که خود را قاتی شناخت
رب خود را باقی شناخت و امام نووی در فتاوی خویش می گویند که هر که نفس خود را شناخت که او ضعیف
و مفقر است بسوی پروردگار و عبودیت برای اوست پس آنکس که خود را شناخت باینکه قوت و قهر و غلبه
و کمال مطلق و صفات علامه او را هستند علامه سیوطی در رساله قول الا شبه گفته که شیخ تاج الدین بن عطاء الله
در لطائف المبین گفته که شیخ خود ابو العیاس مری را شنیدم که گفت همانا درین حدیث تاویل اندکی آنکه هر که
شناخت نفس خود را بذل و عجز و فقر و شناخت حق را بقدرت و غنای او پس معرفت نفس خود اول غایب بود
بعد از آن معرفت حق دیگر آنکه هر که شناخت نفس خود را پس آن شناخت دلالت کرد بر اینکه او شناخته است
حق را قبل ازین پس اول حال سالکین است دوم حال مجذوبین انتهی و شیخ ابوطالب کی در قوت لقنوه
فرموده که معنی این آنست که هر گاه بشناختی صفات نفس خود را در عالمات خلق و تو مکروه میداری احوال
را بر خود در افعال خویش پس از آن بشناختی صفات خالق خود را و اینکه او مکروه میدارد و عیب کردن را
پس اضی بان یقبض او و معامله کن او را با آنچه دوست داری که معامله کرده شوی تو بآن گویم معنی دیگر
این حدیث آنست که هر که بشناخت نفس خود را بفرقان ذوات و شهود از تجلی الهی باین طور که من منظری
اکمل ام از جمله کائنات پس بشناخت اینکه حق تعالی جامع جمیع مقابلات است که وارد اند در آیات تزیین
و متشابهات پس میدانند که حق را در عین تزیین تجلی است در آنچه خواهد چنانکه خواهد و آنگاه که خواهد منافاتی
نیست در تزیین و تجلی در مظاهر زیرا که حق سبحانه را آن اطلاق حقیقی است که هیچ نقیدی مقابلش نیست و
مقتضای آن جمع کردن است میان تزیین و تجلی بلا منافات و بعض تفصیل این اجمال است قول شیخ اکبر در
عقده استو که تحقیق حق تعالی نفس خود را دانست پس آنست عالم را و بر این برآمد بصورت که آن انسان

مختصری شریف است که در وجه کرده شده اند معانی عالم کبیر و گردانید حق تعالی انسان را شیخ جامع برای آنچه
در عالم است و آنچه در حضرت اکسید است از اسامی بر این فرمود پیغمبر صلی الله علیه و سلم که خلق الله آدم علی صورته
انتهی یعنی پیدا کرد الله تعالی آدم را بر صورت خودش اینجا در ضمیر صورت خلافت است که بسوی که عالم است
گویم این حدیث صحیحین ثابت است و آمده است در حدیث نهی از زدن بر دوش صحیح مسلم از ابی هریره زائد بر آنچه
در صحیح بخاری است در کتاب لغت که تحقیق پیدا کرد الله آدم را بر صورت او و نیز در صحیح بخاری در اول کتاب الاستیذان
از طریق بهام از ابی هریره مرفوعاً آمده است که الله تعالی پیدا کرد آدم را بر صورت رحمن و گفت که آنکه روایت
کرد آن آفریده است آن را یعنی از لیس چنگ زدند بر آنچه او را در وهمی اندازد پس بسبب این غلط کرده
و مادی و اتباع او اسکار کرده اند این زیاد را که بر آورده است ابن عجم در سنن و طبرانی از حدیث آن است که
رجال آن ثقات اند و بر آورده او را ابن ابی عاصم نیز از طریق ابی یونس از ابی هریره مرفوعاً که رومی کند و اول
آنکه در را یعنی محل غلط را در فهم مزج ضمیر لفظ او این است که هر که قتل کند پس باید که بر سرش از روی بختی
بر دوزخ ندانند تحقیق در و انسان بر صورت رحمن است و گفت قریب تر می آید در اول کتاب الاستیذان
از طریق بهام از ابی هریره مرفوعاً که ان الله خلق آدم علی صورته الحدیث باز از سخن بنی امیه نقل کرده که صحیح
است ان الله خلق آدم علی صورته الرحمن و از امام احمد منقول است که فرمود که این حدیث صحیح است هر که ضمیر
را بسوی آدم راجع گردانید غلط کرد انتهی پس ظاهر شد که ضمیر راجع بسوی الله است و آنچه تاویل کنندگان
ازین وهم کرده اند از تشبیه یا تجسم از ان هیچکس لازم نمی آید زیرا که حق تعالی بسبب بودن اولیس گفته شیئ منزه است
ازین که صاحب صورت باشد و تجلی او در صورت که ثابت است در صحیحین غیر همانانی تنزیه نیست چرا که حق تعالی را
هرگاه که آن گونه اطلاق حقیقی است که مقابل و تقییدی نیست پس او را ممکن است که در هر تقیدی تجلی کند و باقی ماند
بر نزد اوست خود دیر که تجلی در ظاهر از کمال اطلاق حقیقی است و تواریخ او آنکه منافی او باشد پس منافات است
میان لیس گفته شیئ میان تجلی حق در صورت که ثابت است در صحیحین از ابی هریره که بر خدا حق تعالی مردمان را در
که می شناسد او را از حدیث ابی سعید که باز ظاهر خواهد شد حق تعالی بر او صورتی که غیر آن صورت است که دیدیم او را
در مرتبه اول در مسلم از حدیث ابی سعید که خواهد برداشت بر خود را در حالیکه در صورت خود که در ان را اولی دیگر

حافظ ابن حجر گفته که روایت ابی سعید مثل روایت حاکم بر این دلالت دارد که نقلی سه بار واقع می شود اول در صورتی که
می شناسند و ثانی در صورتی که انکار می کنند و سوم در مثل صورت اولی و الله اعلم الشیخ ابراهیم کردوسی میفرماید
می گویم که بودن انسان نسخه جامع بدان کشف شاد است و نقل دلالت می دارد بر سچو قول او تعالی - سیزدهم آیاتنا
فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم الحق و قوله تعالی و فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون - بیضاوی
گفته است که زیرا که در عالم چیزی نیست مگر آنکه در انسان از نظیری است که دلالت دارد با بودن آنچه تنهاست
انسان بدان از معیشت نافع و منظرهای بهیه و ترکیبات عجیده و قادر شدن به افعال غریبه و حاصل کردن صنایع
مختلفه و جمع کردن کمالات رنگت رنگ شمع کبر در بلعنه الغواص گفته که امانتیه که بر آسمان زمین پیش کرده شد
و آسمانها انکار برداشتن آن کردند آن امانت گنجایش معرفت حق بود و نیافتند شد در آسمانها و زمین ماده قبول
آن و قبول کرد او را انسان باین ترکیب صوری چرا که انسان مژده عالم است پس اومی بیند نفس حق در او عالم گیر که
عالم اجزای مراتب می اندوی بیند عالم را در نفس خود زیرا که او آئینه عالم است و می بیند رب خود را الباطنی که او
نفس است بحیثیت آنکه او کل عالم است و بهر این انسان گنجایش کرد چیزی را که گنجایش نمود بهر دوی عالم بهر
این مخصوص گوانید حق تعالی انسان او را شادگی آنچه که خبر داد که حق را گنجایش ندارد آسمانها و نه زمین اما
گنجایش دارد او را اول مومن از نوع انسان انتهی اکنون معنی این حدیث ما و سعتی ارضی و لا سمانی و لیکن
و سعتی قلب عبیدی المؤمن توان نیست که الله تعالی بچون و بچگون است روح آدم را که خلاصه اوست نیز در صورت
بچونی و بچگونگی آفریده چنانکه حق تعالی لامکانی است روح نیز لامکانی آید و نسبت روح با بدن سچو نسبت او
تعالی است با عالم داخل است و نه خارج متصل است و منفصل پیش از فیوض استی مفهوم نمی شود و مفهوم
بر ذره از ذرات بدن روح است چنانکه الله تعالی قدیم عالم است قیومیت او تعالی مریدان بواسطه قیومیت روح است
هر فیضی که وارد می شود محل درود آن فیض ابتدا در روح است بواسطه روح آن فیض به بدن می رسد و چون روح بصورت
بچونی و بچگونگی آفریده شد لاجرم بچون و بچگون تحقیقی را در وی گنجایش آید که لا یسعی ارضی و لا سمانی و لیکن لا یسعی
قلب عبیدی المؤمن چه ارض و سما با وجود وسعت و فراخی چونکه داخل در آن مکان اند و باغ چونی و بچگونگی تقسم
لا جرم گنجایش لامکانی که مقدس از چندی و چونی است ندارد لامکانی در مکان گنجایش ندارد و چون بچونی نمی پذیرد

غلام خود
 ارشاد باد
 زود طاعت
 غلام و نفس
 ایشان نیز
 تا که خود ضعیف
 بر ایشان که
 این سخن را
 است تمام فرجه
 درین زمان
 انور ایوبین
 کنندگان در
 ذات ایشان
 آمانی نگردد
 فتح الرحمن
 در وقت داد
 از مدتی پیش
 در میان ایشان
 دست داد
 مراقب شد
 من مومن
 ۱۲

پس با چارگنجایش در قلب عبد مومن که لامکانی است و سیر از چندی و چونی متحقق گشت و تخصیص قلب مومن
بنابر آن است که قلب غیر مومن کامل از اوج لامکانی فرو آمده است و گرفتار چندی و چونی شده و حکم آن گرفته پس بواسطه
این نزول و گرفتاری چون که داخل اثره لامکانی شده است و چونی پیدا کرده آن قابلیت را ضائع ساخته است
و لکن کمال انعام این هم اصل سیل و از شایع هرگز از وسعت قلب خود تبر داده است مراد لامکانیت قلب بود باشد چه مکان
هر چند وسیع است تنگ است عرش با وجودی که عظمت و فراخی است چون مکانی است هرگز نیند در جنب لامکانی که
روح است حکم داده نزول از ارباب اقل بلکه گویم که این قلب چه که محل تعالی انوار قدم شده است بلکه بقا بقدم یافته عرش
و ما فیها اگر در او افتند محو و متلاشی گردند و اثری از اینها باقی نماند اما قال سید الطائفة فی هذا المقام ان الحوادث اذا تورط
بالقديم لم یبق الاثر این لباسی است یکتا که خاص بر قدر روح و دخته اند لکن نیز این خصوصیت ندارند داخل در مکان
و متصف بچون لاجرم انسان خلیفه رحمن است که جل سلطان علی صورت شی خلیفه نفسی است تا بر صورت شی مخلوق نباشد
خلافت شی را نشاید و اخلافت را شایان نباشد محل باران است اصل خود نتواند کرد و لا یحل عطا یا الملک الا مطایا
فرمود حق تعالی که ما پیش کردیم ابر آسمانها و زمین و کوه پس انکار کردند و ندادند برداشت آن و گران داشتند از
پس برداشت آن انسان تحقیق انسان طلوم و جهول است یعنی بسیار ظلم کننده است بر نفس خود و بیشینه که از وجود
و توابع وجود و اثری و حکمی نیست و بسیار نادان است حتی که انسان را ادراکی نیست که متعلق بمقصود باشد و
زا و اعلم است نسبت بسوی مطلوب بلکه عجز از ادراک در آن مقام ادراک است اعتراض بجهل معرفت است
چرا که آنکه بسیار ترست در معرفت بالمدخست ترست از روی تحیر در آن تمسبیه اگر بعضی عبارات لفظی که در نیم
طریقت یا مظهریت است در شان او تعالی و تقدس واقع می شود محل تنگی میدان عبارت می باید کرد و در
علام را مطابق آرای علمای اهل سنت می باید داشت کذا فی جواهر السلوک از آنجا که در نور و کلام گرفتار انظار
معنی صورت گردیده بودم لاجرم اکنون باز از آن می گذرم و در بیان معنی حدیث می پردازم توان دریافت که
سلطان العلماء شیخ عبدالدین بن عبدالسلام در حل الرموز فرموده که هر که حق تعالی دیده بیدار گشاده است
و پوشیدگیهای سریت خویش مشاهده کنانیده او میداند که در کونین از منقورات ذرات چیزی نیست مگر آنکه
در پیرحمید گویای ذات حق اش مندرج است و در خطایای صفاتش مندرج و این هر قول است من عرف نفسه



20

منہج

五

Q

۱۰۰

一、
 二、

१५

فغانو

بسم الله الرحمن الرحيم



11/11/11

10

10

2

1971

...

15

✓

قدرت رب تحقیق ظاهر شد ازین حدیث چیزی که ضرورست کشف او و نیکوست وصف او و آن این است که
 حق تعالی بنهاد این روح روحانی را درین جبهه جسمانی لطیفه لاهوتی همچو آنکه امانت نهاده شده است و کشفیه
 دلالت می کند بر این روح بر وحدانیت و ربانیت او تعالی و دلیل استدلال بدان آمده وجه است اول آنکه این
 سبیل انسانی هرگاه محتاج بود به تدبیر کننده و حرکت دهنده و این روح بدو و محرک بدن است و انستیم که این عالم را
 محرکی و دبیری ضرورست و دوم اینکه هرگاه که دبیر بدن یکی است و آن روح است و انستیم که دبیر این عالم نیز یکی
 است که کسی در ملک او شریک نیست قال الله تعالی لو کان فیها آلکمة الا الله لفسد العالم یعنی اگر می بود در آسمان
 و زمین معبودان غیر حق هر آینه هر دو تباہ گشتندی و فرمود حق تعالی لو کان مع آلکمة لکما یقولون اذا لا یتغوا لے
 ذی العرش سبیل سبحانه و تعالی عما یقولون علواً کبیراً اگر بودندی با خدا معبودان دیگر چنانکه می گویند آنگاه طلب
 کردندی بسوی خدا و ندعش او نه منازعت پاک است وی و بلندست از آنچه می گویند به بلندی عظیم و قال الله
 من ولد و ما کان معه من الذل الذمب کل الہ باخلق و علی بعضهم علی بعض سبحان الله عما یصفون یعنی هیچ فرزند
 اگر قریه است خدا و نیست همراه او خدا و دیگر آنکه او خدا و دیگر آنکه او خدا و دیگر آنکه او خدا و دیگر آنکه او خدا
 بر بعضی سبکی صفت می کنم خدا را از آنچه تقدیری کنند سوم اینکه چون که این بدن بلا ادا ده و روح متحرک می شود
 و انستیم که او تعالی مرید است برای آنچه کائن است در هستی خویش و حرکت نمی کند هیچ جنبه و غیره و شرک بر تقدیر
 و اراده و حکم چهارم اینکه هرگاه در بدن چیزی نیست که متحرک باشد بلا علم روح و شعور او بدو و پوشیده نیست چیزی
 بر روح از حرکات و سکونات بدن و انستیم که از او تعالی مقدار ذره از آسمان و زمین پوشیده نیست پنجم اینکه هرگاه
 که در این بدن چیزی قریب بسوی او از روح نیست بلکه روح اقرب است بسوی هر چیزی که در بدن است و انستیم
 که او تعالی قریب است بسوی هر چیزی و چیزی بسوی او قریب تر از چیزی نیست و نه چیزی بعید تر از چیزی یعنی
 قرب مسافت دیگر که او تعالی ازین منزله است ششم اینکه هرگاه روح موجود بود قبل وجود بدن موجود بود
 بعینیت شدن بدن و انستیم که او سبحانه موجود بود قبل خلق خلق و موجود خواهد ماند بعینیت شدن خلق از ال
 و لا ینزال تعالی و تقدس عن الزوال هفتم اینکه هرگاه روح در بدن دانسته نمی شود برای او کیفیت دانستیم
 که او تعالی مقدس است از کیفیت هفتم اینکه هرگاه که روح را در بدن دانسته نمی شود برای او کیفیت دانستیم

مبتدیان
 در بیان
 روح و
 بدن
 و
 انستیم
 که
 او
 تعالی
 قریب
 است
 بسوی
 هر
 چیزی
 و
 چیزی
 بسوی
 او
 قریب
 تر
 از
 چیزی
 نیست
 و
 نه
 چیزی
 بعید
 تر
 از
 چیزی
 یعنی

پس چه حال خواهد بود که بر مرتعال تحقیق حاصل می شود ترا از آنچه درین اثر روان کردیم اقبال را انستی حضرت
شیخ عبدالقدوس می فرماید که چون درویش و طلب حق در آید و کار بجائے رساند که از غیر یکی انقطاع گیرد
و مستغرق و محو شود بنور لامتناهی رسد که گرانزدل و ابد را محیط بود هیچ کیفیت بد و راه نبرد و نور پاک حق سبحانه بود
لائی پرستیدن آن نورست که ذره از ذرات عالم نیست که آن نور بان نیست ازان گاه حق وجود عالم ازان
نورست و فانی عالم بدان نور چون خلیل الله علیه السلام بدان نور رسید فرمود انی وجهی للذی فطر السموات
والارض حنیفاً و ان نور حقیقت عالم و بنی آدم است مصطفی صلی الله علیه و سلم در مقام صفای بنجا فرمود در حق
عام که من عرف نفسه فقد عرف ربه و در حق خاص خود فرموده که من رآنی فقد رآی الحق انما الحق منصور و سبحانی
طیغور ازین نورست و برین حضور عزیز من چون فقر تمام شود غیر یکی بر خیزد و درویش در میان نما، اگر چه بیهوش
بشری و میان بود اما اعتبار از انستی گویم این اشاره بمرتبه اعلای بقاست که آن بقا بابد است اهل ظاهر
این حدیث را برین وجه حل کنند که حق خدا باطل است و درین صفت و موصوف محذوف است ای من رآنی
فقد رآی رویا الحق هر که مراد خواب دید حق دید خواب و اضعافات احلام نیست و فقره ثانی دلیل است که حق
الشیطان لا یتشبه فی و ای حدیث را بخاری و مسلم و ابوداود از ابوقتیاده روایت کرده اند از زبان فیض سبحان
حضرت جدامحمد مولانا و مرشدنا حضرت شاه حیدر علی قلندر قدس سره شنیده ام که فرموده اند که هنگام صدور
این حدیث آنحضرت صلی الله علیه و سلم خود را عین حق دیده بودند ازین جهت فرمود که من رآنی فقد رآی الحق ای من رآنی

چنان بود که به بند بنحو آب کس خود را	از و مشاهده حق بعین بیاری
کاتب الحروف گوید که معنی این حدیث اینست که انسان از جهت عدمیت که دارد نیستی است عین هستی چه ذات واجب بجمیع اسما و صفات بصورت انسان ظاهر شده و درین آئینه نیستی هستی مطلق نموده شده	
آن امانت کاسما نشان بنسافت در درون حبه جاعی کند	وز قبول و زمین سر ستانمت انچه مطلوب جهان شد بهر جهان هم تو داری باز جز خود نشان
من عرف زین گفت شاه ولیا	عارف خود شود که شناسی خدا پس بعین یقین بدان که خودی
تو حجاب اکبرست از قوت عشق آن را بردار پس در محل معرفت در آ و میوه باغ توحید تناول کن	

لله
بسم الله
سما قدر
سما کی
نور است
من دران
که فیض
نور حق
لله
را برین
فی را

<p>جای سعادت و مبدء وحدت است پس</p>	<p>من در میان کثرت مبدء و اسلام</p>
<p>حضرت شیخ اکبر در نفس نوحی میفرماید که هر که جمع کرد در شناخت حق و وجود مطلق تفریه و تشبیه و صفت کرد و در وصف مذکور علی الاجمال دیر که محال است شناخت او بطور تفصیل پییب عدم احاطه بدان صورتهائیکه در عالم است پس آنکس شناخت مفصلاً ازیر که آنچه در عالم کبیر است درو مندرج است پس چگونه بر سبیل تفصیل خود را بشناسد و بهترین دریافت اجمالی و عدم دریافت تفصیلی نفس و حق را بطرف خود آنحضرت صلی الله علیه و سلم معرفت نفس را بمعرفت حق پس فرمود که هر که شناخت نفس خود را که اجمالاً دانسته شود به تفصیلاً پس شناخت پروردگار خود را در مثل چهل بت پرستان که در مغائر خود که عالم است خدا را دانسته پرستش نمایند و خود را ذلیل بنداشته عبید ایشان شوند چنانکه عادت قوم نوح بود و حق وجود مطلق چنانکه در آفاق است در نفس نیز موجود است ازینجا حکیم سنائی فرماید</p>	<p>تو که در نفس خود زبون باشی عارف گردگار چون باشی</p>
<p>و حق تعالی در کلام مجید میفرماید که قریب است که بنائیم او شان را نشانیهای خود در آفاق یعنی صور تجلیات خود در آفاق و تفسیر آفاق خود شیخ میفرماید که مبدء حاجت عتک یعنی آفاق آنست که خارج از دست پس و برایش از ان قائلین محدث وجود که حق را منحصر در خود دانند و از تصرف حق بصورت روح عظم و اولیا و انبیاء منکر باشند و از رویست حق در عالم منافات نیست با آنچه در نفس نشین فرمود که هر چه هست از دست زیرا که هر چه در عین است مطابق و نفع و ضرر از غیر متوقع است نه آنکه از غیر نفع و ضرر متوقع نیست و فی انفسهم و هم عینک معانیه کنانیم انسان اوصاف تجلیات خود در نفسهای شان و نفس انسان عین ذات اوست پس مثل بت پرستان نباید شد که در غیر صورت حق دانند و خود را غیر بنده عبادت مقیدان نمایند حتی تبیین لهم (ای الناظرین) انه الحق من حیث انک صورته و مبدء و ملک نا آنکه نفع معانیه تجلیات در آفاق و نفس آن شود که برای ناظرین ظاهر شود که آنچه در آفاق و نفس است و حق وجود مطلق است در صورت آفاق از حیثیه که تو صورت اوست مقید و او روح یعنی مطلق تست فانت لک المصنوعه الجسمیه لک یعنی پس مجموعه تو برای حق مثل صورت جسمیه است برای نفس تو که اصل نفس با طقه است هم برین خط او اصل مطلق تست چنانکه فرماید و هو لک کالروح المدبر لک و مستی مطلق برای تو مثل روحی است مدبر بر جسم تو و فایده لفظ تشبیه بدان نظر است که روح مغائر جسم باشد بخلاف نفست وجود مطلق با وجود مقید است</p>	<p>و حق تعالی در کلام مجید میفرماید که قریب است که بنائیم او شان را نشانیهای خود در آفاق یعنی صور تجلیات خود در آفاق و تفسیر آفاق خود شیخ میفرماید که مبدء حاجت عتک یعنی آفاق آنست که خارج از دست پس و برایش از ان قائلین محدث وجود که حق را منحصر در خود دانند و از تصرف حق بصورت روح عظم و اولیا و انبیاء منکر باشند و از رویست حق در عالم منافات نیست با آنچه در نفس نشین فرمود که هر چه هست از دست زیرا که هر چه در عین است مطابق و نفع و ضرر از غیر متوقع است نه آنکه از غیر نفع و ضرر متوقع نیست و فی انفسهم و هم عینک معانیه کنانیم انسان اوصاف تجلیات خود در نفسهای شان و نفس انسان عین ذات اوست پس مثل بت پرستان نباید شد که در غیر صورت حق دانند و خود را غیر بنده عبادت مقیدان نمایند حتی تبیین لهم (ای الناظرین) انه الحق من حیث انک صورته و مبدء و ملک نا آنکه نفع معانیه تجلیات در آفاق و نفس آن شود که برای ناظرین ظاهر شود که آنچه در آفاق و نفس است و حق وجود مطلق است در صورت آفاق از حیثیه که تو صورت اوست مقید و او روح یعنی مطلق تست فانت لک المصنوعه الجسمیه لک یعنی پس مجموعه تو برای حق مثل صورت جسمیه است برای نفس تو که اصل نفس با طقه است هم برین خط او اصل مطلق تست چنانکه فرماید و هو لک کالروح المدبر لک و مستی مطلق برای تو مثل روحی است مدبر بر جسم تو و فایده لفظ تشبیه بدان نظر است که روح مغائر جسم باشد بخلاف نفست وجود مطلق با وجود مقید است</p>

و نفس انسان عین ذات اوست پس مثل بت پرستان نباید شد که در غیر صورت حق

و در نفس یوسفی می فراید که چنانکه گرفته شود هیولی در حد هر صورت نزد همه حکما حالانکه ابا وجود کثرت و اختلاف صور
 رجوع می کند و تحقیق بطرف یک جمع هر دو آن هیولاست آنهاست خود هیولاست محطی حکما گرفته شود یا مصطلح صوفیه که
 نزدشان هر پنج ظاهر شود بصورت از صور تمایض تعیین از تعیینها جبری باشد یا عرض مطلق برای محلی یا مقوم بدان
 آن هیولاست فن معرفت نفس بهذه المعرفه فقیر عرف رب پس هر که شناخت نفس خود را باین معرفت که حقیقت و احد
 مثل هیولی صاحب کثرت مشهور است که اوست حق و اوست علیم و سميع و قدير و کلیم و قدیر و علی هد پس
 شناخت پروردگار خود را که شئی واحد بصور اسما و ارواح و امثال و شهادت جلوه گریست فانه لعالی علی صورة
 خلقه بل معین موقیه و حقیقه زیرا که او تعالی بر صفت خلق خود دست از بنیاد شناخت و وابسته و نفس خلق کرده شد
 است بلکه حق عین هویت و حقیقت خلق خود است که در نظریه محقق درو پنهان گشته پس حقیقت حق است که در صورت
 انسان کامل جلوه گریست که احدیت انسانی مقید بهیون احدیت حق مطلق است که متعین گشته و در حدیث آمده است
 که آدم را بر صورت خود اسد و بر ویته رحمان آفریده یعنی بر صفت خود پس حق بر صفت بنده شده که انانیت و انانیت
 حق و قابلیت و قابلیت حق و جامعیت اسما و جامعیت اسم رحیم حق است و با وجود و تعلق اطوار همون واحد
 باقیست انتهی و در نفس محمدی در بیان حدیث حبیب الی من دنیا کم ثلث النساء و طیب و قوی عینی فی الصلوة و فی
 که پس شرمع کرد و بکر زنان و آخر کرد نماز را و این بآن وجه است که درین جزو و مردست در اصل ظهور عین و که حواله از پس
 چپ آدم بوجود آمد و معرفت انسان بنفیس خود مقدم است بمعرفت او رب و مطابق حدیث من عرف نفسه فقد
 عرف ربه و در نماز عرفان رب است و در نماز عرفان نفس زیرا که معرفت او بر پروردگار خود نتیجه معرفت اوست بنفس
 خود و ذات مرآت است بر زن پس تا وقتیکه زن نشناخته شود بطور کمال خود را نشناسد و چون خود را نشناسد
 رب را چگونه شناسد و بهر این فرموده آنحضرت که من عرف نفسه فقد عرف ربه پس اگر خواهی بگوئی بمنع معرفت که حق
 درین جزو عجز از وصول بکینه حق از عدم معرفت کنه نفس که این منع معرفت بشهرت دارد درین حدیث و اگر خواهی
 بگوئی ثبوت معرفت حق بصفات از معرفت نفس بصفات پس اول آنست که شناسی که کنه نفس خود را شناسی
 پس شناسی کنه پروردگار خود را و دوم آنکه شناسی وصف نفس خود را پس شناسی پروردگار خود را انتهی
 ترجمه کلام الشیخ بقدر الضرورة بدانکه خود شناسی بر دو وجه است اول آنکه بدانی که من بنده ام مخلوق و مرزوق

پس کسی که
 شناخت
 نفس خود را
 بن معرفت
 ربی و حقیقی
 شناخت
 خود را
 دست
 گردانده اند
 سوسمی
 اند و با وجود
 فنی و دردن
 و شک و خج
 در آن است

و مغلوب و مقدر و در ملک حق تعالی و عاجز و ضعیف از همه مخلوق هستیم که خلق الانسان ضعیفا و هم آنکه آدمی منظر جلال و جمال است لکن اقال الله تعالی لایسعی ارضی و سماوی و لکن یسعی قلب العبد المؤمن لتقی القی در شان او دست و خرج این دو صفت طویل است اما درین آیات معلوم توان کرد سر در خود شناسی می گوید این است

بر چهره ندارم از مسلماتی رنگ	بر من دارد شرف سگ ابله رنگ	آن دوزخیم که باشد از بود من
دو رخ را رنگ ابله فخر را رنگ	و مولانا در خدا شناسی میگوید	مردی باید که باشد شناس
تابه بند شاه برادر هر لباس	مرد باید تا به پسند حق عیان	در وجود خویش دامن هر زبان
مرد باید تا به پسند جز خدا	از وجود خویش چیزی ابد	جلو پای از جلال از جمال
می باید دید خود در کل حال	مرد باید تا به پسند در جهان	در وجود خود نه هم جهان جان

اینچنین است در هدایت الاعمی لطیفه باید دانست که شریکین در خانه کعبه هر چند بتان نهادند مگر آن شرف اضافت او که آیه کریمه ان الله یبیت بیان می فرماید از کعبه سلب نشد و کعبه بتخانه نگردید بلکه انجام کار از بتان صاف گردید
 همچنین قلب بنده مومن که مضان با لکن قلب عبدی شرف بسیار دارد اگر گنایست و معصیت از وی بگاید نشود
 عجب حسیت و محبت آنکه از نهاده صد شصت بتان در خانه کعبه اضافت آن خانه از حق باز نسته شده و چنانکه بود
 باقی مانده همچنین دل بنده مومن را که در روز شب هفت صد شصت نظر حق تقویت می دهد پس چگونه اضافت و اختصاص او باز نسته خواهد شد انتهی حضرت شاه مجاهد رقدس سرور در مکتوبی بحضرت شاه ابو نجیب قلند
 ای شیخی خلیفه خویش ارقام می فرماید که جان من نسبت به میان عاشق و معشوق است همچو نسبت بتان لسان
 و قلب دل و تراب و گل است معشوق را دیدن و دانستن کار عاقلان است جهان نه عین اوست نه غیر لکن نقد
 همان است غیر و عین و بدن کار کور همان است چنانچه مشاهده سیاهی است بحروف مشاهده معشوق با کرد
 بمکنات تا معلوم شود که مکنات نیستند بلکه واجب است که مسمی بمکنات است من فهم فهم انتهی اما این ترس
 به قال و مقال و مطالعه کتب محققان حاصل نگردد چه آن محض خیال باشد کشف و کشف اولیای نامدار
 و عارفان صاحب اسرار دیگر است که بعد ریاضات شاقه بتوجهات مرشدان در ایشان ظاهر گشته و بدان رفقای
 اشیا آگاهی بر ایشان ظاهر شده و دینی اصلا در بصیرت نمانده ازین سبب آمده است که من عرف نفسه فقد عرف ربه

پس معلوم شد که مرتبه عرفان اعلی است و همان است که در بیان نیاید و نیز بدان که معرفت آنست که ترا از غیر حق قطع کند
و بسوی حق باز گرداند و اینجا گفته اند که در حوصلت آنکه طریقی الی الله را آسان می گردانند یکی معرفت دوم محبت نیز اگر
محبت ششی محب را تا بنیاد و گنگ گرداند از غیر محبوب حق را شناسد و روزی طلب کن از جاه که خواهی نگرین
افقی بر حرام و نه رغبت کنی در حلال و خیر خواهی کن در بندگان این دوزخ و الجلال و خیانتی کن در امانت حق و حق را
بیستین پرستش کن تا امامی باشی از آنکه دین منتقل شود از علم جالین بسوی خاصه که باشی از وارثین و ترا بسوی
بود از مرسلین و هر که اضافت نسبت کرد یاد دوست و دشمن دشمن و محب گردانید و مقرب گشت یا خوف و رجا کرد
یا سکون و امن یافت بهر چیزی یا بر لای چیزی غیر حق یا تجا و زکرا و صد و آنکی پس او ظالم است و ظالم امام نباشد
قال الله تعالی انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لایزال عہدی الظالمین و هر که حق را بصدق و
رستی و نفس خویش در دست او امام است روایت او کم بود یا زیاد و هر که امام است پس او را مضرت نیست که اتباع
او کم باشند یا زیاد و بعضی گویند که حقیقت معرفت غنی شدن بحق است از تمام خلق اگر گوی که این چگونه بود
حال آنکه حق تعالی نبی خود را بدشمن او حاجت مند گردانید خواه گفت که بسین غنای خود او آسمانها و زمینها
که ترا حاجت بهر دوست و هر که محتاج حق است حق تعالی او را از آسمان و زمین هر دو منقطع خواهد کرد پس
کسیکه بلند کرد آسمان را ازین برافتد آسمان بر تو باز دشت زمین را ازین که زمین ترا فرو برد پس همون کس
ست که دفع فرمود ضرر را از تو و فرستاد نفع از هر دو بسوی تو و ترا حاجت مند گردانید بسوی خود تا که او را عبادت کنی
یا او بے نیاز کند ترا بدان عبادت از هر چیزی و این معانی قول او تعالی است و الحمد ربک حتی یا تیک الیقین
و این عیان است محتاج بدلیل برهان نباشد و پاک کند از تو غفلت و نسیان و تنالک تملوکل نفس اسلفت
و رود الی الله مولاهم الحق و صل عنهم ما کانوا یفترون و بعضی گویند که چگونه خدا را در هر چیز پرستم گفته شود که این
گونه که بدی تسلیم حق او بلا کمی و شنا حق او بلا تنگی و استهدا حق او بلا کدر و این معنی قول او تعالی است ثم لایجدا
فی نفسهم حرجا ما قضیت و سلوا تسلیم پس تسلیم حق ابدان است و شنا حق زبان و استهدا حق جنان و بسوی
او حلا امور بازمی گردند پس او را عبادت کن و بر تو تکلیف کن و رب تو غافل نیست از آنچه شما می کنید حضرت شیخ
ابوالحسن شاذلی می فرماید که حقیقت معرفت بے نیاز شدن عارت است بوصف معرفت از هر چیز سوا حق تعالی

بهر دو گاه هر که
گرداند از این شواهد
گفت از این شواهد
من نیز بشوایان
کلی فرمود در سببی
المان ۱۲ قیام کرد
بر درگاه خود را و
بسیار نورانی و
در آن مقام
بیان از هر نفس این
پیش فرستاده است
باز گردانیده شود
خدا خواهد انداختن
در حقیقت او کم کرد
کاوان این هستند که
افزای کنند از این
استند
هر خواست و طلب
راه نمودن ۱۲
پس باز
نیاید در دل خویش
تنگی ادا نمی حکم
فرمودی و قبول
کنند اطاعت

و فرمود که بسیار بودم و آنحضرت صلی الله علیه و سلم را در خواب دیدم فرمودند که پارچه‌ای خود را از چرک پاک کن که
مخطوط باشی بعد حق در سیر نفس عرض کردم که یا رسول الله پارچه‌ای من کدام اند فرمود که ترا حق تعالی طاهر
پوشانید پس تر حله محبت پس تر حله توحید پس تر حله ایمان پس تر حله اسلام پس هر که خدا را بشناخت خود
گردد نزد او هر چه بخواهد هر که حق را دوست دارد دلیل گردد پیش او هر چیز و هر که حق را یک اند شریک نگردد انچه نری
را با او هر که ایمان آورد با مومن بود از هر چه بخواهد هر که اسلام آورد بحق کمتر نافرمانی کند او را اگر احمقان نافرمانی از او
کرد و فی الفور پیش حق عذر آورد و هر گاه که عذر آورد و عذرش پذیرفته نشود شیخ فرمود که ازین ارشاد نبوی منی
آید که رمیه و ثیاب یک قطعه نفهمید انتهی معنی این آیت اینکه پارچه‌ای خود را خوب پاک کن زیرا که اولاً نظر آدمی
بر پارچه می افتد بعد از آن بدن هر گاه که پارچه پاک شد پس بدن که از پارچه پوشیده است اینجا بطریق اولی پاک
خواهد بود و همین وجه است که طهارت بدن را اینجا ذکر فرموده و اندر آنکه پاکی بدن اینجا با ضرورت فهمیده می شود
یعنی پارچه را که از بدن علاقه میدارد هر گاه حکم پاکی شد پس بدن را که مقصود بالذات است ضرورت پاک داشتن باید
و لفظ ثیاب در سه حال عرب بردو قسم گفته می شود یکی ثیاب ظاهری و دیگر ثیاب باطنی و طهارت نیز بر دو قسم است
ظاهری و باطنی پس در تفسیر این کلمه چهار احتمال می توانند شد و آن هر چهار احتمال را یک جامه اگر گفتن
باید بطور عموم مجاز بود و احتمال اول آنکه ارشاد می شود که پارچه را از پلیدها پاک دار زیرا که آدمی ایمانی را
را در نماز فرض یا نفل یا در ذکر الهی هر وقت مشغول می باید ماند و از ملائکه و ارواح طیبیه مستأبست حاصل توان کرد
زیرا که از تن همین منظور و مقصود است و این بدون پاک داشتن ظاهر حاصل نمیشد و اگر درین قیست پس همین
قدر است که این پاکی در نماز فرض است و در غیر آن فرض نمی و از چیزهای پاک داشتن پارچه باید آن چیز را مانند
بول و غایط و منی و دودی و قوی و خون و ریم که اگر زائد از مقدار کفایت است ازین چیزها جامه برسد آن جامه
قابل نماز نمی ماند مگر بعد از افشردن و شستن سه بار احتمال دوم آنکه جامه ظاهر را از نجاسات معنوی
پاک دارد و نجاست معنوی جامه آنست که از کسی بغصب نگرفته باشد و بدزدی و خیانت و دیگر وجه حرام
کسب نکرده و آنچه سه حال آن حرام است مثل ریشمین ناب برای مرد و سه حال نیارند و در قطع و دوختن آن سر
و امور نامشروع را مگر تکب نشوند مثل دراز کردن دامن از شالنگ احتمال سوم آنکه مراد از جامه صفات

و اخلاق باشد زیرا که عرب گاهی جامه می گویند و ذات شخص را مراد میدارند و گاهی آبروی او را و گاهی نام و
 جاه او را چنانچه می گویند الکرم فی بریه و نیز می گویند که فلان طاهر الذیل است یعنی پاک امن است و فلان
 نقی الثوب نقی الجیب است و وجه مناسبت آن است که چون جامه شخص بر بدن او محیطی باشد و از دور همان
 محسوس می گردد و بسبب جامه امتیاز شخص از شخص دیگر حاصل می گردد و گویا حکم ذات او و صفات خاصه او دارد
 پس معنی آیت چنین شد که ذات و آبروی خود از لوث صفات بد و اخلاق مذمومه و تهمت های قبیحه محفوظ
 دارا احتمال چهارم آنکه مراد از جامه بدن باشد که محل استنجاء و دیگر اعضا مستوره اند و مراد از تطهیر
 استنجاء آب کردن و بول و براز را بحد تمام دور نمودن و سایر بدن را از اذات و نجاسات منظف و مصفا داشتن
 و بهر تقدیر تطهیر ظاهر را در تطهیر باطن اثر تمام است و صفاتی جامه عنوان صفاتی دل می باشد علی الخصوص
 کسی که غفلت و بزرگی او در دلها نشانیدن و گفته او را واجب القبول انگاشتن منظور و مقصود شود و در تطهیر
 جامه و بدن زیاده تر باید کوشید تا در نظر مردم گنده و حقیر نه نماید و از گفته او حسابی بر ندانند و منظور را اینجا بیان
 تطهیر جامه است که برای این غرض است و آن غرض اہل ایمان را ضرورت نه نفیس پوشی و اگر آن قیمت سخت
 که آن بنا فی ایمان است مگر در مقام اظهار نعمت الهی بر خود و قصد اداء شکر آن که باین بیت مستحب میگردد
 اینقدر بضرورت وقت گفته آمد اکنون تعریف عارف توان شنید بعضی گویند که عارف آن بود که فارغ از دنیا
 و آخرت باشد و حضرت ذوالنون گفته که عارف ترین مردمان بخت آنست که زیاده تر از خلق در حیرت بحق بود
 و بعضی گفته که هر که عارف تر بود مخالفت تر بود و بعضی گفته که عارف آنکه بیرون بود از دنیا و قضا شود حاجت
 او از دو چیز ترکیب گشتن بر نفس خود و دیگر ترنا کردن بر رب خویش و بسوی این اشاره فرمود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 لا احصى ثناء علیک حضرت ابو یزید فرمود که عارف طیار است و زاهد سیار و حضرت شبلی فرمود که اہل معرفت خوشایان
 حق اند و در زمین او که بجز وی با دیگری انس نگیرد حضرت حسین عالج گفته که بنده هر گاہ بر مقام معرفت میرسد و بار
 می کند که اگر خطره غیر حق درو گردد و نتواند و بعضی گویند که عارف عارف نبود تا این چنین نشود تا او را الکی بر اہل
 ملک حضرت سلمان بنہاد و یک چشم زدن ہم از خدا غافل نماند بعضی گویند که عالم آنکه بد و آفتا کرده شود و عارف آنکه با ولہ یافتہ شود
 بعضی گفته که عارف فوق آنست که میگردد عالم کمتر آنست که میگردد و بعضی گویند که عارف آنست که انوار علم او در خشان باشد

که بدان عجب غیب بیند و بعضی گفته که عارف آنست که وقت خبر دادن آخرت صفت کردن مفت آن پس چگونه وقت خبر دادن دنیا صفت معرفت تواند کرد و فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که ستون دین معرفت بالله و یقین عقل قانع است پرسیده شد که یا رسول الله عقل قانع چیست فرمود باز ماندن از نا فرامی و در لیس بودن بر طاعت حق تعالی ما و جمیع یاران را این مرتبه معرفت عطا فرماید و صصل دنی بجسور اقدس ماعلی جدا و مرشدنا حضرت لانا شاه حیدر علی قلندر قدس سره الاطهر عرض کروم که در معنی این حدیث سخنان بسیار دیده و شنیده می شوند تا توئی فیصل در معنی این دریافت نمی شود که بران اعتماد توان کرد از شاذ فرمودند که در تحقیق این حدیث از مقام فنا فی الذات است یعنی هر که خود را شناخت که من نیم بلکه حق است که برین صورت ظاهر شده است پس او پروردگار را شناخت و معنی معرفت رتبی بر بی آن باشند که نامن بودم حق را نمی شناختم چون خود را گم کردم حق دانستم بعد از آن از علم خودم زخم حق را حق شناختم **شعر** تا توئی از خدا نیایی بود خود نباشی خدا نماید و انتهی حضرت سید محمد حسینی ساکن کالی در رساله مختصره نقل توحیدی نویسد که این فنانی الذات از ترقیب است باید که باین ترتیب سلوک نماید تا مقصود عظم که خدا شناسی و وصول آلهی است حاصل شود در ترقیب است اول باید که تمام عالم را یک آئینه فرض کند و در آن جمال حق مدامی دیده باشد و درین نسبت چنان مقید گردد که یک خطه و لحه از دل دیده فوت نکند و درین خیال تمام مشغول ای خشک حالیکه آئینه دیدی می یابد در نهایت این حال چیزهای گوناگون نمودار خواهند شد و لذت ها خواهد یافت بعد از آن ترقی کند و برتر آید و همه عالم را حق داند و حق بیند و چنان تصور کند که همه حق است که بدین صورتها و شکلهما ظاهر است

هو الظاهر هو الباطن کما سعى	ای غیر ترا بسوی توسیری نه	خالی از توییچ سجده و ویری نه
دیدم همه طالبان و مظلومان را	کا بخله توئی و در میان غیری نه	درین حال چنان مداومت نماید

و غرق شود که هیچ ساعت ازین خیال و تصور خالی نباشد و درین باب سعی و کوشش کما بیش پیش گیری که مقصود بے سعی نتوان یافت و سعی است که آدمی را بمقصور رساند در اثنا این تصور چیزهای عجیب خواهد دید و لذتها گوناگون خواهد یافت بعد از ترقی گیرد و برتر آید و خود را از در میان بردارد و نفی نویستی خود اثبات حق کند یعنی چشم پوشیده چنان تصور کند که آن را که من دانستم که منم من نیستیم حق است که بین

صورت ظاهر شده است و بدین تصور مداومت و مواظبت کند که خود را فراموش کند و خود را همه عالم را		
حق داند و حق بیند و از باطن برو این ترانه خواهد آمد چنانچه از باطن فقیر برآمده است		
آن را که من می گفتنش اکنون نمی دادم چه شد		
بسیار شے را جستش اکنون نمی دادم چه شد		
چون این تصور غالب آید خود را فراموش کند اکنون بیننده و دیده شدیدی گشت حجاب برخواست و حضور		
حق حاصل شد	شعر	که همون شاه و همون شهو
رو آن تو بودیم نمی دانستیم	غزل	شب با تو غنودیم نمی دانستیم
خود تفرقه آن بود نمی دانستیم	غزل	یعنی بخود بودن و از خود رفتن همین است قلمی نفسی درین تمام است فنا
فی السبیل بالصلوات گشت باغی	غزل	آن را که فنا شد و فقر آیین است
رفت از میان همین خدا ماند خدا	غزل	الفقر از اتم هوای این است
آن نیست که چله کشد و خلوتها و ریاضتها کند صوفی آن بود که در میان نبود در اینجا سر کل شیء بالک الا وجهه		
و کل شیء یرجع الی اصله و النهایه الی الرجوع الی البدایه فاینما تاملوا ختم وجهه الله و نماید الله تعالی جمیع طالبان		
را بقصد و برسانند بحسرت النبی الهاشمی صلی الله علیه و سلم اشتی با زروئی حضرت جد امجد در تذکره ارشاد فرمود		
که عرفان مخفی حدیث من عرف الم متعلق بوقوت قلبی است و طرق آن بسیار اند یکی این است که سالک متوجه شود		
بسوی قلب حقیقی خود باز تصور کند روح خود را در قلب خود و در بعضی بلا نهایت و صفاء صرف بلا غایت و تصور		
کند در بخور نورانی خویش صورت بدن خود و صور عالم را همچو طیر در هوا و روح خود را محیط آن صور و احاطه		
کننده آن روح تصور کند و او نظر کند سوی این صور و در خود روح و مستغرق گردد و در نظر بسوی اینها تا اینکه یکی گردد		
آن صور و تصور و آن اتحاد بدان صور با تخمین و تشوق بسوی اینها افزون ماند تا اینکه بهم کرده شود که او		
خود آن صور است و برین تصور پیوسته ماند و همین تصور مکرر کرده باشد تا اینکه گردد او گویا که حقیقت نوعیه کلیه		
است برای آن جمیع عالم نه آنها را نهایت است و نه انقسام بلکه وحدت صرفا و نه برای جمیع صور عالم پس هر که		
روح خود را باین کیفیت متکیف گرداند حقیقت روح خود دانست زیرا که حقایق عالم همه پیچیده اند در روح		
السانی و روح شتیل است بر آنها چنانکه فرمود جناب امیر علیه السلام که ترجمه اش است که تومی پنداری بدن خود		

صورت ظاهر شده است

آن را که من می گفتنش

چون این تصور غالب آید

حق حاصل شد

رو آن تو بودیم نمی دانستیم

خود تفرقه آن بود نمی دانستیم

فی السبیل بالصلوات گشت باغی

رفت از میان همین خدا ماند خدا

آن نیست که چله کشد و خلوتها و ریاضتها کند

و کل شیء یرجع الی اصله و النهایه الی الرجوع الی البدایه

را بقصد و برسانند بحسرت النبی الهاشمی صلی الله علیه و سلم

که عرفان مخفی حدیث من عرف الم متعلق بوقوت قلبی است

بسوی قلب حقیقی خود باز تصور کند روح خود را در قلب خود

کند در بخور نورانی خویش صورت بدن خود و صور عالم را

کننده آن روح تصور کند و او نظر کند سوی این صور و در خود روح

آن صور و تصور و آن اتحاد بدان صور با تخمین و تشوق بسوی اینها

خود آن صور است و برین تصور پیوسته ماند و همین تصور مکرر کرده باشد

است برای آن جمیع عالم نه آنها را نهایت است و نه انقسام بلکه وحدت صرفا

روح خود را باین کیفیت متکیف گرداند حقیقت روح خود دانست زیرا که حقایق عالم

السانی و روح شتیل است بر آنها چنانکه فرمود جناب امیر علیه السلام که ترجمه اش است که تومی پنداری بدن خود

هستی حال آنکه در تو عالم اکبر منطوق است پس هر که رب خود را بآن جمعیت برای جله خالق شناخت پس نیست لب
 خود چنانکه دارد شد من عرف نفسه فقد عرف ربه و بد آنکه وقوف قلبی توحید است سوی حقیقت روح انسانی از حجت
 قلب زیرا که قلب دروازه روح انسانی است چنانکه روح انسانی متعلق است اولاً ببدنی از جانب قلب و بعد آن
 نیز روح تصرف می کند در بدن بواسطه قلب پس هر که متوجه شود سوی حقیقت روح از جهت قلب مطلع گردد
 بحقیقت روح و بشناسد نفس را و منکشف شود برای او انوار روح او و کمالات نفس او و درین وقت بشناسد
 حقیقت خود را و بشناخت حقیقت خویش راه باید بسوی معرفت رب خویش و بنید اسرار احدیت ذات او
 و مکتشف کند آثار صفات و اسماء او تعالی در کل مظاہر آن بر مضمون من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی این که
 هر که کشف کند انوار نفس خویش بکشد انوار رب خویش زیرا که نفس ناطقه انسانی یعنی روح انسانی محیط
 جمیع آنچه در حضرت ربوبیت است تقدست اسماء با با حاطه انطباعیه مطابقت برای وجود در نفس لازم پس هر که
 توحید کند بسوی روح خود از قلب خویش منکشف گردد او را روح او را آنچه در حضرت ربوبیت اندازد اسرار پس
 بعد آن بشناسد پروردگار خود را بمعرفت شهودی که حقیقت روح انسانی مثل آئینه است برای آنحضرت
 بهر اشیاء حق در تورات است که بیشک انسان مثال و صورت او تعالی است و اینکه بیشک آفرید حق تعالی
 انسان را مثال و صورت خود هر آنچه در دست از قوت عقلیه که آن جوهر آکی است پس هر که کشف کرد این
 جوهر را دید در جمیع صفات حق و اسماء و ذات او باطباع و دید در و نیز کل موجودات عقلیه و حسیه ازیرا که
 روح انسانی محیط است بجمیع موجودات زیرا که هر که شناخت حق شناختی روح خود را بشناخت جمیع موجودات
 عقلیه و حسیه پس بر این روح انسانی خلیفه بود در عالم علوی و فلی چنانکه فرمود حق تعالی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ
 خَلِیْفَہٗ و ہر این گشت خلیفه اند در عالم علوی زیرا که حق تعالی بواسطه روح انسانی اَفْلَاکَ و مَآخِثَ اَہْلِ الْاَنْوَارِ
 چنانکه اشاره فرمود و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرَیْ و روحی و کنت نبیاً و آدم النجید فی طینتہ
 و لولاک لما خلقت الافلاک انتہی اکنون درین مقام معرفت اشعار شریف حضرت شاه جافلانہ قدس سرہ
 کہ در شورش عشق و غلبہ حال بر زبان شریف گذشته بود نوشته می شود باید فهمید و عمل باید کرد مشنوی
 ہر دے کہ عشق یزدان نڈہ شد | از حیات معنوی پائیدہ شد | از حیات معنوی گریو بری

عقلی
 سر دانشمند امر
 زمین خلیفہ
 معنی
 غزوات آکی
 در من در روح
 من است
 و بد من
 در آن حال
 در عالم
 در عالم
 بودی و بیشک
 نبی و شہ
 افلاک را

از درخت معرفت بان بخوری بے نشان را کس نیابد از نصیب گفتگو چون پردہاے تو بتو هر که بے یار در دنیا ندید روے یار خویش بنی جهان این همه علم ز تسلیم حق است نے زهر علم رسمی گوش را هر که او در بند قال و قیل شد کیست موسی آنکه از خود او امید دیدہ یعقوب بند رے او تا بتو بوسے رسد از هر و یار یوسف کنعان نہان بچاہ دل تا بتو گرد و عیان سر قدم تا اوس پیدا شدہ زان موجھا از یکے مسجد زد و گریز شد از سیر دیوانگی گویم سخن صد زبان بہتر بنزد و مو شمنہ سر جان بر هر کسے کشف نیست ور نہ دلبر اظہر است از آفتاب غیر چون از دیدہ با بیرون شود کس نشد محرم ز اوراق و سبق	از درخت معرفت دل نشان ہم نیابد از فتوحات و نصیب بر نہ ہاے تو بتو دردم بسوز ہم نہ بنید و معتقے اسی مرید تا بہ بینے یار را ہر سو عیان نے ز جہد و جہد نے از حق یقین است علم رسمی رہزن ہر سالک است بچو فرعون غرق اندر نیل شد بند دین شکل تر از بند صدید خویش را قربان کند بر لے او بوسے یوسف سمرۃ یعقوب بود تو ہی جوئی و را در آب و گل چون بچینش آمدہ این بحر جان بل از و پیدا شدہ صد فوجھا بچو جان محفوظ از امواج بود زان نفہم در جان کس حرف من ہر چہ ذرہ چہ نہان و چہ عیان کشف او بر ہی شیء موقوف نیست ہر کہ نفس خویش را شناختہ ہم درون و ہم بیرون جہنم شود صد کتاب و صد ورق نار کن	تا مگر یابی نشان از بے نشان عمر را صنایع مکن در گفتگو تا بہ بینے بے آن فیروزہ روز جہد کن تا تو بچشم دل عیان بے یل و بے اشارت بے بیان جد و جہد بود ہر رے و بے یار این عقیدہ جنبل ہم مالک است کیست فرعون آنکہ او خود را بدید اسی خدا بر ہاں ازین قید شدید گریو فریاد کن یعقوب دار زان بصیر دیدہ بایش بر فرو جان قدر لے یار کن در ہر قدم صد ہزاران موج گشتہ ز عیان موجہایش عین بود و غیر شد پاک تر از مال و ملک تاج بود اچا کہ حریم نیست باشد کہ بلند نیست غافل یکدی از تر جان جہا عالم در حجاب اندر حجاب غیر را از دیدہ ہا انداختہ کس بچشم سہ ندیدہ ستر حق سینہ را از عشق او گلزار کن
---	---	---

خود کرد که هر یکی را برای چه حکمت آفریده اند از اعضا ظاهر چون دست و پای و چشم و زبان و دندان از اعضا
باطن چون جگر و سپرز و زهره و غیر آن علم آفریدگار خود بشناسد که در نهایت کمال است و بهیچ چیز با محیط است باند
که از چنین عالمی هیچ چیز غائب نتوان بود چه اگر همه عقل عقلا در هم زنند و ایشان را عمرهای دراز دهند و اندیشم
کنند تا یک عضو را از جمله این اعضا و تنهای دیگر در آفرینش آن بیرون آورند تا بهتر ازین که هست نتوانند اگر خواهند
بمثلی که دندان را بصورتی دیگر تقدیر کنند که دندانهای پیشین را سر تیز است تا طعام را برود و دیگرها را سر تهن تا طعام
را آس کند و زبان در بر آن چون مجرقه آسیاب آن که طعام را با آسیابی اندازد و قوتی که زیر زبان است چون خمیرگر
آب ریز میدان و وقت که باید چند آنکه باید آب می ریزد تا طعام تر شود و جگه فرود و دو دگرگونانند همه عقلا عالم هیچ
صورت دیگر نتوانند اندیشد نیکوتر ازین همچنین دست که پنج انگشت است چهار در یک صفت و ابهام از ایشان
دور تر و بیالگو تا به ترجیح آنکه با هر یکی از ایشان کاری کند و بر همه می گرد و دهر یکی را سه بند ظاهر و آن را دو بند ظاهر
چنان ساخته که اگر خواهد مجرقه سازد و خواهد مفرقه و خواهد قبض کند و خواهد گریز کند و سلاح سازد و خواهد بین کند
و طبق سازد و از وجود بسیار بکار دارد و اگر همه عقلا عالم خواهند که بجه و دیگر اندیشند در نهادن این انگشتان
تا همه در یک صفت بود یا سه از یک سود و و از یک سویا اینکه پنجست شش باشد یا چهار یا آنکه سه بند دارد
و باشد یا چهار باشد هر چه اندیشند و گویند همه ناقص بود و کامل تر از آن است که خدا تعالی آفریده باین معلوم
شود که علم آفریدگار باین شخص محیط است و بر همه چیز مطلع است و در هر جزئی از اجزای آدمی همچنین حکمتهاست
هر چند کسی که این حکمتها بیشتر داند تعجب او از عظمت علم خدا بیشتر بود و چون آدمی در حاجتهاست خود نگردد اول
بعضا در نگاه بطعام و لباس و مسکن و حاجت طعام می یابد و باین و باد و سرما و گرما بصنعتها که از این اصلاح
آورد و حاجت صنعتها را که آلات چون آهن و مس و برنج و سرب و چوب و غیر آن و حاجت آن آلات بهند
و معرفت که چون سازند و آنگاه نگاه کنایین همه آفریده و ساخته بنید بر تمام ترین وجهی و از هر یک چندین انواع
که ممکن شود اگر نیاز فریدی در خاطر هیچکس در نیامدی یا نتوانستی ساخت ناخواسته و نا دانسته همه لطیف و رحمت
و عنایت ساخته بنید از اینها و این صفتی دیگر معلوم گردد که حیات همه اولایان است و آن لطیف و عنایت و رحمت
است همه آفریدگار چنانکه گفت عز و جلاله رحمتی علی غنسی چنانچه رسول صلی الله علیه و سلم گفت که ترفقت خدای تعالی

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

بر بندگان بیشتر از شفقت مادر است به فرزند شیر خواره پس از پدید آمدن ذات خود هستی ذات حق دانست و از
 بیایه تفصیل اجزاء و اطراف خود کمال علم حق تعالی بدید و در اجتماع انچه می بایست بصورت یا بجایگاه یکبار
 نیکویی و زینت که همه با خود آفریده میند لطف و رحمت حق تعالی بدید پس باین وجه معرفت نفس آئینه و کلید معرفت
 حق تعالی باشد انتهی وصل صاحب مصلح الهیادت در کیفیت ارتباط معرفت الهی بمعرفت نفس نقشه
 است که بدانکه هیچ معرفت بعد از معرفت الهی شریف تر از معرفت نفس انسانی نیست علی الخصوص که معرفت الهی
 مربوط و مشروط است بدان چنانکه در حدیث صحیح است من عرف نفسه فقد عرف ربه و لفظ نفس درین خبر اگر بمعنی
 ذات حقیقت محل اقتدار این بود و الله اعلم که هر که ذات حقیقت خود را بصفت فوقیت و احاطت بر جمیع
 اجزای وجود خود بشناسد همه جنود ملک و شیطان و جنی و انسی و حقایق جسمانی و روحانی را در تحت احاطت
 ذات خود در عالم صغیر مشاهده کند ذات مطلق را با جمیع اجزای وجود موجودات روحانی و جسمانی و ملک و شیطان
 و جنی و انسی همان نسبت تصور کند در عالم کبیر و همچنانکه روح جزوی و قلب جزوی و نفس جزوی و عقل جزوی را
 در تحت احاطت ذات خود مندرج بیند روح عظم و قلب عظم و عرش عظم و نفس کل و عقل کل در تحت احاطت ذات
 واحد و احاطت بیند روح ذاتی از ذوات کائنات موصوف بدین صفت نیست الا ذات انسان پس معرفت او دلیل
 معرفت الهی باشد و اگر بر نفس مطلقه حل اقتدار فواید این حدیث آن بود که هر که نفس خود را بصفت عبودیت بشناسد
 پروردگار خود را بصفت ربوبیت بشناسد بدان وجه که نفس پیوسته بباطل دعوی الهیت کند و صفات ربوبیت
 را که بذات الهی مخصوص اند هیچ موجودی را با حق و دران شرکت ندارد عظمت و کبریا و جباری و عدوت و استغنا و قدرت
 بر نور و بهتان بر خود بندد و بانچه تصور را کند که این اوصاف از خصائص و لوازم اوست و ظلمت این دعا و
 باطله از او مرتفع نشود و الا با نوار تجلیات الهی و خطاب قل جابر الحق و رب الحق الباطل و منادی ظلم النور و بطل الزور
 چه هرگاه که حق تعالی بصفه از صفات خود بر نفس تجلی کند تمت آن صفت که نفس به باطل برخیزد بسته است از
 برخیزد و صفت ذاتی او از تواضع و خضوع و خشوع و سحر و فقر و مسکنت و ذلت و اعتزاز بجهل پدید آید مثلاً اگر
 صفت عظمت تجلی کند تمت دعوی آن از نفس برخیزد و صفت تواضع پدید آید اگر بصفت عبودیت تجلی کند تمت
 دعوی آن از نفس برخیزد و صفت ذلت پدید آید و اگر بصفت ملک و سلطنت تجلی کند دعوی آن از نفس برخیزد

۲

سپیده

ربن

ربان

ربان

۳

عاجز

عجز

عجز

و بصفت خضوع و خشوع ظاهر شود و اگر بصفت قدرت تجلی کند دعوی آن از نفس برخیزد و در صفت عجز و
استسلام متکشف گردد چنانچه در بعضی دعوات ماثوره از نبی صلی الله علیه و سلم رسیده است که الحمد لله الذی
تواضع کل شیء لعلیته الحمد لله الذی ذل کل شیء لعزته الحمد لله الذی خضع کل شیء لملکته الحمد لله الذی استسلم کل شیء
لقدرة و علی هذا در جمیع صفات که نفس مستحق آن است مدو عارف بوجود و حصول هر صفتی از آنکه در نفس خود
بشناسد صفتی را از صفات الهی که متناهی موجب آن است بشناسد و هر صفت که باین طریق شناخته نشود و
از صورت علمی بصورت حالی نرسد و از خبر معائنات نرسد و آن حقیقت شناخته باشد کشف آن متعذر بود و از
ذوالنون مصری رحمه الله علیه پرسیدند که پروردگار خود را چه شناختی گفت بدان شناختم که هرگاه که قصد معصیت
نحو آنم که در جلال و عظمت الهی از نفس بوجود یادی کردم صفت حیا از من پدید آمد و از وی شرم می داشتم
و آن را می گذاشتم پس ذوالنون رختناشر صفت جلال و عظمت الهی را در نفس بوجود حیا در وی دلیل قریب معرفت
الهی دانسته است و این معرفت قانونی درست است که در وی غلط نیفتد زیرا که نتیجه ذوق و حال است حاصل
علم و تصور و استفا و آن کشف و عیان است نه از خبر و برهان و چه دیگر وجود هر صفتی که نفس از انصاف بدان
عین بعید است ثبات الهی بدان متصف بازیافتن و شناختن آن در نفس خود دلیل نظر ربوبیت است و حق
او بدان صفت متناهی اگر در نفس خود صفت رضا بحکم خداوند تعالی می یابد و اندک این صفت نتیجه صفت رضا
الهی است از و چنانکه رضی الله عنهم و رضوا عنه بدان مشعر است و اگر در خود صفت محبت الهی می یابد و اندک محبت
الهی بران سابق و متقدم است بحکم و مجبوز اشارت بدین معنی است و اگر در خود شوق ربوبیت ملاحظه کند و اندک
که نتیجه شوق حق است **الاطال شوق الابرار الی لقاء** | **و ان الی لقاء لهم لاث شوقا**
دلیل آنست و اگر در خود ذکر حق می یابد و اندک بمقدار آن نزدیک حق مذکور است فا ذکر و بی اذکر کم عبارت
از آن است و این ذکر که کلام مجید بر ذکر بنده مرتب گردانیده است هر چند متاخر و لاحق است لیکن ذکر الهی
بران مقدم و سابق است چه تا اول حق سبحانه بنده را یاد کند و توفیق یاد حق او را رفیق نشد و ذکر لاحق ثواب
کسب بنده است و ذکر سابق محض عطا و امیل المومنین علی رضی الله عنه ذکر بنده را درین موضع ذکر زمین
الذکرین فرموده است و فی الجمله هر که خواهد که منزلت خود پیش خدا بداند و بشناسد باید که اول منزلت حق را

ساده
تأثیر از صفات
که هر که در هر مرتبه
عظمت حق و جلال
افعالی
نکته شد
چرا که در این دنیا
در حقیقت الهی
رضای خداوند تعالی
که در هر مرتبه
ملک و دی و جلال
تأثیر از صفات
را که اطاعت کرد
هر چه در خود ندان
دی است
اضحی گشت خدا
را و دانست
اضحی گشتند
شان از صفات
که نتیجه شوق حق
در آنست و حق
و کلام مجید
نادران صالح
نکته هم از صفات
س ملاقات
شان ۱۲

پس تحقیق فرقی بزرگ است میان آنکه محبت را تصویب نمی کند و آنکه محبت حال وی است چه علم عشق دیگر است
و حال عشق دیگر بسیار دم از عشق خاشق خبر دارد اندام خود عشق ندارند و حق اینست که اظهار از آن فنا بغیر ذوق
آن ترست و اظهار بغیر پابنده آن اخلا و دستن کیفیت و افعیه آن مختص بحق تعالی است ممکن نیست که بر آن
مطلع گردد و کسی که از بندگان کل او که او خواهد و او را این مشهور شریف و تجلی ذاتی که فنا کننده اعیانست
بالاصالت حاصل شده باشد کما قال الله تعالی فلما تجلی ربه للجبل جعله دكا و خر موسى صمعا انتهی گویم آن تجلی
را تجلی برقی گویند حضرت سولانا جامی در اشعة اللمعات شرح لمعات عراقی می فرماید که موجودات ممکنه مظاهر
و صور اسما و صفات الهی اند و ظاهر در هر یک اسما و صفات حق بقدر قابلیت وی مظهر آنها را پس موجودات
را آئینه های متعدده فرض کن آنچه می بینی از کمالات محسوسه و معقوله در ایشان آنرا صور اسما و صفات
حق دان بلکه همه عالم را یک آئینه فرض کن و دردی حق را این همه اسما و صفات وی تا از اهل مشاهده باشی
چنانکه در اول از اهل مشاهده بودی پس از آن برتر آ و چنان ملاحظه کن که تو چون عالم را می بینی و می دانی
و ذات تو بر وی محیط است همه و همه مرسوم اند و روی پس ذات تو آئینه است مرا آنها را در اول مشاهده حق
در غیر خود می کردی اکنون در خود مشاهده می کنی پس ازین برتر آ و آن را ملاحظه کن که ممکنات من حیث
هی غیر موجود اند پس ایشان را از میان بیرون کن و همه را صور تجلیات حق بین د قائم بوی پس همه کمال
اجمال حق اند بجا آنکه در حق مشاهده می کنی بعد از آن ازین برتر آ و خود را از میان بیرون کن و در ک مشاهده
حق را بین پس همون شاهد است و همون مشهود و انتهی علامه میبندی در فوارج می نویسد که حجاب میان تو
و حق نه آسمان است نه زمین حجاب هستی موهوم است که خود نسبت میکنی **ه** ای دل چه بهره گردم و گردی
تا روشن چرخها چرخم گردی چیزی ز تو کم نیست که آن طلبی زهار درین گوش که خود کم گردی
اگر تو نباشی او باشد و پس تعالی و تقدس لایزال العبد تقرب الی بالنواطل الحدیث بقدر نیستی تو هستی حق
ظاهر شود و نه بینی که در رکوع سبحان ربی اعظم می گویی و در سجود سبحان ربی الاعظم **ه**
خواهم که شوم پاک ز هستی برهم یا بم ره معراج ز پستی برهم ابروی صیب را کنم قیام ز خویش
باشد که ز عجب خود پستی برهم صوفیه گویند چیل از جمال خود آن زمان بهره یابد که حسن خود را

سلسله

بسیار

درست

غیر از

باز در

از زبان

کوهر

نیز آن

کوهر

بزمین

بجای

دانش

موسیقی

بیمبخت

شده

در آئینه مشاهده کند بنابر این وجود مطلق از سائر اطلاق غیبیهیت نزول فرموده در امرانی تعینات بجائی تشخص
تجلی کرده و حسن خود را در آئینههای مختلف دیده در هر آئینه بصورتی مناسب و نمونه و بسبب تعذر نظر هر شرت پدید آید
صد هزار آئینه دارد و شاه قصص من روبرو آئینه کار و جهان پدید آید یا این آدم انی تحقیق یک محب
تجلی علیک کن لی محاسب سایه معشوق اگر افتاد بر عاشق چه شد بابا و محتاج بودیم و با اشتاق بود
و چون تعین امری اعتباریت ظهور او بواسطه نوریت که در مراتب ساریست جنید رحم که حدیث کان الله
ولم یکن معه شیء شنید فرمود الآن ایضا کذلک گویند این ضمیمه در حدیث مندرج است و کان الله در و از قبیل
کان الله علیها حکما و غفره الرحیم آنکس است این ثبات که اشارت اند نکلتها هست فی محرم اسرار یکاست
دل از صومعه و صحبت شیخ ست ملول یار تر ساپچو خانه و خوار یکاست و قسماهیان جمع شدند و گفتند
چندگاه است که احکایت آب می شنویم می گویند حیات ما از آب است و هرگز آب را ندیدیم بعضی شنیدند بودند
که در فلان دریا ماهی سنان آب را دیده گفتند پیش او رویم تا آب را با نای چون باو رسیدند و پرسیدند گفت
شما چیزی بغیر آب بمن نائید تا من آب را بشما بنمایم س
سالم اول طلبی عام جم را می کرد
و آنچه خود دانست بیگانگی نمی کرد گوهری که بر و رعدن در همه عمر
طلب از گم شدگان لب میامی کرد
بیدلی در همه احوال خدا بادی بود او نمی دیدش و از دور خدا میامی کرد
حاشا حاشا عن ثبات الثبوت اسی مرغ دولت گشته مقصد تقصیر
کمر هستی خوشنیت حجاب نشود دایم نظرت بذات حق باشد پس ظهورات متعنه و تجلیات متکثره
در وحدت ذات و کمال صفات او قاض نیست پر تو آفتاب که بر زمین می افتد در حذرات خود متعنه و متکثر
نمی شود و اگر شبشهای مستلون تاب در هر جا رنگی نماید و در نفس الامر از لون مبراست و اگر بر قافورات افتد و در
هیچ نقص پیدا نشود و چنانچه اگر بر محل افتد هیچ شرف او زیاده نگردد و جمیع صور و مظاهر نور حق اند و خواه ذهنی
خواه خارجی خواه ناقص خواه کامل فرمود حضرت صلی الله علیه و سلم حق تعالی روز قیامت در صورت تجلی نماید
و ارشاد نماید که من پروردگار بزرگ شمایم گویند پناه می بخیز از تو پس در عقایدشان تجلی فرماید پس سجده کنند و او را
و نیز فرمود که حق روز قیامت بصورت نقصان تجلی فرماید پس مردمان او را انکار کنند پس باز گردد بصورت کمال

این کتاب برای کس بخوان ثابت در کتاب باز باشد پس است علاوه آنها است دا بود در نیز است	پس اینجا و اورا قبول سازند	در عشق خالق و خرابات فرقی نیست	هر جا که هست کتور وی حبیب است
	بنابر این شیخ اکبر در نفس بودی میفرماید که دور و در خود را ازین که مقید کنی ببقیه مخصوص و در پرده کفرانی از اسوا	او پس فوت شود تراخیز که فوت شود ترا علم با هر آنچه که آن امر را دوست پس باش و نفس خود میولی سائر	معتقدات کل آن پس تحقیق که ایزد تعالی و تبارک و وسیع و عظیم است ازین که او را عقدی نه عقدی حصر کند زیرا که
	او خود می فرماید قایما تو لواشم وجه الله و ذکر کرد آینه از این مگر ذکر کرد آنجا و حسب الله و به شیء حقیقت آن	پس تنبیه کرد برای خلوب عارفین تا که مشغول نگند و او را عرض در حیات دنیا از طلب حاضر کردن مثل این بر که	بنده نمی داند که در کدام نفس قبض کرده خواهد شد تحقیق گاهی در وقت غفلت قبض کرده و پیش از آنکه بداند با آنکه
	قبض کرده شده است بر خصوص حکم ستوری و هستی همه بر خاتم است کس ندانست که آخر چه حال بود	کرده آخر عمر می و معشوق بگیر حیث اوقات که یکسر بطالت بود استی و نیز صوفیه گویند که ذات	معدوم از صحرای عدم محض و نفی صفت قدم بمنزل شه و موطن و وجود نمی نهد و چنانچه معدوم محض رنگ وجود
	نمی پذیرد آئینه موجود حقیقی هم رنگ عدم نمی گیرد ذات هیچ چیز را معدوم نمی توان ساخت مثلاً اگر چوب را	بآتش بسوزی ذات او معدوم نشود بلکه صورت او تبدیل گردد و بهیأت خاکستر ظهور کند و واجب الوجود ذاتی	است که در جمیع احوال باقی و ثابت است و ممکن الوجود صور و احوال که تبدیل می یابد ذلک بان الله هو الحق
	و انما یعون من دونه الباطل ایجاد حق عالم با ظهور نور حقیقت مطلقه است بصورت مختلفه متعده که مشاهده می کنی آنست	نور السموات و الارض هو الذی فی السماء که فی الارض که نور یک بذات خویش پیدا شده است	از دیدن حسن خویش شیدا شده است در صورت حسن میکند جلوه گری در کسوت عشق بی سرو پا شده است
	و چه مطابق مقصود این طائفه است که تصریف عبارت است از تحویل اصل و اندلسوی مثالهای مختلفه بر معانی	مقصوده که حاصل نشود الا با آنهاست مصدر مثل هستی مطلق باشد عالم همه اسم و فعل و مشتق باشد	چون هیچ مثال خالی از مصدر نیست پس هر چه در نظر کنی حق باشد و مؤید الدین جندی در شرح فصوص
	گویند که مشرب تحقیق اتم آن نیکو اید که ارواح از ماده ظالی نباشند و چنانکه صور جسمیه در وجود از ماده مستغنی نیند	همچنین صور روحیه را ضروری است که از ماده صالحه برای تصور آن صور و آن حقیقت الحقائق است جوهر و جواهر	

هستی که در ظهور آیات حق است	و هویت کل و اسل آنها و هیولی حامله صدور و جوب و امکان را س	
در باطن افکار که آن ذات حق است	در ظاهر او بدین که معروف فاست	در دیده اهل کشف مرآت حق است
<p>دوم در شرح خصوص گوید که هر که دانست چیزی را از عالم یاد است و از خالی از حق پس ندانست و او ندانست با نچه او بر آنست و همچنین عکس این هر که شناخت حق را یا شناخت او را در گمان خویش بری از عالم و غری از عالم پیش شناخت او را س</p>		
تا باغ و لم ز فیض حق گشش شد	ماهیت ماه روی او روشن شد	آن روز که خورشید رخسار جلوه نمود
امام غزالی در مشکوٰۃ الانوار میفرماید	ایمان جهان تمام چون وزن شد	
<p>که ترقی کردند عارفین از پستی مجاز بر بدن حقیقت و کامل کردند معراج خود با راس دیدند بشا به عیانیه اینکه نیست در وجود سوسله حق و اینکه هر شی مالک است الا وجهه او نه از اینکه در وقت مالک خود بود بلکه او مالک است از لا و ابد التصور کرده نمی شود و مگر همچنین و بعضی از محققان فرموده اند که ضمیر وجه در کل شی مالک الا وجهه رابع بشی است مراد از وجهه حقیقت است و وجهه مناسبت آنکه بطول اول عرفا از هر شی حقیقت است چه این طائفه استدلال از مؤثر باشد که کننده اثر مؤثر اول کمیت بر یک نه علی کل شی شهید و برای این حضرت صدیق اکبر رضی میفرماید که ندیم چیزی را اگر آنکه دیدم الد را قبل او و وجهه در الفقر سواد الوجه فی الدارین همین معنی</p>		
از نقطه چه حرفهای میجد که نمود	وین طرفه که غیر نقطه را نیست وجود	است سواد عبارت از اوال تعین س
یک نقطه شود مرکز پرکار شود	در پیش حضرت صلی الله علیه و سلم	انگشت زحرف غیر اگر برداری
<p>رابط حضرت عمر فاروق در واقع دید هر سه بد و متصل بهم نشسته بودند و جسد آنحضرت از نور بود رنگی که تعبیر از آن نور است و آن رنگ بتدریج میل به بی رنگی می نمود چون نزدیک می شد که از نظر غائب شود و آن در ویش سوال می کرد و همین که آنحضرت بسج مشغول می شد رنگ اول عود می فرمود ناگاه امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضایان ویش گفت من حقیقت همه چیز می دانم الا حقیقت تو که کنی نام آنحضرت فرمود اگر حقیقت همه چیز میدانی حقیقت او هم می دانی برای آنکه حقیقت جمیع اشیا واحد است س</p>		
در نه هب من چه سائید و دیگری است	و انم یحیی که در و منصور یکی است	خاک که فقر و تاج فقو و یکی است
<p>آنجا که مقام پاکبازان باشد</p>		
<p>انتهی و حاصل باید دانست که حصول حق معرفت بنا بر آن است که نهایت معرفت در ذات او تعالی خزان نیست</p>		

که بچوئی و بچوئی حق بشناسد و ساده دلی گمان نبرد که در راه این معرفت عام و خاص و مبتدی و منتهی
 مستوی الاقدام اند و اگر چنین دانند پس اوفرق نکرده است میان علم و معرفت مبتدی اعلم است و منتهی را معرفت
 و معرفت جز فنا نمی باشد و این دولت جز فانی را میسر نمی شود و مولانا میفرماید **هیچکس را تا نگردد او فنا**
نیست ره در بارگاه کبریا و چون معرفت در لای علم باشد پس باید دانست که معرفت امر است برای
 دانش متعارف که تمیز از آن بمعرفت می کنند ادراک بسیط را نیز گویند **فریاد حلقه این همه آخر هزاره تمیت**
هم قصه عجیب حدیث غریب هست حضرت مولانا می فرماید **الضال بکلیف بی قیاس**
بست بالناس اباجاناس **لیک گفتم ناس را نسانس نه** ناس غیر جان جان اشتناس نه
 و چون در فنا نیز اقدام متفاوت اند لاجرم منتهیان را نیز در معرفت تفصل باشد کسی که فنا می وی اتم است
 معرفت وی اکمل است کسی که دون است در فنا دون است در معرفت و علی بن القیاس اشتی حضرت مولانا
 جامی در شرح لمعات می فرماید که معرفت و ادراک حق بر دو گونه است **اول ادراک بسیط و آن عبارت**
از ادراک وجود حق یا غفلت از این ادراک و از اینکه مدرک وجود حق است و دوم **ادراک مرکب و آن عبارت**
ست از ادراک وجود حق باشعور این ادراک و اینکه ادراک کرده شده وجود حق است و در ظهور وجود حق
 سبب ادراک بسیط خفائی نیست زیرا که هر چه ادراک آن کنی اول هستی مدرک شود اگر چه از ادراک این ادراک
 غافل باشی و از غایت ظهور مخفی ماند و اما ادراک دوم ادراک مرکب است و محل فکر و خطا و صواب است و حکم
 ایمان و کفر را بر وجه باوست و تفصل میان ارباب معرفت تفاوت مراتب است انتهی علامه میبذی می فرماید
 می نویسد که صوفیه گویند که ادراک ذات بحت و غیب هویت که از اشارات و عبارات معرا و از قیود عبارت
 مباشرت محال است الا بحیطون به علماء و بواسطه کمال اافت و رحمت که در شان عباد دارد ایشان از تامل
 در ذات خود تخذیر فرمود تا اوقات ایشان ضائع نشود و بجز ذکر کم اند و اندر وقت بالعباده
 عتقا شکار کس نشود **ام با چنین** **کاخا همیشه با بدست است ام را** حضرت سید بشیر صلی الله علیه و سلم
 فرمود **اعرفناک حق معرفتک و هم فرمود که حق تعالی از عقلمای محجب است چنانکه از بینایان محجب است ملا علی**
چنان می طلبند که گشای طلبیده **در ره عشق نشد کس یقین خرم راز** و هر کسی بجز فهم گمانه دارد

نه

سان

نفا

۱۷۵

ش

کا ترسانه

شماره

در خود

بسیار

است

نظاکان

۱۲

ش

نشان

ی نشان

۱۲

ابن عباس رضی اللہ عنہما می گوید جمعی فکر در ذات خدای کردند آنحضرت فرمود که فکر کنید در خلق اندیشه فکر کنید

زیرا که شما قادر بر قدرت او را	من گدا و تنهای وصل و مہیات	مگر بخواب بپنیم جمال منظور دوست
دل صنوبریم همچو بید لرزان است	از حسرت قد و بالایی چون منور دوست	امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق

گفت العجیز عن کل لادراک ادراک و امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام این را در قطعه تضمین فرموده
 اسلام ز اطراف فرنگ آردن آئینه چین سوی رنگ آردن از بادہ رخ شیخ بزرگ آردن
 بتوان نتوان ترا چنگ آردن و چون فرعون از کنہ ذات حق سوال کرد و باموسی علیہ السلام گفت
 کہ ما رب العالمین موسی بذکر صفات اشعار کرد با آنکہ دانستن کنہ او محال است فرعون از چہل باز برای صلیت
 او را بجنون نسبت کرد پس موسی علیہ السلام صفات روشن تر بیان فرموده و گفت ان کنتم تعقلون
 ذاتی کہ نگنجد بحیال من و تو شد فہم صفات او کمال من و تو اسی دل چہ ہمیشہ گویندش گوی
 ترسم کہ بسوزد پر بال من و تو اما ادراک ذات متعالی باعتبار ظهور نور او در مجالی ممکن است و یک
 قسم آنکہ ادراک اوست یا ذہول آنکہ مدراک عین حق است ہمہ را هست چنانکہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ
 می فرماید کہ تجلی فرمود حق تعالی بہر بندگان خود غیر از آنکہ بینند آنها او را و بنماید او را ذات خود را غیر از آنکہ تجلی
 کند او بہر او نشان و قسم دیگر کہ ادراک اوست باشعور بامر مذکور مخصوص خواص است حضرت علی مرتضیٰ فرمود
 کہ دیدم او را پس شناختم او را پس پرستیدم او را و نمی پرستم پروردگاری را کہ نہ بینم او را شیخ اکبر در فضیلتی
 از فصوص می فرماید کہ تحقیق بہر حق در ہر خلق ظهوری خاص است پس اظہار است در ہر مفهوم و ادا بطن است
 از ہر فہم مگر از فہم آنکہ گفته کہ عالم صورت و ہویت اوست شیخ بایزید گفت سنی سال است کہ من با غیر خدا سخن
 نگفتم مردم پندارند کہ با ایشان سخن گویم آن حسن کہ جلوه می کند ہر نفس اوصاف کمال و نہان است بے
 دین طرفہ کہ انجہ می شود ہم ظاہر صدقہ شود اگر گویم بہ کس و مشکمان گویند کہ معرفت ذات ممکن
 است امام غزالی و امام الحرمین و حکماء در ہذا موافق صوفیہ اند و شیخ ابو علی گفت

اعتصام الوری بمرتکب عجز الواصلون عن صفاتک تب علینا قاتنا بشر
 ما عرفناک حتی معرفتک آسے اورا بہر صورت کہ ملاحظہ کنی بحقیقت نہ او را دیدہ و بواسطہ تصور آن

از قدرت او
ادراک صفات
چندین
تفاوت
نہایت
صفت
چندین
بشر
و صفات
و صفات
و صفات

با آنچه موصوف کرده حق تعالی بدان و قلب صنوبری منزل تدلی آن صورت و آئینه آن است و درین قلب
 مذکور مردمان بردجات غلیظه مختلف انداختی پس ازین واضح گشت که بودن قلب گنجانش کننده بهر حق
 بودن انسان است مظهر جامع برای اسماء صفات بر وجهیکه منافی تنزیهیه حق جل و علالت است زیرا که حق عود علی
 بسبب آن اطلاق حقیقی خویش که مقابلش تنقیدی نیست در هر مظهری که میخواند ظاهر شود بلا مخالفت تنزیه
 او پس لازم نخواهد آمد آنچه و هم می کند آنکس که او را ذوقی در طریق حق نیست از حلول اتحاد که این هر دو در کور
 شده اند و علم کلام و تجربه یا قیام قدیم در حادث و این شبهات عارض می شوند مگر آن ذکرین را که او شان را
 ذوق نیست و هر که ایمان دارد با حق هدایت می کند حق دل او را و الله بهر شی داناست حضرت شیخ اکبر در فقرات
 مکیه در باب سه صد و پنجاه و هشتم فرموده که اگر نمی بود در عالم آنکه بر صورت حق است حاصل نمی شد مقصود از علم
 بالحق یعنی علم حادث و قبول وی گشت کفر آنکه و ظاهر است که حق تعالی نفس خود را کفر فرموده و کفر نمی شود
 مگر کمتر در شی پس نخواهد بود کفر حق تعالی اگر در صورت انسان در شئیث ثبوت او آید نخواهد بود حق مکنوز پس
 هر گاه که حق تعالی انسان را لباس شئیث پوشانید و خود ظاهر شد کفر بطوری پس بشناخت او را انسان
 کامل بوجود خود و دانست که حق تعالی مکنوز بود در آن در شئیث ثبوت او داد شعور تراشت بدان انتهی پس
 معلوم شد که در لفظ معرفت اندوگان بر درجات متفاوت اند پس معرفت نیز متفاوت خواهد بود چنانکه
 اشاره می کند با و ارشاد حضرت جنید قدس سره که لَوْنُ الْمَادَّةِ لَوْنُ آثَارِهِ علامه شمس ابن لقیم در کتاب خود
 شفا و اعلیل گفته که قلوب سه اند یکی قلب سخت و آن خشک و صلب است که قابلیت صورت حق ندارد و
 نه حق در و منطبع می شود و مخالف آن قلب نرم تماسک است و او سالم از مرض و قابل صورت حق
 بسبب اینست خویش بخلاف مریض و حافظ وی و قلب مریض حافظ نیست بسبب ثِقَانِ و رقابت
 همچو شئی سائل که هر گاه در چیزی نویسد نتواند استاد بسبب نرمی وی پس بهترین دلها دل صلب صافی
 نرم است که او حق را می بیند بصفا و خویش و بسبب اینست خود قبول می کند و بسبب صلابت خود حافظ
 آن می باشد انتهی پس معلوم شد که قلب انسانی که از وسعت و اخبار الهی واقع شده آن صورت ظاهر
 است از میان آنچه مذکور شد و جامع است مرجمع حقایق را و واضح شد مدعی معرفت نفس نقد عرف

با انسان ظهور می یابند و آنچه مقصود ایجاد عالم است از انسان حاصل می شود و در انسان که چشم این عکس
 است شخص پنهان است یعنی آن شخص که در مقابل آئینه است که آن حق باشد چه حق انسان بعین یعنی مری که
 چشم عکس است که مراد از انسان است و از کمال لطافت آن شخص درین دیده که انسان است مخفی است و
 مری نمی گردد و حقیقت در صورت انسانی که چشم عالم است حق است که مشابه جمال خود می نماید و انسان چشم
 عالم است که عکس وجود حق است و حق نور این دیده است بدانکه شخصی که در آئینه می نماید و آن صورت عکس که
 در آئینه نموده می شود چون صورت آن شخص نگرنده است باید که هر چه در صورت اصل باشد در صورت عکس هم
 باشد و صورت اصل را چشمی است پس صورت عکس را هم البینه چشمی خواهد بود و چنانکه در دیده نگرنده تمام صورت
 عکس منطبق است و در دیده عکس نیز تمام صورت نگرنده منطبق خواهد بود و اما چنانچه گفته شد مری نمی نماید و آن صورت
 منطبق در دیده عکس که انسان بعین چشم عکس است و نور دیده عبارت از آن است باز دیده دارد و آنچه آنکه
 چشم صورت اصل ناظر صورت عکس خود است چشم عکس هم بدیده اصل ناظر همان اصل است پس اصل معنی چشم
 دوم بیت چهارم چنین باشد که بدیده یعنی با انسان که چشم عکس است دیده را یعنی انسان بعین را که حق است و نور دیده
 چه دیده با وی بیند دیده یعنی دیده انسان که در انسان پنهان است دیده است یعنی با انسان حق را دیده حق
 دیده و خود بخود نگرنده خودی خود است و انسان را خود از انسان بعین است ازین جهت که با وی بیند و این
 نکته عجیب است که از وجه حق انسان بعین است و از وجه انسان انسان بعین چون عالم با انسان که یکجا
 دیده او است مثل یک شخص است و همی با انسان که برست و انسان از انجاست که خلاصه حقیقت و منتخب همه
 است جهانی است علل و فی الواقع همان نسبت که حق را با انسان است انسان را با جهان است یعنی
 جهان با انسان انسان که برست و انسان که خلاصه همه است جهانی است علل و چنانچه حق در انسان
 ظاهر گشته و دیده وی شده و بدیده خود خود را مشاهده نمود انسان در جهان پیدا شده و دیده جهان گشته
 و خود خود را مفصلاً مشاهده کرد خلاصه این سخن آنکه چون انسان مظهر اسم است پس چنانکه اسم است
 جامعیت مثل است بر جمیع اسما و تمام اسما بحقیقت نمون حق است که ظاهر است پس حقیقت انسان
 نیز که مظهر این اسم است البینه باید که شامل جمیع مراتب عالم باشد و همه تفاتی منظر حقیقت انسان باشد

چهر مرتبه و هر ملت تعیین منظر یکی از اسما الهیه است و جمیع اسما در تحت اسم الله که جامع جمیع اسما و صفات است
 مندرج اند پس حقائق همه مراتب و تعینات در تحت حقیقت انسانی که منظر آن اسم است مندرج خواهد بود و
 از اینجهت مجموعی عالم مفصل سنی با انسان که برست زیرا که حقیقت انسان است که بصورت همه عالم ظاهر شد
 و بسبب این جامعیت تحت خلافت گشته است زیرا که خلیفه باید که بصورت مستخلف باشد و این از معنی خلق
 آدم علی صورته و حقیقت آئینه و مجلای حق حقیقت انسانی است که جامع جمیع مراتب جسمانی و روحانی است
 و عالم تمامها آئینه حقیقت آن کامل است که تفصیل آن اجمال است و دریافت حقیقت این سخن وقتی میر
 گردد که سالک اصل از مرتبه فنا فی الله بتمام تقابل برسد و حق از حق بجانب خلق مظهر ثالث بیاید و آن زمان
 که او نباشد اجمال و تفصیل تمام او باشد انتهی و اصل وجود عام را که مقید بقیود تعینات و وجوبیه و تعینات
 امکانیه نیست بمنزله دایره تصویر باید کرد و محیط دایره هو الله الواحد القهار که اقال عن قائل و الله بكل شیء محیط
 و هذا من باب ضرب الامثال و المثلث الاعلی فی السموات و الارض و الا هر جا که خداست دایره آنجا که جاست
 و در ابرج و معارج فیض وجودی و ولایت و دایره الوجود و قوس اندکی قوس نزولی دوم قوس عروجی سیر
 در قوس نزولی از اعلی بادی است چه حق جل مجدده از مرتبه احدیت صرف بر مرتبه وحدت و اجمال صفات از مرتبه
 وحدت بر مرتبه الوهیت و تفصیل صفات و از مرتبه الوهیت بر مرتبه اعیان ثابته و از مرتبه اعیان ثابته بعالم
 عقل کل و نفس کل و عقول و نفوس جزئیة و عالم برزخ مثالی و طبیعت کل و جوهر و با جسم کل و شکل کل
 و عرش و کرسی و فلک البروج و فلک المنازل و سموات سبعه و عناصر اربعه و مواد ثلاثه و ملک عرش تا بر مرتبه
 انسان نزول فرمود و قوس نزولی نصف دایره را تمام نمود و درین سیر همه مرتبه تختانی ادنی است نظر بر مرتبه
 فوقانی و این سیر را سقر الحق و سیر نزولی و سیر ظهوری و انبساطی و سیر مطلق در مقید و سیر کلی در جزئی گویند
 و سیر سیدار از اطلاق بتقید و از وحدت بکثرت نیز خوانند نهایت نزول حق از نقطه وحدت تا نقطه انسان
 سیر پس ذات حق اول الاوایل و مبدأ المبادی و باطن همه نزولات است و این انسان ناقص مجز
 فردی است از اکوان مفرده و انسان حیوان بود و مرتبه احتقار الحق بالعبد دارد و قال الله تعالی لغت
 خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم ردناه اسفل سفلین صاحب گلشن بر از گوید سه

لله و قد قال
 است یفانک
 لغت از گویند
 سیر بر مرتبه
 خلاص است
 و این از
 باب مثال
 و این است
 و بر سطر
 است مثال
 اعلی در کائنات
 و زمین ۱۲
 سطح و
 تحقیق از این
 آدمی را در
 نیکو ترین
 صورت
 باز گردانید
 او را از قدر
 او در مرتبه
 فرودمانگان
 ۱۳

تزلزل را بود این نقطه سمنل	که شد با نقطه وحدت مقابل	شد از افعال کثرت بی نهایت
مقابل گشت ازین و با بدایت	اگر گرد و نقیب اندرین دام	اگر اسی شود و گستره انعام
اگر توری رسد از عالم جان	ز فیض جذب یا از عکس جان	دلش با لطفت حق هر از گرد
از ان رسته که آمد باز گردد	قیصری در شرح قصیده فارضیه گفته که ذات باطن عوالم است پس	
<p>به تحقیق ذات الهیه سبب تجلیات و ظهورات او خود حاصل می شود و صفات و سبب صفات حاصل میشوند اسما و سبب اسما حاصل می شوند و اعیان ثابته در علم و سبب اعیان حاصل می شوند و ارواح مجرد و سبب ارواح حاصل می شوند و عالم مثال و سبب عالم مثال حاصل می گردد و عالم ملک پس ذات باطن کل عوالم است و عوالم مطهر آن ذات انتمی و سیر در قوس عروجی بعکس سیر در ولی از ادنی باعلی است چه انسان از مرتبه نباتی بدگیر مراتب عالم اجسام و از عالم اجسام به عالم مثال و از عالم مثال به عالم ارواح و از عالم ارواح به عالم ثابته و از اعیان ثابته به الوهیت و از الوهیت به وحدت عروج می نماید و قوس عروجی نصف دایره را با تمام میرساند و این سیر هر مرتبه فوقانی اعلی است نظیر مرتبه تحتانی و این سیر اسفل العبد و سیر عروجی رجوعی و سیر شعوری و انقباضی و سیر تنقیدی یا ناپ مطلق و سیر جزوی بسوی کلی خوانند و سیر نه از تنقید باطلاق و از کثرت به وحدت نیز گویند نهایت عروج عبدا از نقطه انسانی تا نقطه وحدت میرسد همین سیر مستلزم معرفت کشفی و شهودی است پس این انسان کامل و اصل کون جامع بود و مرتبه احتقار العبدی الحق دارد و کچک در اخبار و باب اول سفر اول تورات ان الله خلق آدم علی صوره آدمه اشاره بهین جمعیت کمال انسانیت است و این عروج غیر انسان کامل کسی را حاصل نیست و دیگر افراد انسانی در بر این مقید اند و بر مرتبه کمال حقیقی که مقام فنا در توحید است نمی رسند در گشتن از ست</p>		
کسی که شد ز صل کا را گاه	سلو کش سیر کشفی ان امکان	سوی واجب ترک شین نقصان
بعکس سیر اول و دنیا زل	رو د تا گردد او انسان کامل	رسد چون نقطه آخر با دل
در ان جانی ملک گنج نه مرسل	قیصری در مقدمه شرح نصوص گفته که گاهی می باشد یعنی فناختقای	
تقینات خلقیه در حق تجر احتقار و اکب نزد وجود شمس و چه عبودیت بوجه ربوبیت در پرده می نویس		

می باشد ربه ظاهر و عجب مخفی و این پوشیدگی در مقابل پوشیدگی حق است در عید وقت اظهار حق مرعیه ادا گاهی
می باشد به تبدیل صفات بشری بسبب صفات الهیه که ذات پس هرگاه که صفاتی از صفات بشریه مرتفع شد
مقام آن صفت الهی قائم ماند پس درین وقت حق سمع و بصیر انسان خواهد بود چنانکه حدیث شریف بدان
ناطق است و صاحب این مقام در وجود متصرف می شود بدینچه اراده کرده است الله تعالی استی بحدوث
الزوائد پس درین دائره نزول از حق بود و خروج از انسان و وحدت از هر عالی اعلی است و انسان از هر سافل
اسفل چه باریت قوس نزدی نقطه وحدت بود و نهایت آن نقطه انسانی و باریت قوس عروجی نقطه انسانی
بود و نهایت آن نقطه وحدت و لیکن در حقیقت مبدأ و انتها حق است زیرا که اول عین آخره و آخر عین اول شود
و نقطه نهایت دائره وجود باریت دائره کی گردد و با تمام قوس عروجی قوسین سترسیم آورده دائره وجود کمال
گردیده بدو الیه یعود **جامی** معاد و مبدأ و وحدت است پس ما در بیان کثرت موهوم و سلام
و نیز باید دانست که در دائره وجود و سفر عبودیت و قوس است یکی قوس عروجی که در وی انا عابد و ارقا حق
محمیکر و درین سفر عروجی عبودیت انسانی به گیر مراتب عالم اجسام و از عالم اجسام به عالم مثال و از عالم
مثال به عالم ارواح و از عالم ارواح با عیان ثابته و از عیان ثابته بالو هیئت به وحدت میرسد کما مراد
از محو انا عابد در انا حق آنکه انا عابد از وجود کونی تمام برکنده شود و آن را بر حقیقت اطلاق یابد و بقا باشد
مشرف گردد و در زمان حیات فانی جان بانی حاصل نماید و چون جان عاریتی را او مستانند بدان جان

ازنده ابدی باشد شتوی	درگ پیش از مرگ امن ستای فتنه	این چنین فرمود ما را مصطفی
گفت موتوا کلم من قبل ان	یا فی الموت موتوا بالهشتم	با دندست و چرا غم اتبری
ز و بگیر اغم چرخ دیگری	همچو عارف کز تن ناقص چراغ	شمع دل افزوخت از بهر فراغ
تا که روزی کین میر و ناگهان	پیش چشم خود دهند آن شمع جان	سرموتوا قبل موتوا این بود
کز پس مردن غنیمتها رسد	غیر مردن هیچ فرستگه در	در نگیرد با خدای حیله گر
یک عنایت بر صد گون اجتهاد	حمد را خوت ست از صد گون سواد	و ان عنایت هست بوقوت عباد
تجربه کرد این به راه حق است	بلکه مرگش به عنایت نیز نیست	بی عنایت هان ان جانی نیست

جان بسے کنیدی و اندر پروردہ	زانکہ مردون اصل و توانا مردہ	تانیہی نیست جان کندن تمام
بے کمال نزد بان نالی بیام	چون ز صد پایہ و و پایہ کم بود	بام را کوشنده نامحرم بود
چون رسن یک گز صد گز کم بود	آب اندر دلو کے از چہ رود	چون نیہی گشت جان کندن از
بات شور صبح اسی شمع طراز	تا نگشتند اختران از انہان	وان کہ پنهان ست خورشید جهان
بے حجابت با بد اسرار لباب	مرگ را بگزین و پرور آن حجاب	فی چنان مرگے کہ در گوری شوی
مرگ تندی بی کہ در فوری روی	مردان گشت آن طلعتی بود	روئی شد صفت زنجی سترد
خاک از شدت بیست خاک نماز	غم قرع شد سال غمناکی نماز	ہمین از چہ معلوم گرد این بعث
بعث را جو کم کن اندر بعث بحث	شرط روز بعث اول مردن است	زانکہ بعث از مردہ زندہ کردن است
جملہ عالم زمین غلط کردند راہ	کز عدم ترسند و آن آمد پناہ	جملہ عالم زمین سبب گمراہ شد
کم کسی نہ ابدال حق آگاہ شد	از کجا جو نیم هست از ترک هست	از کجا خواہیم دست از ترک دست
از کجا جو نیم علم از ترک علم	از کجا جو نیم سلم از ترک سلم	ہم توانی کرد یا نعم المعین
دیدہ معدوم ہیں است بین	دیدہ گوار عدم آمد پدید	ذات ہستی را ہمہ معدوم دید
انتہی در مکتوب ہی ام جلد ثالث از مکتوبات حضرت مجدد است	پایہ آخر آدم ست و آدمی	پایہ آخر آدم ست و آدمی
گشت محروم از مقام محرمی	گر نگردد باز مسکین زین سفر	نیست از وی ہی یکس محروم تر
چون بعایت سبحانہ اورا عروج باصول خود کہ او در رنگ ظل ست مراکن اصول را واقع شود در ہر اصلی	از اصول اول اورا قافی ست در ان اصل بعد از ان بقافی بیان و باین فنا و بقا اطلاق انا را و از ان ظل	را اکل گشتہ بران اصل کہ فنا و بقا اورا در وی اصل گشتہ است اطلاق خواہ یافت و خود را ہمان اصل خواہد یافت
و همچنین چون از ان اصل بکرم حق سبحانہ اورا عروج واقع شود اصلی کہ فوق آن اصل ست و آن اصل ظل ست	مرا این اصل را فنا و بقا آن اصل اول و در این اصل ثانی اصل خواہ گشت اطلاق انا از اصل اول اکل گشتہ	باصل ثانی خواہ پیوست و خود را ہمان اصل ثانی خواہ یافت و ہمین نسبت است اصل ثانی را باصل ثالث
اگر عروج واقع شود ملاقی تائب بران اصل ثالث قرار خواہ یافت کہ اصل ثانی ظل او ست و همچنین ہر اصل		

تحتانی که در رنگ نخل است مرسل فوقانی را همین نسبت ثابت است اگر لحیض فضل خداوندی جل سلطان عروج
واقع شود و از نخل جل بگذرانند اطلاق اما از هر نخل جل آن قرار خواهد یافت و خود را همان جل خواهد داشت
الامات را بعد تفاوت درجات اعتقاد و این اصول با این کثرت و با این رفعت اجزاء را خواهند گشت
و قطره را دریا خواهند ساخت و گاه را که خواهند گردانید چون این اصول اجزاء را باشند ناچار از کمالات بزرگ
شان نیز بهره کامل نصیب خواهند شد و کمال اوج جامع کمالات آن اجزاء خواهد بود و از اینجا فرق در میان انسان
کامل و سایر افراد انسانی توان شناخت که آن دریا محیط است و اینها در رنگ قطره های محقران دریا پس اینها
او را چه شناسند و از کمال او چه دریابند خوش گفت آنگهی چیست این که دوستان خود را اگر امت کردی که هر که ایشان
را شناخت ترا یافت و تا ترانیا یافت ایشان را شناخت و چنانچه در میان انسان کامل و انسان ناقص کثرت
و قلت اجزاء فرق است در میان طاعات و حسنات اینها نیز مانند آن فرق است شخصی را که صد زبان بپند
و به هر زبان یاد حق بکند چه نسبت دارد بان شخصی که در یک زبان بپند و بان یک زبان یاد حق کند ایمان و
معرفت و سایر کمالات را برین معنی قیاس باید کرد و بنا اتم لنانور ناو غفر لنا انک علی کل شیء قیاسی در
معارف لدنی می طراز که معرفت صوفیه عبارت از علم حصولیست بحتی سبحانه که بعد از فنا و بقا صورت می بندد
و تعبیر از ان بشناختن و یافتن می کنند و معرفت کلید تعبیرت از علم حصولی بحتی که نتیجه نظر و استدلال است بایش
آنست که هر علمی که از خارج حاصل شود عبارت از حصول صورت معلومه است درین صورت از مقوله اعضا یافت
بود کما ذهب الیه بعض یا صورت حاصله اول درینوقت از مقوله کیف بود کما ذهب الیه بعض و این علم
را علم حصولی گویند و هر علمی که بچنین باشد یعنی از خارج نیاید بلکه بذات عالم متعلق باشد آن علم را علم حصولی
گویند و چون عارف بعد از فنا ی ذات و صفات خود به بقا باشد شرف شده و اما او از وجود کونی تمام برکنده
شده و حقیقت اطلاق یافته لاجرم از علم حصولی علم حصولی انتقال فرموده و از دشتن بیافتن یافته چیرفت
در بیرون ذات یا بنده نمی باشد و خداوند سواد لوحی از اینجا حلول و اتحاد فهم کند و پاکیزدین سوزن
پیدا نیاید و با خود در ورطه بد اعتقادی افتاده بپاک نشود و انتهی شیخ عبد الکریم حبلی در انسان کامل میفرماید
که او را که ذات این است که بطریق کشف آنگهی باقی که تاولی و او توده اتحاد است و به حصول بنده چیده است

س

پرو و کار

تمام

م

از در

دیوار

۱۱

برای

فهر

چیز

فدائی

۱۲

و خدا خدایند خدا نشود و خدا بنده نگردد و استی بر حجت دوم قوس نزولی که در وی انوار حق در انوار عبده منجی می شود درین سفر نزولی عبده از مرتبه وحدت بر تیره الوهیت و از مرتبه الوهیت با عیان ثابته و از اعیان ثابته بعالم ارواح و از عالم ارواح بعالم مثال و از عالم مثال بعالم اجسام و از عالم اجسام بانسان میرسد کما مراد از اختفای انوار حق و انوار عبده آنکه عبده را از ستغراق توحید و تسکیر برای تکمیل ناقصان ایصال همچون بساط صحرای بعد الحول و بقا و بعد انضاد فرق بعد الجمع و جمع الجمع که مقام ختم محمدی است فرو آورند و در جمیع موجودات خارجی بهیچ سریان الحق ساری گردانند و درین دایره عروج از انسان بود و نزول از حق چه بابت قوس عروجی از نقطه سقیده انسانی و آغاز سیر عروجی بسیر الی الله فی الله نقطه مطلقه وحدت و مرتبه انجام میرسد و حق بخیر آئینه سالک بود و بابت قوس نزولی از مرتبه اطلاق و انجام بسیر با الله و عن الله باز بر تیره تقید و آغاز سیر و نقطه نهایت دایره وجود بابت دایره یکی گرد و با انجام قوس نزولی سر بهیم آورده وجود کامل گردد و در سالک در اینجا آئینه حق بود و جامع نشأتین و تمام و کمال و بر پنج وحدت و کثرت و مظهر کل گرد و در این انسان کامل و صیل کل و موصل نیز بود و مرتبه اختفای الوحدۃ فی الکثرة نیز در او در کار وی بنیابت و خلافت حق دعوت الی الله الرحمن و تکمیل ناقصان و ایصال همچو ران بود

هفت دریایند و یک قطره	یک دامن خواهم به پنهانی فلک	چو هستی پیش مهرش زده
تا بگویم وصف آن تشنگ ملک	تشنگ آید در بیان آن باین سه	در دامن یایم چنین صد چنین
آنکس که ترا شناخت جان آنچه کند	دیوانه کنی هر دو جهان شش نجش	فرزند و عیال و خانان آنچه کند

این مصفا می ست که بالاتر از این مقامی نبود صاحب این مقام ذات واحد را در هر شیئی بصفتی خاص ملاحظه نماید و کثر صفات را موجب کثر ذات نداند و در هر موجودی هر دو نسبت حقانی و خلقانی می یابد بموجب و بهر حکم اینها کثرت خلق را قائم بحق بنید و وحدت در کثرت و کثرت در وحدت نشاید و کثرت حجاب وحدت و وحدت پرده کثرت نباشد و حق را در خلق و خلق را در حق نگردد و هر شیئی را چنانچه می بیند و می داند و از معاد میباید و در او از مبدأ ایجاد باز آید و مقام اطلاق و تقید ملک وی گردد و هر لحظه و لمحّه مانند پر کار دایره وجود و خود را تمام سازد و بتقید انسانی رسد و بر همون کار اول متابعت شریعت سلوک عبادت است

در کاری باشد و علامت وصول عارف درین مرتبه آنست که مقید بصفتی و عالی و ناصفتی و حالی نباشد
 دانه پرست زبا خاک و ذرم خلوتی و صحنه کرد از کرم خویشتن در خاک کلی جو کرد
 تا نماندش رنگ بود رخ زرد از پس آن جو فیض او ماند بر کشاد و بسط شد مرکب براند
 اصل صاحب این مقام درجه مراتب بود یعنی روحانی و مثالی و جسمانی متصرف میگردد و در منزل
 برنج الفرق و الجمع مقام دارد درین حکم انی جاعل فی الارض خلیفه حق تعالی تاج خلافت نیابت بر
 وی نهاد و او را مقصود امر کن فیکان گرداند تا مادی خلق الی الحق و حجة الحق علی الخلق باشد
 کسی مرد تمام است از تمامی | کند با خوب گلی کار غلامی | چو شد در دایره سالک کامل
 رسد هم نقطه آخر باول | بقاسم یابد او بعد از خفا باز | رود ز انجام ره دیگر با غار
 دگر باره شود و مانند پرکار | بران کاری که اول بود پرکار | شریعت را بشمار خوش سازد
 طریقت را شمار خوش سازد | چو کرد او قطع یکبار مسافت | اندر حق بر سرش تلخ خلافت
 درین دایره وجود حصول قرب و افضل در سفر اول است که آن را سفر الی الله گویند و حصول قرب فراغت
 در سفر اربع است که آن را سفر فی الخلق بالحق خوانند انتهی استنبیع باید دانست که سیر الی الله عبارت است
 از رسیدن سالک تا آنکه سالک منظر آن اسم است و سیر فی الله عبارت است از سیر سالک در آن اسم
 که سالک منظر آن اسم است و این سیر فی الحقیقت تحقیق شدن است بجلالتی که متدبر در آن اسم است
 زیرا که هر اسم الهی متضمن جمیع اسما و صفات است و سیر الی الله منتهی می شود و سیر فی الله انتها پذیر نیست
 کذا فی سلوک القادر زیرا که هر اسم ذات بصفتی ظاهر است و ذات جامع جمیع کمالات بود و کمالات ذات
 انتها پذیر نیست و سفر عبارت است از توبه طلب بسوی حق و سفر چهار انداز سیر الی الله است از سیر سالک
 نفس بسوی اصول تا انقیاد بسین و انقیاد بسین نهایت مقام دل است و مبداء تجلیات اسمائیه دوم
 سیر فی الله است بمتصف شدن بصفتا او تعالی و تحقیق با سائر اسما و سوی انقیاد اعلی و آن نهایت حضرت
 واحدیت است یعنی واحدیت فصلی که آنرا الوهیت گویند سوم ترقی است بسوی عین الجمع و حضرت احدیت
 و آنحضرت مقام قاب قوسین است که آنجا دوی باقی نمی ماند پس هرگاه دوی مرتفع گشت پس آن مقام

اولی است و این نهایت ولایت است چهارم سیر باید عن اندست بهر تکمیل و این مقام بقا است بعد فنا
و ذوق بعد الجمع که ذاتی صلاحات الگاشی و نیز در دست که نهایت سفار دل و در شدن حجابات کثرت است
از روی وحدت و نهایت سفردوم رفع حجاب وحدت است از روی کثرت علمیه باطنیه و نهایت سفردوم
زوال تقید با تصدیق ظاهر و باطن است بسبب حصول در احدیت عین جمع و نهایت سفردوم بهنگام
رجوع است از حق بسوی خلق در مقام استقامت آن احدیت الجمع و الفرق است شهود اندر لای حق در
خلق نیست شدن خلق در حق تا آنکه بنده صاحب این سفردوم وحدت او در صورتی کثرت و صورتها
کثرت را در عین وحدت است یعنی سفردوم و قوس خروجی و در سفردوم قوس نزولی مقرر کرده اند چنانچه در
رساله خواجہ احرار است که بدانکه تجلیات را در دو بابل اندسته قسم اند فعلیه و اسمائیه و ذاتیه و بهر هر یک طرق و
موارد و مراتب مختلفه اند و بے انتها اند تفصیل آنها چون موانع مرتفع شود و معاون مجتمع گشت قابل
فیض تجلی جلالی و جمالی لایزال شود اول تجلیات افعال آبی ظاهر شود و سالک چنان بیند که هیچ فعل در
صورتها می این مظاهر نمی شود الا از حق تعالی و در مثال چنین داند که صورتها می عالم بمنزله نسبت چند که
استاد کامل بحسب خیال رقائق ایشان را از باطن تحریک میدهد و افعال خود را تمام می نماید و این را
توحید افعالی گویند و در تجلیات اسمائی و صفاتی ظاهر شود سالک به بنده و محققش گردد که هیچ صفتی کمائی
نیست الا حق را چنین داند که زندگی و علم و قدرت و ارادت و سایر صفات کمالیه که اهل عالم را هست جمله
آن حق را است بسجانه و نسبت آن بابل عالم عاریتی است و تحقق باین مقام را توحید صفاتی خوانند
و هر تجلی سابق نفس را استعدای می بخشد لقبول تجلی لاحق چنانکه وقت تحقق تجلی افعالی استعداد تجلی
صفاتی می گردد و وقت تجلی صفاتی استعداد تجلی ذاتی می گردد و سوم مرتبه انوار تجلیات ذات ظهور کند و در
عالم و اهل عالم را ظل ذات الهیت داند الم ترالی ربک کیف مد نظر الایه اشاره بآن است درین تجلی باقی
صفات که ظلال صفات آبی بکلی فانی می شوند و ذات صمدیت هویت احدیت باقی می ماند کل شئی
بالک الا وجه حق الیقین سالک می گردد و داند الم ترالی ربک کیف مد نظر الایه اشاره بآن است درین تجلی باقی
زیرا که تعین او نیز فانی شده است و از حق بحق می شنود که بخود جواب می گوید که مدلول احد القهار این

سفر اول گویند از خلق بسو حق پس حق جل و علا بحسب تکلیف ارشاد طالیان درین سفر اورا قوت سیر و پندار سزا
وصفات الهی سیری کند و این را سفر فی الله گویند و این سفر دوم است و در آخرین سفر خلعت وجود حقانی
در وی پوشانند و تعینی ذاتی او را محقق گردانند تا از حق بخلق آید بحسب رهنمایی خلق بحق و این سفر سوم است
که آن را سفر از الله بسوی خلق گویند و درین سفر در هر مرتبه از مراتب تنزلات وجودی که فردی آید در هر
موجودی دو نسبت می یابد نسبتی حقانی و نسبتی خلقانی و هر دو معکوم اینها کنتیم عبارت از آن دان که نسبت حقیقت
بنسبت حقیقت قائم است و چون این تمام شد قدم در سفر چهارم نهادند که آن سفر فی الخلق با حق است و این
مقام تطبیق و غوثیت و خلافت حق است و چون بنده فانی از خود و باقی بحق و موجود و وجود ثانی و موصوف
بصفات سبحانی گشت و بر همه مراتب وجودی از روحانی و جسمانی متصرف گردود و ادما تجلیات جمالی
و جلالی ذاتاً و صفه و فعلاً متجلی شود حق در خلق و خلق در حق مشاهده کنند فی مکی حجاب آن دیگر نشود و از حجاب
بندگی حق سبحانی هیچ بنده از وی بنده تر نباشد و از جهت تحقق بصفات حقانی و تحقق باخلاق سبحانی
هیچ موجودی بزرگتر و خواجیه تر از وی نباشد همیشه نظراً و بحسب عبودیت و خلقت خود باشد و بقیه ذاتی خود
و غنای ذاتی حق معترف بود و استغنی و امام ربانی در معارف لدنی می نگارند که سیر و سلوک عبارت از حرکت
در علم است که از مقوله اکیمت است حرکت استی ایضا گنجایش ندارد و پس سیرانی اند عبارت از حرکت علییه است
که از علم اسفل الی علم اعلی میرود و از ان اعلی با اعلی دیگر تا اینکه منتهی شود بسوی علم واجب بعد طی علم ممکنات
کل آن روز و ازل آن تمامها و این حالت معبر بقیاست استغنی و این تجربه گویند حضرت لانا میفرماید
ای خشک آن مرو که خود رسته شد در وجود زنده پیوسته شد موم و همیز چون فدائی ناز شد
ذات ظلمانی او اتوا ر شد دای آن زنده که با مرده نشست مرده گشت زندگی از وی بحسب
مرغ کواند ر نفس زندانی است می بخوید رستن از نادانی است نویسنده باید
نان چو در سفر هست باشد آن جاد در تن مردم شود آن روح شاد در دل سفره گردد مستغنی
مستحیاش جان کند از سلبیل قوت جان است این ای سخنان تا چه باشد قوت آن جان جان
گوشت پاره آدمی از زور جان می شگافد که او ببرد کان زور جان کوه کن شق انجیر

زورجان جان دران شوق اقمیر و سیر فی السعبارت است از حرکت علییه در مراتب و جوب از اسما و صفات
 و شیون و اعتبارات و تقدیسات و تنزیهات تا اینکه منتهی شود بسوی مرتبه که تعبیر از ان ممکن نیست اشاره به
 آنها ممکن نیست و در ان نامی است و در کثرتی نه عالمی اوراد اندونه مدرکی اوراد رک کند و این سیر سیمی بقیاست
 و سیر عن السد باید که سیر سوم است عبارت از حرکت علییه است که از علم اعلیٰ بعلم اسفل فرودی آید از ان اسفل
 باسفل دیگر تا اینکه رجوع کند در حکمات رجوع قهقری و از کل مراتب علوم نزول کند و اینچنین کس آنست که
 فراموش کرد و در السبب السد رجوع کرد از حق مع الحق پس او باینده یا باینده است و وصل مجبور و غیر
 بعید و سیر رابع که سیر در اشیا است عبارت از حصول علوم اشیا است شینا فشینا پس نوال کل علوم اشیا
 و سیر اول پس سیر چهارم مقابل سیر اول است و سیر سوم مقابل سیر دوم چنانچگی بی پی و سیرالی السد و سیر
 فی السد برای تحصیل نفس و ولایت است که عبارت از فنا و بقا است و سیر سوم و چهارم از برای حصول مقام
 دعوت که مخصوص بانبیاء مرسل است صلوات الله تعالی علی جمیعهم و علی افضلهم خصوصاً و استایعان کل
 انبیاء از ان مقام دعوت نیز نصیب است کما قال السد قل یدعی الی الله علی بصیرة انما من تعبدی انتهی
 و بعضی سه سفر قرار داده اند اول و دوم در قوس عروجی است اول را سیرالی السد گویند و سیر دوم را سیر فی السد
 و سوم در قوس نزولی چنانچه قیصری در شرح فص آدمی اشارت ازین سه سفر می نماید آنجا که می گوید که است
 خلیفه گردانیده نمی شود و نه قطب گرد وقت انتها سه سفر سوم انتهی تیر جمبه و این سفر سوم پیچ سفر چهارم
 است که از مصلحات کاشی منقول گشت و نیز قیصری در شرح بیت دو صد و هشتم قصیده نایه فارسیه می یابد
 که سفر از حق بسوی خلق مقابل سفر اول است زیرا که او از خلق بسوی حق است و سفر دوم در حق با الحق و سوم از
 حق بسوی خلق با الحق و چهارم در خلق با حق و این نهایت مقام قطاب است و الله اعلم انتهی در اینجا سفر سوم
 مقابل سفر اول است و در قول امام ربانی مقابل سفر دوم لیکن وجه مقابل هر یکی دیگر است چنانکه پوشیده
 نیست بزنا مل کننده پس در میان آن هر دو منافاتی نیست و نیز باید دانست که قیصری در فصل ثانی
 مقصد ثانی مقدم شرح قصیده فارسیه در بیان سلوک سفر اول و طریق الکتاب لایت بیانی پس سیر
 آورده است توان دید و شیخ عبد الله انصاری در کتاب منازل السائرین درین سفر اول میان سیر و سیر

ع

مکمل

راست

مختار

سیر

است

مجبور

و

صد مقام نوشته اند و هر مقام ازین صد شامل برده مقام است پس میان عبد و رب هزار مقام می شوند
 چنانکه اشاره کردیم و آن قیصری و این هزار مقام را شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی در قسم ثانی
 کتاب صیقلات صوفیه رقم فرموده و این هزار مقام شرح قول ابو بکر کتانی است آنجا که فرمود که این
 العبد الحق الف مقام من نور و علمت کدانی منازل السائرین شیخ اکبر در کتاب مناجات الارزقادرین
 سفر اول میان عبد و رب سه هزار منزل نوشته اند چنانچه در باب صد و شصت و هفتم فتوحات می فرمایند
 که ذکر نمودیم و هر وی از ان در جزوی که آن را منازل السائرین نام نهادند شمل بر صد مقام و هر مقام شمل
 بر ده مقامات و این منازل اند و لیکن ما ذکر کردیم ازین منازل در کتابی که نامش مناجات الارزقانما ویم
 که شامل اند بر صد مقام و هر مقام شامل بر ده منازل است پس در آن سه هزار منزل باشند اختی
 و شیخ نجم الدین کبری در رساله عشره الوصول درین سفر اول میان عبد و رب ده مقام نوشته اند و هر
 و توکل و تقاضا و عزالت و ملازمت ذکر و توجه الی الله و صبر و راقبه و رضا و مولانا عبد الغفور لاری شرح رساله
 مذکوره کرده است تفصیل این مقامات عشره آنجا باید دید که الله از کجا کجا او فتا و سخن بر سر رشته آید
 رفت و من از مقصود دور اندم هر چند که در حقیقت این وری عین صوری بملوب مقصود بود زیرا که ذکر دوست
 نیز دوست می باشد اما اگر نظر انظار منتظران ضنون من عرف نفسه فقد عرف ربه و چیزی از فضیلت عارفانی
 نفسانی بیان کنیم بی موقع نخواهد بود و باید التوفیق و بیده از منته تحقیق و حاصل باید دانست که معرفت نفس
 فرض عین است برای هر فردی از افراد انسان چرا که معرفت رب موقوف است بر معرفت نفس از بهر
 ارشاد حضرت نبوی صلی الله علیه و سلم من عرف نفسه فقد عرف ربه و فیض این است که هر که شناخت
 نفس خود را شناخت رب خود را پس معرفت رب فرض عین است زیرا که عبادت رب تعالی موقوف
 است بر معرفت او تعالی بدلیل اینکه هر که شناخت او را عبادت نتوان کرد و عبادت بک فرض عین است
 از بهر ارشاد او تعالی که پیدا کردیم جن و انس را اگر بر اینکه پرستند مرا و هر چیزی که موقوف علیه فرض است پس
 آن چیز نیز فرض است پس معرفت نفس فرض عین است پس هر که جاهل است بمعرفت نفس خود جاهل است
 بمعرفت رب خویش پس معرفت نفس ضروریست تا که رب خود را شناسد و او را پرستد و اینست بر آنکه هر که

شناخت نفس خود را و قتی که آن نفس در بدن وی است نخواهد شناخت نفس اربعه جدائی او از جسد رب
 خود را هم نخواهد شناخت چنانکه بدین اشارت فرمود حق تعالی که من کان فی بده عی فوفی الاخره اعلم
 هر که درین دنیا نایبناست پس او در آخرت نایبنا خواهد بود مختصر مفید معرفت نفس منبع علوم و حکمت و مطلع
 فضائل و شیم و مصباح کشف احوال ملکوت است و مشکوٰۃ شهود اسرار جبروت و راه نهای وصول بسو
 حضرت لاهوت پس نمیرسد کسی از اولاد آدم مگر معرفت نفس خود و دیگر فیه حق تعالی دوستی را اگر آنکه متصف
 بشناخت نفس خود ساخت و بنظر عقلی شناخت نفس حاصل نمی گردد بلکه حاصل می شود و بسبب نوری که
 می اندازد حق تعالی آن را در دل بنده خویش و نمی اندازد حق آن نور را اگر در قلب کسی که چنگ در زد
 بر سنن شریعت غر او تحکم گرفت و امن سنت علیا را از ریاضات متعالیه و مجاہدات متعالیه بسبب یکسو
 بودن او بالکلیه از دنیا و مجر و گشتن او از توسل چو نیمه و کلیه و ترکیه نفس از صفات دویه و موصوف
 گشتن با خلاق حمیده پس بعد این حق تعالی نوری از نزد خویش در دل می اندازد و انسان بدان
 نور نفس خود و رب خود را می شناسد چنانکه فرمود حق تعالی شرح الصدوره للاسلام فو علی نور من رب پس
 ازین اندجه علوم حضرات انبیا و اولیا و عرفا و هر که نگراند حق تعالی بهر او نوری پس نیست او را نور و هرگز
 گمان نکنی که این معرفت از خواندن و دیدن کتب شرعی و صوفیه حاصل می شود بلامجا به با اعمال نیکو
 و بلا ترکیه نفس و خالی کردن نفس از شوائب بدنی و هیات این چنین نیست و همچو این گمان کننده صاحب
 معرفت یا کشف شهود نیست زو این بویه در دست سلیمان پس شاه بازمی توان کرد بالکلی
 و نیز باید دانست که محالست نفس را فعت مراد نفس فرض عین است بهما و عظیم و امری فقیم قال الله تعالی
 و اما من خاف مقام ربی نفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی و دوی فرستاد حق تعالی بسوی حضرت
 داود علیه السلام که ای داود برسان یار من خود را از خواستهای چو که نفوس متعلقه بشهوات دنیا علقها
 شان از من در پرده اند و فرمود حضرت صلی الله علیه و سلم که زیاده ترخون من بر امت خویش از پیروی کردن
 اوست هر او را و در از کردن امید لیکن پیروی هوا پس سنگ است از حق و در از می اهل فراموش میگرداند
 ترا آخرت را و نیز توان شناخت که محالست نفس و خالی کردن آن از خطوط آن سرعادت است چه که نیمه

ای که
 شکر و دردت
 خدایه او را
 با سبب
 اسلام پس
 او بر شوی
 باشد از باب
 پدیدار شود
 نور
 حق تعالی را
 سبب نیاید
 او را در کار
 خود نیست
 نفس را
 از خواست
 دوی چو چینی
 بشت جاب
 دی است را

بزرگتر حجاب ماندمیان بنده و حق و هر که استخیمای نفس طالع شدند و شنیدهای انس او غروب گردید هر که
 از نفس خود راضی است و هلاک شد و عاقل چگونه رضای نفس خواهد پسندید و فرمود حضرت یوسف علیه السلام
 و اما بر می نفسی آن نفس لا اماره بالسوء حضرت سری قطفی گفته که نفس من سی یا چهل سال طالب آن مانده که
 جو زری را در دو شب خرم تر کنم من اطاعت وی نکردم و نیز فرمود که قوی تر قوت آنست که بر نفس خود غالب
 آئی و هر که عاجز آید از ادب نفس خویش از ادب غیر عاجز تر خواهد بود و علامت زهد آرام گرفتن نفس است
 از طلب و قناعت بدانچه گرسنگی بر دوراضی بودن بدانکه شرم گاه بیوشد و نفور بودن نفس از فضول
 نقل شخصی در موانع است بود پرسیدند که این مرتبه بیچ یافتی گفت بگذشتن مدامی نفس چون هوا
 اگر شتم هوا بر من مسخر گردید شیخ ابوبکر و راق میفرماید که حق تعالی چیزی در دنیا و آخرت نافیه که مخالف
 حق باشد بر ترا نهاده نفس گویم و پیش اهل طریقت آدمی انگاه بالغ می شود که از هوا نفس سپیده باشد
 حضرت مولانا میفرماید خلق اطفال اند جز مست خدا نیست بالغ جز بر سپیده از هوا
 احمد خوارزمی می گوید هر که نفس خود را نشناسد او درین خود مغرور بود و از غفلت و سخت آلی چیزه
 سخت تر نیست حضرت ابو تراب بنی فرمود که مرید را هیچ چیز مضرت ندارد از سفر کردن بر پیروی نفس
 هوا جس نفسانی و وسوسه شیطانی فرق آنست که نفس بچیزی الحاح کند و تمنع کنی او معاودت می کند
 اگر بعد از مدت بود و اوقتی که بر او خورسد و شیطان چون دعوت کند بخلافی پس اگر نجات آن کنی او ترک
 کند آن دعوت را حضرت جنید فرمود که اساس آنست که بر او نفس قیام نکند و نفس هرگز با حق الفت نگیرد
 و هر که نفس را بشناسد عبودیت بر وی آسان گردد حضرت ابراهیم خواص فرمود که هر که شهوت را ترک کرد
 و شه ترک در دل خود نیافت پس او ترک آن کاذب است حکیم علی قزندی گفته که از نفس این مباحش گوشه دار
 تا بر نفس ظفریابی و هر که یک صفت نفسانی مانده است و چون مکاتبی بود که یک دم اگر بر وی باقی بود
 هوا را او نبود و آنکه آزاد باشد بر هیچ نباشد آزاد آنست که حق او را از بندگی نفس آزاد کرده پس آزاد حق
 او بود و دیگر گوید که هر که بر نفس هوا عاشق شد که بر حسد و خواری و لذت برو عاشق باشد و گفت که هیچ
 چیز همیشه با تو اند خدا و نفس و شیطان و دنیا و خلق بنده او نیست باید که در هر چه وی کند بان اضی پدیدد

س

بار

سالم

نفس

بر این

فلس

هلاک

نفس

نفس

نفس

نفس

و بانفس بجا گفت و با شیطان بعد اوت و با دنیا بجای و با خلق بشققت اگر این کردی رستی ورنه هلاک شدی
 و هر که گوش بخدمت نفس دارد در حکم شهوات اسیر گردد و خدا تعالی همه فائده بردل وی حرام کند و هیچ چیز میان
 حق و بنده حجاب نبود الا نفس و نفس اماره با سوء شیطانی است که او را صفت سرانده شهوت و غضب و کبر
 و حسد و بخل و حرص و ریاس پس سر شهوت از ریاضت قطع شود و کسی کردن از شرکت بهائیم در خوردن نوشیدن
 و غرضه از حکم دفع شود و سر غرور از تواضع و سر حسد از این اعتقاد که ملک همه ملک است فرمان بندهای او
 پس هر که که او تعالی از بندهگان خود هر قدر که خواهد از ملک خود بخشاید باین طریق که او تعالی عالم از نصیحت
 هر یک از بندهگان باین طریق که او تعالی در ملک خود هر گونه که خواهد و پسندد تصرف کند و بخل و حرص از عو
 قناعت قطع شود و ازین که بخور و صبح دریا بد که بخیل حریص نفس خود را در امور خبیثه و نیه می اندازد و پیش
 می کند عرض خود را بر دم و قدم و نفس را در شقت و تعب و مذلت تمامه و در جمع و تحصیل شقت می داد
 و نفس را از نفع گرفتن بدان که وزی داده است و راحت تعالی بازمی دارد و بعد از ان خود می میرد و اغیار
 بدان مال منتفع می شوند و بر و در حساب و باقی می ماند و سرریار از اخلاص قطع توان کرد و اخلاص مثر
 انواع خیرات و برکات دینیه و دنیویه است انتهی - لطیفه آزادی در مباحث اهل حقیقت خارج شدن
 است از بندگی کائنات و مرادات و قطع کردن جمیع علائق را حضرت ابراهیم بن ادهم فرمود که آزاد است
 که از دنیا بیرون آید قبل از آنکه بیرون کرده شود و علامت آزادی ساقط شدن تمیز است از دل میان امور دنیا
 و آخرت آواد نه غلام عاجل دنیا است و نه آجل عقیبی چنانچه گفت زید بن حارثه با حضرت صلی الله علیه و سلم
 بر تاقتم نفس خود را از دنیا پس برابر شدند و من سنگ طلا می دنیا پس آواد ایشار می کند خلق بحسب کائنات
 از داین و نمی باشد و از قصد و نه مقصد و نه حظ و مقام خیریت عزیز دست و معظم آزادی خدمت فقر است
 گویند که وحی آمد بسوی حضرت داود علیه السلام که ای داود هرگاه کسی را طالب من بینی خادم او باش و
 فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که سر و در مردمان خادم شان است و آزادان آمانند که در شان آنها حق تعالی
 ارشاد فرمود و یونثرون علی انفسهم و لو کان بهم خصاصة و ایشار می کنند و تقدیم می نمایند ما جبران ابر نفسها
 خویش یعنی از خود بازمی گیرند و بدیشان می دهند و اگر چه هست ایشان را حاجت با آنچه ایشار می نمایند

در اسباب نزول از ابن عمر رضی الله عنهما نقل کرده که سرریانی برای یکی از درویشان صحابه آوردند و او را بدو
 دیگر که از محتاج تر بود فرستاد و او بروی گیریشار کرد و چنین نه تن از فقر بیک یگراشار کرد تا اینست که در شان
 آن درویشان توانگر دل نازل شد حکما بر آنکه از آن شش خصلت که بود بران مشتمل است صفت اشار
 اکمل و افضل است و اشار آنست که کسی محتاج باشد چیزی دیگر مستحق آن بنیاد خود باز گیرد بوی بنده
 کریم کامل آن را می شناسم ندین روان که گرانے رسد از آشنائی پنج گردنش
 راستغنا همت با وجود فقر بی برگی ز خود و اگیرد و سازد ثوابی نوایش
 و کمال حریت نتیجه کمال عبودیت است پس هر که را عبودیت او بر حق راست بود حریت او خالص بود از
 بندگی و کائنات و نیز توان دریافت که شان نفس عظیم است و امر آن خطیر و در تحذیر از نفس و بر ترغیب ترک
 نفس و پزار و خلاص شدن از آن آیات احادیث وارد شده اند لیکن آیات پس ارشاد و تعالی است
 یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و لنظر نفس ما قدمت لغدای گروه مومنان تبرسید از خدا و باید که بگر در نفس
 آن چیزی را که پیش فرستاده است بهر فردا قیامت تا اگر تقدیم خیرات طاعت کرده شکر گذاری نماید
 و در زیادتى آن کوشد و اگر عاصی و سیئات فرستاده تو بیکند و پشیمان شود و نیز اینکه و ما بر نفسی ان
 النفس لا اارة بالسور الا ما رحم ربی و قوله یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و لنظر نفس ما قدمت لغدای پس این
 حدیث شریف است که دشمن ترین دشمنان تو نفس است که در میان هر دو پهلوی است قوله نیست سخت
 آنکه سخت است بکشتی بلکه شدیدا نکس است که وقت غصه نفس خود را نگاه دارد و همین نفس مذموم است نزد
 هر کس و بهر زمان بلکه جمیع ملل متفق اند بر ذم نفس و بر پیغمبر نمودن از مکر و خداع آن میل نکردن بسوی غرور
 نفس و بهر این اندر طریق اول اشتغال مرید بقر نفس و ریاضت آن و مخالفت هوای نفسانی و قطع مال و
 و شهوات آن گردانیده اند و حکم فرموده اند مرید را بجز کردن از نفس لازم گردانیده اند هر مرید که می نشیند
 کرده باشد فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که محاسبه کنی نفس خود را قبل از آن که حساب کرده شوی پست تر آنکه
 هر گاه نفس اطلاق کرده شده حمل کرده شود بر نفس اماره و ذکر فرموده است آن را حق تعالی در کتاب مجید
 خویش مجلا و مفصلا پس اجمال فرمود ذکر آن را و اطلاق نمود و صفت آن قبول خویش و نفس و ما سواها فانها لهما

س

ا

سنان

نگارید

پیش

میان

خود را

از آن

س

و بنف

و کس

راست

نمود

پس اندام

نمود

بد کاری

ادب

۱۲۱

نورها و تقویها و بیان مودشان نفس بقیه صفت آن گاه است بآره و گاه است بمواسه و گاه است بلمبه و گاه بمطنه و گاه
براضیه و گاه برضیه و این همه یک معنی راجع اند و این اسما بحسب تنوعات و تطورات است معرفت
آن واجب است با دله الرابع و محال است اینکه کسی نفس را مانند مجاهده کردن تواند زیرا که معرفت نفس بابی
ست برای معرفت حق بمقتضای حکم حق و برای این فرمود علیهم السلام من عرف نفسه فقد عرف ربه و چهل
بالم حرام است و معرفت الله واجب پس همچنین نفس است اشتیاق و نیز باید دانست که در میان دو چیز چون شاکست
نباشد معرفت متصور نیست پس میان عارف و معروف مناسبتی باید چون معروف که حق است احد الذات
و کثیر لصفات بود مقتضای حکمت آئی آنکه بموجب خلق الله آدم علی صورته انسان نیز که عارف حق است شخص
و کثیر لصفات و افعال و قوی باشد تا بحکم جامعیت معرفت کامله که علت قانی ایجاد ممکنات است درین نشأت
حاصل گردد و آنچه در عبارت عرفا الکثرة بین الودعتین آمده اشارت بوحده تحقیقی حق بوحده شخصی انسان است
و اعلم الله بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد اول چیزی که در ک انسان میشود
تعیین شخصی خود است که نهایت تمیزات نصف نزولی و الزده وجود است و بدایت مجاری نصف
عروجی است ازین جاست که مرتبه انسان را مطلع الفجر گویند چه در انسان نهایت ظلمت شب کثرت و بدایت نور
روز و وحدت واقع است **س** نسبت انسان بربخ نور و ظلم مطلع الفجرش ازین گفتند هم
از ابتدا مرتبه وحدت تا مرتبه انسانی که نهایت کثرات است سیر دریاست بجانب قطره و از مرتبه انسانی تا مقام
وحدت سیر قطره است بسوی دریا اگر حق تعالی نزول فرمودی و از غایت فضل و کرم خود ایجا و انسان نمودی
پس کس از کمال و وصال حق کامیاب نشدی چنانچه فیض نرسیده و پخته اگر از ربخ و شانه او برگها و غنچهها
تا مرتبه پخته خام نازل نگردیدی رسیدگی و پختگی نخرام و رجوع و عروج دی و پخته نچیده و صورت اولیه صورت نگرینی
پس چنان فیض وحدت اگر از مراتب فوقانی تا نهایت مرتبه نزولی و درجه انسانی نرسیدی وصال کمال دی
و رجوع و عروج بمبدء اوصول و صورت نهستی استی کدانی مفاتیح الاعجاز در گلشن راز است **س**
چو پشت آئینه باشد مکر نماید و شخص از روی دیگر شعاع آفتاب از چاهم افلاک
نگردد منعکس جز بر سر خاک **وصل و حقیقت نفس** بدانکه نفس در لغت بمعنی ذات هر چیزی است

لقوله تعالى كتب على نفسه الرحمة كذا في المنتخب ودرغیاث نوشته که نفس نفیحتین هم و آن جذب نسیم است از راه
 بینی یا دیان برای ترویج قلب و دفع بخارست باز بهمان راه و این هر دو حرکت یعنی برآمدن و فرو رفتن هم
 بمجموع یک نفس باشد و جمع آن انفاس و نفس نفیحه اول و سکون ثانی بمعنی جان و روح حقیقت شئی هستی
 و صین هر چه درین صورت جمع آن نفوس و نفس آید و در قاموس و صراح نفس بالفتح بمعنی روح و خون تن
 و چشم زخم نیز آمده است و ملخصاً بقدر الضرورت و همچنانکه اطلاق نفس بمعنی ذات و حقیقت آنشی کند و گاهی
 مراد از نفس نفس ناطقه انسانی بود که عبارت از مجموع خلاصه لطائف اجزاء ترکیب بدن است که آن را روح
 حیوانی و طبیعی خوانند و نوری بر وفا نفس شود از روح علمی انسانی و بدان نور مود الهام فخر و تقوی گردد
 چنانکه نفس کلام مجید است و نفس و ما سواها فاعلمها فخور یا و تقوی لها و مراد تعریف این نفس است استی و
 در اصطلاحات شیخ کمال الدین ابی الفخار محمد بن عبد الرزاق بن جمال الدین کاشی سمرقندی مرقوم است که نفس جمیع
 بخاری لطیف است حامل قوت حیوة و حس و حرکت ارادی که حکیم آن را روح حیوانیه گفته و این مفسط است
 میان قلب که نفس ناطقه است و میان بدن که مشار الیه است در قرآن بشجره زیتونیه که صورت آن شجره
 مبارکه است نه شرقی و غربی از بهر زائد شدن رتبه انسان و برکت او بدان و بهر بودن نفس از آنکه نیست او از
 شرق عالم ارواح مجرده و نه از غرب عالم اجساد کثیفه استی گویم که بودن نفس جوهر بخاری لطیف حامل قوت
 حیات و حس و حرکت ارادی که آنرا حکیم روح حیوانی نامیده میرسد شریف نیز در تعریفات الاشیاء نوشته اند
 و در لطائف الاعلام فی اشارات اهل الالهام است که معنی نفس و لغت وجود ذات شئی است و چون که بدین
 این شان نزد طائفه صوفیه بر عمل کردن در فناء وجود نفس بنده و بقای او بوجود حق بود لا جرم در اصطلاح
 قوم مراد از نفس آن چیز بود که از اوصاف بنده معلول بود و مثل نسیم الافعال و الاخلاق و این مثل کبر
 و حقد و حسد و سوء خلق و قلت احتمال و غیره است و بعضی گویند که نفس روحی است و برمی آید و ارواحی که
 بر آتش قلب تا که شورش وی فرو میرود و بعضی گویند که آن ترویج قلوب است بلطائف الغیوب استی
 گویم که همین معنی نفس که ما کان معلولاً من اوصاف العباد نیز در اصطلاحات فتوحات بوده اند و صاحب
 مرصداً العباد می نویسند که نفس در اصطلاح ارباب طریقت عبارت است از بخاری لطیف که مشار آن

صورت دل است و حکما آن را روح حیوانی خوانند و آن منشأ صفات ذمیمه است چنانکه حق تعالی فرموده
 که ان نفس الامارة بالسوء الا ارحم ربی ما وضع او در قالب آدمی پس بدانکه او جمله اجزاء و ابغاض قالب
 محیط است و هیچ موضع از اعضاء انسانی از او خالی نماند و چنانچه روحی در اجزاء وجود دارد و چنانچه حضرت خواجہ عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم فرموده که بین جنبت یک یعنی در میان دو پهلوی است این اشاره بدانست که بیشتر اثر
 صفات نفس از میان دو پهلوی ظاهر می شود چون نمره اکل و شرب و شهوت فج و غیر آن و نفس دیگر حیوانات
 در تن همین نسبت دارد ولیکن نفس انسانی را صفات دیگر است که در نفس حیوانات دیگر نیست یکی از آن جمله
 صفات بقا است که نفس انسانی را چاشنی از عالم بقا بر نهاده اند تا بعد از مفارقت قالب باقی ماند اگر در
 بهشت بود و اگر در دوزخ همیشه باقی باشد خالیدین فیها ابد آنچنانکه نفوس حیوانات که هیچ چاشنی از عالم
 بقا ندارند بعد از مفارقت روح ناچیزی می شود و بقیای آن که از آن نفس چاشنی حاصل می شود و دوزخ
 است یکی آنکه همیشه باقی بود و باشد و آن بقا خداوند است تبارک و تعالی - دوم آنکه نبود و پدید آمدن بعد
 ازین باقی باشد یا بقا حق تعالی و آن بقا را روح و ملکوت و عالم آخرت است اول نبود حق تعالی سیافید
 تا ابد باقی خواهد بود پس نفس انسانی ازین هر دو نوع بقا چاشنی یافته است اما چاشنی از بقا حق پس
 او را اثری در وقت تخمیطیت آدم حاصل شد که در تشریف اختصاص میدی در خاک آب که مایه نفس بود
 استعداد قبول بقا تعبیه فرمود که هیچ خاک آب و نفوس دیگر را نبود یکی از آن که هر بار نفس که در خاک آب
 بخند و ندی خویش دفن کرد بقا ابدی بود و اما چاشنی از بقا را روح و اثری در وقت از دوزخ روح و بقا
 بتصرف و نفخت قیه تعبیه افتاد و مثال آن آینه آن بود که مردی و زنی بخت گیرند از ایشان دو فرزند پدید
 آید یکی نر که با پدر ماند و دیگری ماده که با مادر بختین از او دوزخ روح و قالب و فرزند نفس دل پدید آمد
 اما دل پسری بود که به پدر روح می ماند و نفس دختر بود که با مادر قالب خاکی ماند و دل همه صفات حمید
 علوی نورانی بود و در نفس همه صفات ذمیمه خاکی سفلی ظلمانی ولیکن چون نفس از دوزخ و قالب بود و روی
 از بقا حیات که صفت روح است و بعضی از صفات حمید هم بود که بر روحانیت تعلق دارد پس نفس ازین
 بقا ازین و حیرت یافت بچنان نفوس حیوانات که زاده عناصر و فطاک اند و از روحانیت ایشان هیچ

چاشنی نیست لجرم فانی برین چون مادر و پدر خویش اگر چه دل از روح و قالب تم بپوشید که ایام نفس در ذرات
 نفس زندان تعبیه بود چنانکه خاک آن ذرات وجود ذرات تعبیه بود در عین آن خاک من بنی آدم من ظهوریم دریم
 هر ذره و ذرتی که بیرون آوردند از صلب آدم ذره خاک قالب فرزندی بود و ذره نفس آن فرزند دران
 ذره تعبیه بود آنکه در مقابل عالم ارواح باشند و صفات مختلف چنانکه اختلاف صنوف ارواح بود تا هر کس
 بناسبتی که با آن ذره داشت که در مقابل او افتاده بود چون روح بدان ذره التفات کرد دران ذره اهل بیت
 استماع خطاب است بر کلمه پدید آمد و شایستگی جواب بلی ظاهر گشت و بیرون آوردن ذرات را از صلب
 آدم این فائده بود که در انسان پر توار و اح افند و الا حق تعالی در صلب آدم سوال می توانست کرد
 اما چون ایشان را از ارواح تعلق نظری نبودی استماع خطاب جواب میسر نشدی پس این ذرات را که
 در صلب آدم فرستاد تا خداوند عالم محافظت او می کند و در اصلا اباء و احام امهات نگاه می دارد تا
 از صلب بصلب و رحم بر رحم می پیوندند تا بوقت ایجاد هر یک ذره را و در نیم کنی در لطفه پدر تعبیه کند و یک نشئه
 در لطفه مادر فرستد چنانکه فرمود خلق من ما روافق یخرج من بین لصلب التراب بوقت صحبت هر دو بهم
 پیوندند و در رحم مادر بهم آمیزند لهذا از اینجا میفرماید که تحقیق پیدا کردیم انسان را از لطفه آمیخته مادر و پدر
 تا بیان ما نمیم آن انسان را پس لطفه علقه شود و علقه مضغه تا ربیضیات بروی می گذرند و چون سه ربعین
 بروی گذشت استحقاق آن یابد که آن روح که در عالم ارواح بدان ذره نظر کرده بود با آن مضغه تعلق گیرد
 که ثم انشأناه خلقا آخر و چند آنکه در رحم مادر آن ذره نفس که در تعبیه است بناسبت پرورش می یابد با
 طفل در وجود آید و بحد بلوغ رسد نفس بحال نفس رسیده باشد بعد از ان لیاقت تحمل تکلیف شرع گردد
 و اگر پیش ازین خطاب شرع بدو پیوستی چون او پرورش بحال حاصل نکرده بودی قابل تحمل تکلیف شرع
 نیامدی چه از راه صورت چه از راه معنی اما از راه صورت بشر الطما زور و قیام نتوانستی نمود که آن
 اعمال بدنی است و آن را قوای جسمانی بیاید اما از راه معنی تا قالب بحال خود نرسد دل که محل عقل
 و معدن ایمان و نظرگاه حق است شایستگی آن نگیرد که منظر نور عقل نور ایمان و نظر حق گردد زیرا که تمام خلقت
 نباشد اگر چه هر وقت ازین انوار صلب بصلب و رحم بر رحم می پیوندند چیزی در روی پدید می آید بتدریج لیکن

چاشنی نیست لجرم فانی برین چون مادر و پدر خویش اگر چه دل از روح و قالب تم بپوشید که ایام نفس در ذرات
 نفس زندان تعبیه بود چنانکه خاک آن ذرات وجود ذرات تعبیه بود در عین آن خاک من بنی آدم من ظهوریم دریم
 هر ذره و ذرتی که بیرون آوردند از صلب آدم ذره خاک قالب فرزندی بود و ذره نفس آن فرزند دران
 ذره تعبیه بود آنکه در مقابل عالم ارواح باشند و صفات مختلف چنانکه اختلاف صنوف ارواح بود تا هر کس
 بناسبتی که با آن ذره داشت که در مقابل او افتاده بود چون روح بدان ذره التفات کرد دران ذره اهل بیت
 استماع خطاب است بر کلمه پدید آمد و شایستگی جواب بلی ظاهر گشت و بیرون آوردن ذرات را از صلب
 آدم این فائده بود که در انسان پر توار و اح افند و الا حق تعالی در صلب آدم سوال می توانست کرد
 اما چون ایشان را از ارواح تعلق نظری نبودی استماع خطاب جواب میسر نشدی پس این ذرات را که
 در صلب آدم فرستاد تا خداوند عالم محافظت او می کند و در اصلا اباء و احام امهات نگاه می دارد تا
 از صلب بصلب و رحم بر رحم می پیوندند تا بوقت ایجاد هر یک ذره را و در نیم کنی در لطفه پدر تعبیه کند و یک نشئه
 در لطفه مادر فرستد چنانکه فرمود خلق من ما روافق یخرج من بین لصلب التراب بوقت صحبت هر دو بهم
 پیوندند و در رحم مادر بهم آمیزند لهذا از اینجا میفرماید که تحقیق پیدا کردیم انسان را از لطفه آمیخته مادر و پدر
 تا بیان ما نمیم آن انسان را پس لطفه علقه شود و علقه مضغه تا ربیضیات بروی می گذرند و چون سه ربعین
 بروی گذشت استحقاق آن یابد که آن روح که در عالم ارواح بدان ذره نظر کرده بود با آن مضغه تعلق گیرد
 که ثم انشأناه خلقا آخر و چند آنکه در رحم مادر آن ذره نفس که در تعبیه است بناسبت پرورش می یابد با
 طفل در وجود آید و بحد بلوغ رسد نفس بحال نفس رسیده باشد بعد از ان لیاقت تحمل تکلیف شرع گردد
 و اگر پیش ازین خطاب شرع بدو پیوستی چون او پرورش بحال حاصل نکرده بودی قابل تحمل تکلیف شرع
 نیامدی چه از راه صورت چه از راه معنی اما از راه صورت بشر الطما زور و قیام نتوانستی نمود که آن
 اعمال بدنی است و آن را قوای جسمانی بیاید اما از راه معنی تا قالب بحال خود نرسد دل که محل عقل
 و معدن ایمان و نظرگاه حق است شایستگی آن نگیرد که منظر نور عقل نور ایمان و نظر حق گردد زیرا که تمام خلقت
 نباشد اگر چه هر وقت ازین انوار صلب بصلب و رحم بر رحم می پیوندند چیزی در روی پدید می آید بتدریج لیکن

آنکه راست و تمام و قابل شود بحد بلوغ رسد و عقل ظاهر شود چنانکه شرح آن در فصل تربیت دل بایده نشان دهد
 انتهی وصل حکما نفس را روح حیوانی گویند و آن جوهر است بخاری لطیف حامل قوت حیات و حس
 و حرکت ارادی بود و قوت موت مقدر آن از ظاهر و باطن بدن منقطع می شود و وقت خواب صرف آن
 ضویر از ظاهر بدن منقطع می شود پس ثابت باشد که خواب موت از یک جنس اند زیرا که موت از انقطاع
 کامل است و نوم انقطاع ناقص پس معلوم شد که حق تعالی جوهر نفس را ببدن بر سه قسم گرانیده است یکی
 آنکه روشنی نفس کجیم اجزای بدن ظاهری و باطنی رسد آن را بیداری خوانند و دیگر آنکه صرف از ظاهر بدن
 روشنی منقطع شود و از باطن آن را خواب نامند و دیگر آنکه بالکلیه منقطع گردد این را موت نامند و تحقیق خواب
 اینست که قوت های بدنی که مدبرک محسوسات پنج ظاهر اند سمع و بصر و شمع و ذوق و لمس و پنج باطن حس
 مشترک و خیال و واهمه و حافظه و تخیله و مرکب ازین قوی روح حیوانی است و آن بخاریست که از لطف
 اجزای بدن حاصل آید و بواسطه او در اعضایش حرکت پیدا کرد پس مادام که آن بخار متوجه ظاهر بدن
 بود و اعضا در حرکت باشند بیداری عبارت از آنست و چون آن بخار باطل شود در حواس ظاهر بطل
 راه یابد و خواب عبارت از آنست و موجب عدم توجه و تردد از ظاهر بدن یا از قوت او بود که بواسطه کثرت افعال
 جوارح متخلل شده باشد و طبیعت از برای بدل اخلای متخلل منفع عت و اشتغال گشته یا از جهت
 انسداد مجاری چنانکه مثلاً طعام یا شراب می خورد و بخار از معده صعود کند به باغ و یا اعضا قوی
 پس بخاری متخلی گردد و روح را بحال تنفوذ و تردد در ظاهر بدن کمتر شود و سبب بدین چیز یاد خواب بواسطه
 آن بود که نفس بنا بر تعطل حواس ظاهری بروحانیت متصل شود و بر صفیات مطلق گردد و بواسطه آنکه
 قوت تخیله بحسب اشتیاق وی بچیزی یلایق عالم نفوسات چیزی در وقت بیداری صورتی ترکیب کرده باشد
 و حافظه که بمنشأ بخیراته است سپرده و چون بیداری بنا بر اشتغال حواس باطنی در آن صورت او را میسر
 نشده بوقت خواب بروی ظاهر گردد و بواسطه آنکه مزاج روح متغیر شده باشد و یکی از اخلاط اربعه بدن
 مستولی گشته و قوت تخیله تابع وی گردیده و در عالم اوقات رویا حکم آن خلط اتفاق افتد مثلاً اگر غلبه
 حرارت بود آتش بنیده اگر برودت مستولی است بر سردی و اگر از آله بنیده و اگر طریقت است باران و سیل دریا

بیند و اگر بیست است که در سنگ پیرین در هوا بیند و ازین اقسام بجز قسم اول اعتبار ندارد و قسم اخیر مخصوص
 قسم رابع را حکما معتبر مزاج شناس گویند که از قبیل اصفاث احلام یعنی خوابهای پریشان اند اما قسم اول
 بدو نوع بود یکی صریح که بتاویلی احتیاج ندارد و این از آثار رحمت الهی بود که بوقت فروماندگی بنده بر بدن هدایت
 کند چنانچه جالینوس گفته که هر ادرمیان حجاب که در وی پیدا کند مگر علاجی که در شتم کردم سود نداشت چون بید
 صحت نمائید شبی خواب دیدم که شخصی نزد من آمد و گفت که گوی که در میان حضور و نبصر است آن را از دوست
 چپ بکشای تا شفا یابی چون روز شد فساد را طلب کردم و آن رگ بکشادم و آن مقدار خون که گفته بود
 بگرفتم شفا حاصل شد نوع دوم آنکه صریح نباشد احتیاج تاویلی دارد و آن خوابهای انبیا و اولیا و حکما اند و لهذا
 قائل بنیام عینی و لایانام قلبی آنحضرت علیه السلام فرمود که رویار المؤمنین چیز من است و اربعین چیز من النبوة
 و سراسر این یک نبوت است و شش چیز و در ویای مومن را یک چیز و از ان فرمود آنست که مدت نبوت آنحضرت
 بیست و سه سال بود و از آنجمله مدت شش و نهمه چیز را را بر سبیل و یا منظم می فرمود و بیست و دو سال بطریق
 وحی چون بیست و سه سال را شش با قسمت کنند شش و شش چیز و شود و مدت رویا از آنجمله یک چیز و باشد
 هر چند سر رشته سخن درازی شود لیکن اگر چه درین نور و چیزی از ماهیت خواب و اقسام آن نیز گفته آید باین
 نمی نماید حاصل بدانکه اصل شان جوهر نفس را رتبه عطا فرموده است که اولیج محفوظ را می بیند و بر آسمان
 رفتن می تواند اما در سیداری بسبب موانع و عوائق مجبور است و ازین ادراک مقصور و محدود و هر گاه که این
 موانع که بجهت آن تدبیر بدن است و خواب را زائل می گردند پس نفس اوتو آن ادراک بهم میرسد باز هر گاه
 که نفس بر حالی مطلع شد اگر صورت آن حال بعینه و خیال قائم است پس حاجت تعبیر نیست ضرورت
 تاویل نه و اگر آثار آن ادراک در خیال نازل شدند پس از تعبیر تاویل چهارده نیست و در نبض و نبض نیز اگر
 آثار او را که روحانی منظم اند پس معبر را انتقال تخیلات از حقائق باسانی حاصل می شود و اگر اضطرابی
 و اختلاطی دخل نموده است انتقال تشکیک و دست می دهد و تمام این صفات احلام است و بسبب اختلاط
 این می شود که از فساد قوای بدنیه در قوت تخیلات انتشاری می افتد که اقال مولانا نظام الدین پیشاپوری
 فی تفسیر و حضرات صوفیه می فرمایند که باین عالم اجسام و ارواح بر نخی است که در آن صورت بر چیز تشبیه

سلاح
 خواب
 ی که چشم
 تا خواب
 ناکند
 بس
 سلاح
 خواب
 نوبت یک
 جرم
 از پهل
 دشمن
 جز نبوت

شبهه با جسم من حیث تقدیریت و شبهه با روح من حیث نورانیت موجود است همان عالم مثال و خیال
منفصل از ارض حقیقت می گویند و حکما را اشرافین اقلیم ثامن و مثل مخلقه خوانند و مولانا سعد الدین نقشبانی
در شرح مقاصد اشرافین نقل می فرماید که هر موجودی را مثالی است قائم بذات خود و معلق نزد ماده و محل
که آن با حسن با عانت منظر مشاهده می کنند همچو آئینه و خیال و این وسیع و لا انتهاست و در فعل و انفعال مانند
این عالم است اما از عجایب و غرائب پر و جابلقا و جابلساد و شهر این آنکه در هر یک هزار هزار دروازه
اند و هر چه در خواب یا بیداری بحالت طوق مرض و غلبه خون و خیال می آید و در خارج موجود نیست
ازین عالم می شود و علی بن اَبی القیاس در ائمه متعده رفتن و مسافت دور و دراز طی کردن ازین عالم
ست علامه حسین بدینی در فرائح گوید که صور محسوسه در عالم شهادت ظلال صور مثالیة اند بنابراین کل
بفرست از صورت شخصی احوال او معلوم می کنند قال الله تعالی سیما هم فی وجوههم من اثر السجود و یعرف
المجبرون بسیمایهم فی حذب النواصی والا قد اقم ترمذی از ابو سعید روایت می کنند که پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم
فرمود که اتقوا فراسة المؤمن فانه یظهر نور الله و مثال مفید که خیال است نمودار مثال مطلق است و نسبت
اول و ثانی نسبت جداول است بدیاد و نسبت رؤا و اذن با قناب و چون سالک در سلوک بشال مطلق رسید
هر احوال که مشاهده کند صواب باشد چه این عالم مطابق علم حق است چنان امری در خیال بیند گاه صواب
باشد و گاه خطا و اسباب بدین صواب توجه تام است بحق و عالم ارواح و عادت بر راستی و طهارت از اخلاق
ذمیمه و اتصاف با اخلاق حمیده و اعراض از اغراض نسیه و اغراض بدنیة و صحت بدن و اعتدال مزاج و
قیام بطاعات و عبادات و دوام وضوء و ذکر چه نفس درین احوال بسبب نور و صفای مجذب می شود و این
نفوس ملکیه که الوح نقوش حوادث سفلیه اند که لوازم حرکات افلاک اند و چون بیدار شد اطلاع دارد بر این
نقوش بسبب انطباع آن در خیال انبیا و کل اولیاء را این حال در بیداری میسر است اسباب دیدن خطا
سور مزاج و داغ است و اشتغال نفس بشهوات و لذات حسیه و اشتغال قوت تخمیه و تخلیلات فاسده
و تصورات کاسده چه نفس درین حال چون از ظاهر متوجه باطن شد این منفرجات تجسیدی شوند و او را از
عالم علوی باز میدارند چیزی که تخمیه تخیل کرده بعینه می بیند و آنچه در علم حق است در وقت نزول به عالمی

رتی نکشت می کند و کسی که بحدت نظر و قوت عروج موسوم است و مشاهد حال هر چیز از عین ثابته او کنی نتیجه
 عواب او درین ظاهر شود و از روی که حضرت یوسف علیه السلام فرمود که من باین ده ستاره و مهر و ماه را برای خود
 سجد کنان یافته ام تا روزیکه پدر و خاله و یازده برادر را منقاد خود یافت و فرمود این تاویل خواب من است
 که قبل ازین بیده ام چهل سال بود و کسی که حدت نظر و قوت عروج ندارد و مشاهد احوال هر شی از مراتب
 نیرالائ او کنی نتیجه خواب او در ظاهر شود و اشتی با جمله انکار امر و یا مکار بهر است ازین انکار آیات و
 بدیث لازم می آید بخاری مسلم و ترمذی و ابوداود از عباد بن صامت دایت کند که رسول علیه السلام
 فرمود که خواب مومن جز وی از چهل و شش اجزای نبوت است و در این کلام آنست که وحی بطریق خواب
 شش ماه بود و مدت نبوت بست و سه سال در بخاری از حضرت صدیق مروی است که در اول آثار روحی
 آن حضرت صلی الله علیه و سلم رویای صالحه ملاحظه می فرمودند در حدیث صحیح است که رویای صالحه منجانب الله
 است پس هر که از شما خوابات عمده بیند آن را بگوید و اگر خوابات بد بیند جانب این براق افکند و گوید بخود
 باسد من الشیطان الرجیم من شرارایت و اینهم در حدیث وارد است که خواب رایان نکند الا از دوست خویش
 یا از عاقلی و از باب خواب چند گرده انداول حضرت انبیا علیهم السلام که خوابات شان بسیار راست می شوند
 و بعضی حاجت تعبیری افتد و مسلمی که اکثر خوابات شان صادق می شوند و گاهی غلط هم می باشند
 سوم مستور الحال که صدق و کذب در خواب شان برابر باشد چهارم فساق که در خوابات شان صدق کم
 می باشد پنجم فجار که صدق در خواب شان نادر است و صحیح مسلم از ابوهریره مرویست که خواب آنکس صادق می شود
 که او صادق بوده از ابو سعید خدری مرویست که خواب سحرگاه راست می باشد و از امام جعفر صادق رضی الله عنیه
 مرویست که زودترین خوابها در تعبیر خواب قبیله است و محمد بن سیرین می گویند که خواب روزانند خواب شب
 است و خواب زن بچرخ خواب مرد است و الله اعلم و نیز باید دانست که حضرت شیخ عبدالحق محدث دهلوی در
 صراط المستقیم شرح سفر السعادت میفرماید که آنچه صحیح شده درین باب آنست که خواب را عرض نکند مگر لیب
 عاقل و در بعضی روایات بعالم ناصح و در بعضی روایات بلیب صلیب و نیز آمده که اگر خوابت بیند تفضل کند
 در جانب دست چپ و گوید آن بکسی اینجانی از عرض خواب بر جا بل و دشمن مفهوم شد اما در خصوص منی

عرض آن بر زبان چیزی صحیح نشده و در تنزیه الشریعت آورده است که نمی کرده شد از نیکه بیان کند خواب
 را بر زبان و گفته که روایت کرده این حدیث را عقیل از عائشه رضی الله عنها و گفته که این بی اصل است
 و در میزان گفته که عبد الملک بن مهران حدیث کرده بحدیثی باطل که لا یقض الریاء علی الناس انتهی و در مجمع
 از عبد الرزاق از سعید بن عبد الرحمن نیز روایت کرده و از عائشه رضی الله عنها آورده است که زنی بود از اهل مدینه
 حاکمه که شوهر وی تجارت رفته بود آن زن و خواب دید که ستون خانه شکسته و پسری عور را نیده نزد عائشه
 رضی الله عنها آورد و خواب خود را عرض کرد فرمود اگر این خواب تو صادق است شوهر تو بمیرد و برای تو پسری
 فاجر پس نبش است آن زن و گریه می کرد پس آنحضرت صلی الله علیه و سلم فرمود بگذار یا عائشه چون تعبیر کنی دشما
 مسلمان را خواب او را تعبیر کنی بخیر زیرا که خواب موافق تعبیری آید پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که آن
 زن را خیر است انشاء الله تعالی می آید شوهر تو سلامت و می زانی پس نیکو کار و الله علم انتهی و صل صوفیه
 فرموده اند که خواب سه قسم است رحمانی و نفسانی و شیطانی زیرا که عالم مثال و خیال نزد ایشان دو قسم است
 خیال و مثال مطلق و خیال و مثال مقید اما مثال مطلق عالم مثال میر از مواد و جسمانیات است همان
 عالم مقدار است که اشراقیان بیان کرده اند و خیال مقید بعضی اوقات مطابق مثال مطلق است
 آیات مخالف با و هر شخص از اشخاص انسانی را یک طرف متصل است به عالم مثال و یک طرف مصروف
 لواحق و عوارض جسمانی است و خیال مقید بشاید با سوس است در شهر بدن گاه توجه سیر او در وقایع عالم
 حسی و تجسس اخبار است و در بدن و گاه متوجه عالم مثال مطلق می شود و از عجز عالم مثال مطلق اخذ معانی
 و اسرار می کند و گاه در ظلمت احکام کثیره چنان گم می شود که از مرجع اصلی خود باز نمی یابد و معلوم و معانی مقوله
 رجوع نمی نماید و پس اشخاص انسانی دو قسم اند یکی آنکه خواب ایشان قابل تعبیر نیست دوم آنکه خواب ایشان
 قابل تعبیر است قسم اول متقسم می شود به دو قسم یکی اهل حجاب که صفات نقشبیه و کدورت نفسانیه طرفیکه متصل
 به عالم مثال است و خیال شان مسدود گردانیده است بیداری این قوم عین خواب و خواب ایشان محض
 بطالت است دوم متوسطان اهل سلوک اند که آئینه دل ایشان مستقیماً قبول فیض معانی و اسرار عالم مثال
 مطلق شده است پس در حال نوم آنچه از عالم مثال عکس بر آئینه دل ایشان در عکس آن بر دماغ زند

و چون عکس ظاهر بصورت اصل است پس محتاج تعبیر نباشد قسمی که رویای ایشان محتاج تعبیر است
 نیز و قسمی که طائفه اند که با وجود کثرت تعلقات جسمانی اندک خواستش طریق مبادی نیز بدول ایشان
 منظور می کند مانند اکثر عوام مسلمانان و بعضی خواستهای این مردم قابل تعبیر است زیرا که در بعضی اوقات بواسطه
 کمی تعلقات جسمانی و فراغ از شواغل حسیه آئینه دل ایشان اندک صفائی می پذیرد و بعضی معانی از عالم غافل
 در روی عکس می گیرد و عکس آن عکس بر دماغ می زند و بواسطه اوصاف و سمیه اثر حدیث نفس آن متبرج می گردد
 و قوت مصوره آن یعنی متبرج را در کسوت خیال عرضه می دارد و امثال این رویا را معتبر کامل باید تا حدیث نفس
 را از معنی مجر و تمیز کند انگاه خبر بد قسم دوم طائفه کاملان اهل سلوک اند که اکثر تعلقات حسیه بر ریاضات
 بدنی و مجاهدات نفسانیه مجرد گشته اند در حال نوم بعضی ازان اسرار که در خواب در دل ایشان متوطن است بر دماغ
 میزند و قوت مصوره در کسوت خیال متعید عرضه می دارد و چون عکس مصوره اصل نیست لاجرم محتاج به تعبیر
 باشد اینست آنچه در کتب صوفیه در باب رویا سطور است و در باب ظهور اثر رویا در عالم شهادت نیز آنچه
 مشایخ فرموده اند اینست که تاخیر ظهور نتیجه رویا یا دلیل است بر خلوص تریه نفس صاحب و یا زیرا که اگر قوت
 عروج نفس در ادراک بحال رسد فرق حجب عالمها می عالیه بکند و در محل اعلی که خزانه علیم قدیم است مطالعه
 آن امر کند و شک نیست که آن امر بعد از اطلاع سالک از آن حضرت بهر حال از عوالم عالیه که نزول می کند یکست
 در آن عالم مکث می کند که اقال النبی صلی الله علیه و سلم ان الامر الالهی یبقی فی الجوه بعد مقارنقه بساواله دنیا ثلثه یومین
 پس البتة نتیجه رویای اهل کمال بعد از زمان طویل بعالم ظهور می آید مانند خواب یوسف علیه السلام که از آن
 روز که گفت یا ابتلح تا آن روز که یعقوب علیه السلام دیده پدیدار او روشن کرد و گفت هذا اولی رویای
 من قبل قد جعلها ربی حقا بنزوا اکثر مفسران چهل سال بود و سرعت ظهور اثر رویا دلیل است بر صحت حال نفس
 بنده که قوت عروج و ترقی بعالم علوی ندارد و تا حقائق کوان من مقدره را از لوح محفوظ اخذ تواند کرد و غایت قوی
 وی در حال اعراض از شواغل حسیه جو فلک است که بقدر صفائی نفس بعضی ازان را ادراک می کند از اینجا تا
 نتواند نمود و لاجرم بسبب قرب آن امر درک باین عالم اثر و نتیجه رویا و تاخیر نیست اینست آنچه مشایخ فرموده اند
 و مراد از محل اعلی تعیین ثمانی است که حقائق جمیع کائنات در وی تفصیل یافته است مراد از عوالم عالیه مراتب

ل

چنانچه

بنی

اسلام

کلیفین

الهیاتی

می مانند

چون بعد

شدن از

اسمان نیان

سسال

س

این تین

قواب

نرت

ابن ک

فیقین

کد بند

پدر د

لیات

عقول طبقات عالم مثال است که ظاهر آن افلاک است و مراد از نزول ظهور آن امر است در آن عقول و آن
 طبقات مثالیه و مراد از لوح محفوظ اجرام افلاک است خلاصه کلام اینکه چون نفوس اقویا بعد از اعراض انشغال
 حسیه با افلاک بالاتر از آن که عقول بوده باشد عروج می تواند کرد و بنا بر آن بعضی اوقات باقتضای اوضاع
 افلاک بعالم عالیتر ترقی کرده کائنات آینه را از ان عالم اخذ می کند و بسبب کثرت نمودن آن مرد در عالم اثر
 و نتیجه رویداد تاریخی را فزاید البتة و اما نفوس ضعیفا که قوت عروج با افلاک ندارند و محتاجی امور را از جواهر می کنند
 بنا بر آن اثر رویداد و عروجی ظاهری شود و قوله تعالی یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یرجع الیه فی یوم کان
 مقداره الف سنة مشعر این تنزلی است چنانچه از کتب تفاسیر ظاهری شود چنانچه بیضاوی و غیره
 این آیت می گوید که تدبیری که امر را از آسمان بسوی زمین می باریب سبب سما و یجوب ملائکه و غیره که آثار آنها
 نازل اند بسوی زمین باز می گردد بسوی او یعنی بر می آید بسوی او و ثابت می ماند موجود در عالم و در و
 که مقدار آن هزار سال خواهد بود و در مقداری از زمان تسلط و در مقصود ازین و ازین آن چیز است که
 میان تدبیر است و بعضی گفته اند که تدبیری که امر را با ظهار او در لوح پس نازل می شود و بدو فرشته باز می
 بسوی او در دنیا که آن مثل هزار سال است زیرا که سافت نزول و عروج او مثل هزار سال است و سافت
 با بین آسمان زمین پنجاه سال است و بعضی گفته اند که تدبیری که امر را تا قیام قیامت بعد از آن عروج می کند
 کل امر بسوی او در قیامت و بعضی گفته اند که تدبیری که امر را بر از طاعات که فرو داده اند از آسمان
 بسوی زمین بدو عروجی باز عروج نمی کند بسوی او و حالیکه خالص است همچنانکه پسندیده دست گرد
 مدت در او بسبب کمی مخلصین اعمال خالصه این کلام او است رحمه الله و جمیع این معانی را جمع اند بطور
 امر آبی و در عالم عالیتر ترتیب باز عروج آن امر بحق زیرا که چنانچه مبدء او است مرجع و معاود نیز او است بیان
 حقیقت این رجوع بغایت و قیتی است اگر چه فهمیدن است نه گفتنی ولیکن تقریبی بیان کرده خواهد شد
 انشاء الله تعالی و در انواریه شرح حکمت الاشراق است که چون مانع او را که نفوس محفوظه و برانچه مخلوقه
 حسیه است پس از تعلیل شواغل حسیه البتة آن نفوس کائنات در رک می شود و اما تعلیل شواغل حسیه یکی
 ازین اسباب واقع می شود و یکی از آن اسباب نجس است که بعضی اوقات باقتضای اوضاع فکلی آنچه در

ع

نفس

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

در افلاک متقوس است بعینه دیده می شود و تخیل تغییر و تبدیل نمی کند چنانچه از رویای صادق ظاهر میشود
 دوم قلت توجه نفس است تدبیر بدن در اصل فطرت مثل بعضی مجذوبان سوم کثرت میل و خواهش نفس
 است بعالم نور در اصل فطرت که عوائق بدنی مانع ادراک آن نقوش نمی شود مانند اکثر انبیا و بعضی از اولیا
 چهارم قلت اشتغال تدبیر بدن با کتبات و اشتغال آلات بدنی مانند مراضین و مجاهدین که بسبب ریاضات
 بسیار نفوس ایشان را با بدن توجه کمتری شود و تخم قلت اشتغال تدبیر بدن با کتبات و اشتغال آلات
 مثل کاهنان که بعضی اعمال خیال از تخیلات حسیه فارغ می شود و نفوس ناطقه مستغرقه امور غیبیه می شود
 ششم فساد آلات بدنی چنانچه بعضی بیماران را می شود که بواسطه شدت وجع علائق بدنیه تعلیل
 می پذیرد و نفوس ناطقه بعالم نور متوجه می شود و تخم کثرت اشتغال بعالم الکی که موجب تعلیل شواعل حسیه
 است انتهى وصل بدانکه فرق میان واقع و خواب اینست که هر که در مجاهدات و ریاضات نفس تصفیه
 دل شروع کند او را بر ملک ملکوت عبور و سلوک پیدا آید و در هر مقام مناسب حال و وقایع کشف کنند
 گاه بود که در صورت خوابی صالح باشد و گاه بود که واقع غیبی بود و فرق میان خواب و واقع غیبی میان
 این طائفه از دو وجه است یکی از وجه صورت دوم از وجه معنی اما از راه صورت پس واقع باشد که میان
 خواب و بیداری بیدار بیداری بیند و اما از راه معنی پس واقع باشد که از حجاب خیال بیرون دیده باشد
 غیبی صرف شده چنانکه روح در مقام تجرد از محو صفات بشری مدرک آن می شود و این واقع و حقایق مطلق
 باشد و گاه باشد که نظرح مؤید بنور الهیه و این واقع ربانی صرف بود که المؤمن بنظر بنور الهیه خواب آن
 باشد که حواس از کار افتاده باشد و خیال بر کار آمده و غلبات مغلوبی حواس چیزی در نظر خیال آید و آن
 بر دو نوع است یکی اصفاط احلام و آن خوابی باشد که نفس بواسطه تخیال ادراک از سوادس شیطان
 و هوا حس نفسانی که از بقا و نفس و شیطان باشد و خیال آنرا نقشیندی مناسب آن کند و در نظر نفس
 آن روان را تعبیری نیاشد آن خوابهای آشفته پریشان بود از ان پناه خسته تن واجب بود که بی حکایت
 نباید کرد و دوم خواب نیک است که رویا صالح گویند و خواب عالم صلی الله علیه و سلم فرمود که یک جزو است
 از سهل و دشوار جزو نبوت است بعضی آنرا تعبیر کرده اند که مدت ایام نبوت خواب عالم صلی الله علیه و سلم

الحسن بن علی بن ابی طالب

بست سه سال بود از آنجمله ابتدا شش ماه و بی خوابی آمد پس خواب صالح بدین حساب یک جزء از پنجاه و شش
جزء انبوت باشد و بسیاری از انبیاء علیهم السلام بوده اند که بی ایشان جمله خواب بوده است و گاهی در بیداری چنانکه
حضرت ابراهیم راصلوات الله علیه در خواب می آمد که فرزند را بخش گفت ای آری فی المنام می آید بخت و ولین آنکه
و بی بود که فرزندی گفت یا ایت اقل یا تو مرگن یا بی ترا می فرماید حضرت صلی الله علیه سلم می فرماید که نوم الانبیاء و بی در
بیداری بد و بی آمدند از لیه من الطیر فصررت الیک و خواب صالح بر سه نوع است یکی آنکه هر چه بیند تاویل و تعبیر
حاجت نیفتد همچنانکه دیده باشد بعینه ظاهر شود چنانکه خواب همترا ابراهیم علیه الصلوٰه و السلام صریح بود و دوم آنکه
تاویل محتاج بود چنانکه خواب همترا یوسف علیه السلام می آید از آنکه در خواب می بیند که برادر و پدر و مادر و اسب و بعینه ظاهر شد تاویل حاجت نیامد
که و خرد و اسب و اسوم آنکه محتاج تاویل نباشد تمام چنانکه خواب ملک مصر بود که می آید از بیع بقرات سمان الطیور
بیع عجات جمله محتاج تاویل بود و چنانکه خواب زندانیان بود که جمله محتاج بود تاویل یا بیاضی لحن اما احد کما فی سقی بر
خرام و اما الاخر فی صلب فاکل الطیر من اسه و بحقیقت رویای صالحه مطلقا آنست که آن تاویل است باشد و اگر
آن ظاهر گردد که این خواب هم کافرا افتد هم مومن را چنانکه ملک مصر و زندانیان را افتاد و این از آن نفس است
بتائید نور روح می تائید نور آسمانی فاما آنچه مؤید بود بنور آسمانی چیز مومن یا یابی را نباشد تاویل یا صالحه بود و یک
از نبوت باشد و کافرا بیچ جزء باشد از نبوت و تائید این معنی آنست که خواجه عالم صلی الله علیه سلم فرمود لم یبین
النبوة الا بمبشرات التي يراها المؤمن او يرى للمعنى ان نبوت هیچ مانند گر آن نباشد که مومن در خواب واقعه بیند
یا از روی حجاب بیند پس عالم بمبشرات مومن کرد یعنی کافرا نباشد زیرا که جوئی از نبوت است و کافرا بیچ جزء
از نبوت نباشد پس این ضعیف رویا را برد و نوع می نهد رویا صالحه و رویا صادق رویای صالحه آنست که
مومن یا یابی بیند و راست خواند یا تاویل را راست دارد اما آن از نائش می بود و رویا صادق نیست
یا تاویل را راست خواند یا تاویل را راست دارد و همچنین آنکه باز خواند باشد که بعینه باز آید اما آن از نائش می بود
این کافرا و مومن را باشد و همچنین آنکه نیز بر روی می نهد یکی آنکه محتمل است که آن نوع رویا نبیند فلاسف
با همه دیگر بیدنیان بود از کثرت ریاضت و ترک لذت نفس و تصفیه دل و تجلیه روح تا وقت باشد که ایشان را

۴۰۰

روزنامه تجلی

۱۳۰۰

مجلس شورای اسلامی

پیشکاران و تہذیب

مجلس

۱۰۰

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

۱۳۸۵

المعنى

جیو انڈیا

۹۹
مؤلفان

...

10/10/10

و حیوانی و سبعی و شیطانی و ملکی و دلی و روحی و روحانی تا اگر صفات ذمیه نفسانی بر و غالب بود از حق و حسد
 و شره و بخل و کبر و غضب و شهوت غیر آن هر یک در صورت حیوانی که آن صفت بر وی غالب بود نقش بند
 کند چنانکه صفت برض در صورت موش و مار بنماید و اگر صفت شره غالب بود در صورت خوک و خرس بنماید و اگر
 صفت حق و عداوت غالب بود در صورت مار بنماید و اگر صفت بسی غالب بود در صورت گوسفند بنماید و اگر صفت
 کبر غالب بود در صورت پلنگ بنماید و اگر صفت غضب غالب بود در صورت یوز بنماید و اگر صفت شهوت غالب
 بود در صورت دراز گوش بنماید و اگر صفت سبغ غالب بود در صورت از هر نوع سباع در نظر آید و اگر صفت
 شیطانی غالب بود در صورت شیاطین مرده و غیلمان در نظر آید و اگر صفت کینه و خدرو حیلہ غالب بود در صورت
 روباه و خرگوش و در نظر آید و اگر اینها را سحر و قلوب بیند داند که برین صفات قادر و غالب است و اگر
 اینها را بیند که بر و قهری کند داند که ازین صفات می گذرد و خلاص می یابد و اگر قدرت اینها بیند که تغییر
 می کند و مبدل می شود و بصورت های دیگر داند که تبدیل این صفات دست می دهد و اگر بیند که با اینها در مقام
 و محاسن است داند که در سعادت و سعادت است فاضل نشود و از زخم ایشان ایمن و عاقل نباشد و اگر
 آنها را روان صافی بیند چشمها و غیره با و دریا با و سبز با و خوش و در ضرها و بستانها و قصرها و آگینها
 و جواهر نفیس و گوهر شریف و ماه و ستاره و آسمان صافی این جمله صورت مقامات و صفات دلی است و اگر روان
 بی نهایت بلند آسمان و عالمها را مانند آبی و طیران و معارج بر آسمان و طی زمین و رفعت برین و او عالم
 بی رنگی و بی چونی و کشف معانی و علوم لدنی و ادراکات بی الوان بی آلات و تجرد از جسمانی و محال و حاکم
 آن جمله از صفات روحانی است نماینده های روح و اگر مطالعه ملکوت و مشاهده ملائکه و ملائکه و عرض نبشت
 و دروزخ و افلاک و عرش و ملکوت اشیا و کرسی در نظر آید در سلوک صفات ملکی است و حصول صفات حمید
 و اگر شهادت انوار غیب لغیب افتد و مکتشفات الوهیت و الهامات و اشارات و کلمات تجلیهای صفات
 ربوبیت در مقام فنا و بقا و حصول و تخلق با خلاق حتی است از هر نوع احوال و قائل شمه نموده آید باقی ازین قیاس
 می کند و مفاکمه آنکه و قائل دلی و روحی ملکی نیک با ذوق باشد و نفس از ان شربی و روحی و شوقی و قوتی
 پدید آید بدان ذوق و شوق انس از خلق و مالوت طبع و مستلذات نفسانی و مستهبات حیوانی و جسمانی طلب کند

و باغیبات و کاشفات روحانی و مشاهدات انوار غیبی و معانی و اسرار لطائف حقایق حضرت انس پدید
 آید و بکلی متوجه عالم طلب شود و مشرب او عالم غیب گردد و در وقت علم کل اناس مشربیم و تحقیق اطفال طریقت او بدین
 جزیه شیر و قانع غیبی نتوان برورد و غذا ابرجان طلب از صورت و معنی و قانع تواند بود و چنانکه شخصی در خدمت
 خواجہ یوسف سہدانی رحمۃ اللہ علیہ سے گفت تعجب کہ امروز در خدمت شیخ احمد غزالی بودم و بر سفرہ صحاب
 طعام می خوردیم درین میانہ جولے ساعتی از خود غائب شد چون با خود بیاب گفت این ساعت پیغامبر را دیدم
 کہ آمدہ بود و لقمہ در دہان من نہاد و خواجہ امام یوسف فرمود ملک خیالات تربی بہا اطفال الطریقت گفت این
 ترا نشنا باشد کہ اطفال طریقت ابدان پرورند فائدہ سوم آنکہ بعضی مقامات این اہمردان تبصرت قانع غیبی
 عبور نتوان کرد و درین علم در احتیاج پیغمبر و شیخ از بہر این سرست کہ تا سالک سیر در وجود خود کند و سلوک او در حق
 نفس دل بود ممکن است کہ بر پیغمبر حاجت نیفتد و لیکن چون بسر در روحانیت رسانند بخودی خود از ان مقام
 در نتوانند گذشت از بہر آن ہر کہ تصرف از سالک بر خیزد و ہستی دیگر پیدا آید و او را بعد از این اہم نیستی است
 و نیستی تبصرت غیر تواند بود پس وقائع از فیض لایت شیخ آیند از حضرت نبوت یا از تجلیات صفات
 خداوندی فنا بخش بود و انفا حقیقی حاصل نشود و بقای حقیقی کہ مطلب مقصود آنست زید انتہی تنہی
 در بیان موت بدانکہ موت بمعنی مرگ است و میت بالفتح مرده و پچنین میت بالفتح و کسر بیاض مشد
 و بعضی گفته اند کہ میت بسکون یا آنکہ مرده باشد و میت بتشدید یا آنکہ زود یک بدون باشد کہ فی المتخب موتی
 بالفتح و مای فوقانی مفتوح مرگان از کنز و این جمع میت است کہ ذاتی الفیات و موت الہم مرگ و بالفتح
 چیزی کہ روح نہاشد باشد و نیستی کہ مالک نہاشد باشد کہ فی المتخب امات بالکسر مای فوقانی میرانند
 و کشتن کسی را کہ ذاتی المتخب موت عبارت است از خود حرارت غریبی کہ سبب زندگی است در دوزخ یا
 قال اللہ عزوجل الذی خلق الموت و الحیوة لیسألوکم اکیم احسن عملا و هو الفرز الفقور یعنی حق تعالی آن باشنا
 صاحب قدرت است کہ موت و زندگی را آفرید تا شما بسبب زندگی بر کار ہائے اختیاری قدرت یا بسبب
 موت آثار نیک آن کار ہا صادر شود پس چنین باید فہمید کہ زندگی گویا بیخ و بسبب پیدایش و زخمت کار
 است و موت بار آوردن آن زخمت و بسبب ظهور آثار آن کار و این تدبیر عجیب و غریب بہر آنست کہ امتحان

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

کند حق تعالی شمارا که کدام از شما بهتر و نیکوتر است و کار کردن و بسبب تفاوت درجات عمل نیک و بسبب
 تفاوت درجات حسن عمل مراتب تشبیه شما با خالق خود تفاوت پذیرد و هر قدر حسن عمل زیاده شود ظهور برکت الهی
 در شما زیاده شود پس این تدبیر تحمیل برکت اکاشیت فرمود تا محصول آن تحمیل باعث آبادی عالمی گردد که او را
 عالم آخرت نامند و این تدبیر بلا تشبیه مثل تدبیر صاحب خزائن است که می خواهد خزانه خود را برابر امانت یا
 تجارت افزون کند و رنگی دیگر بر آرد و فرق نیست که صاحب حسنه اند درین تدبیر امانت خواهانند و محتاج بغیر
 خود می شود و او تعالی بعضی مخلوقات خود را با بعضی دیگر ترکیب داده به استقامت بغیر خود این نقش بسته و مانند
 باوصف آن که در بستن این نقش بندگان ذوی الاقدار و الاختیار را تو سید فرموده است و بطور آنگاه که
 چنانچه در حدیث قدسی فرموده است تا هی اعلی کلم احصی علیکم هرگز در غلبه و عت و تصور راه نیافته زیرا که زمام
 هر چیز بلکه زمام اقتدار و اختیار این سلطان را نیز در قبضه قدرت خود دارد و او است صاحب عت که هرگز مانند
 آن عت و غیر او متصور نمی تواند شد و اگر این عزت او نمی بود این مخلوق از خلق خود ساخته است در تصرف
 مختار فرموده برافزانی و نامرضی خود مواخذ و عقاب نمی توانست کرد چنانچه باو شایان و نیاز چون کسی را
 بجای خود نصب می کنند و مختاری سازند باز او این منصب اعزل نمی تواند کرد و مواخذ و عقاب
 بر نامرضیات خود نمی تواند نمود و با این همه که عت و غلبه که دارد و صفت دیگر هم دارد و آن اینکه پرده پوش
 و آمرزنده است از تقصیرات این بندگان مختار خود می گذرد و عجلت در مواخذ نمی فرماید تا آنکه ترو عت و آفتاب
 ثابت شود و جای آمرزش و مغفرت بمقتضای حکمت نامدانی ماند و ریخا و سوال جواب طلب اول آنکه
 موت را بر حیات چه مقدم فرموده اند حال آنکه موت بعد از حیات است جوابش آنکه سبب نیک کردن عمل
 در حقیقت موت است و منظور درین معامله امتحان حسن عمل است نه طلب بر اصل عمل پس موت بمنزله مقصود
 است و حیات بمنزله وسیله و مقاصد را تقدم بر تبتی است بر وسائل اگر و سائل را تقدم زمانی است بر مقاصد
 جواب دوم آنکه موت در عالم ملک فی اتی است حیات عرضی است و ذاتی مقدم بر عرضی است جواب سوم آنکه
 تقدیم موت از ان جهت فرموده اند که موت پیش نظر هر آدمی باشد و هیچ گاه از ان غفلت نکند چنانچه در حدیث
 وارد است که بسیار کنید فکر بادم اللذات یعنی موت را و نیز وارد است که بدترین بنده بنده است که فراموش

این جمله را در کتابی که در کتابخانه دار است

کرد و مقابر و بلارا و از حضرت ابن عباس مرویست که مراد از موت موت دنیوی است و از حیات حیات
 اخروی و موت دنیوی را بر حیات اخروی تقدم زمانیت و از دیگر مفسرین منقول است که مراد از موت
 حالت نطفگی است و از حیات حیات دنیوی و حالت نطفگی پیش از حیات است و برین تفسیر است
 البیبلو کم اکلم احسن عملا باین وضع تقریر باید کرد که چون شمار اول مرده ساخت باز زنده کرد پس شمار ای باید
 که بداند که بعد از هر موت حیات است که با اعمال خیر در آن حیات منتفع خواهد شد و با اعمال بد ضرر باین
 دستن در تحسین اعمال خود کوشش کند و از تقبیح اعمال خود احتراز نماید سوال دوم آنکه پیرا کردن
 موت چه معنی دارد زیرا که موت نام زوال حیات است و زوال هر چیز عدم آن چیز است مخلوق نیست پیدا
 کردن آن چیز در حصول زوال کفایت می کند و البش آنکه موت و حیات با هم عدم و ملکه اند زیرا که حیات
 عبارت از حسن حرکت را دیه است اگر چه آن حرکت ارادی با اضطرار باشد مثل نفس موت عبارت از
 عدم حسن حرکت ارادی است از آنچه قابل حسن و حرکت بود و لهذا سنگ چوب را نتوان گفت که میت
 و مرده است و عدم بلکه عدم نیست بلکه شائبه از وجود دارد و ازین است که بعضی قابل صورت نمی گیرند چون
 او را شائبه از وجود حاصل شد قابل پیدایش گشت مثل حیات جواب دیگر آنکه از حضرت ابن عباس منقول
 است که مراد از خلقت موت و حیات خلقت صورت متالیه این هر دو است زیرا که موت را در عالم مثال بصورت
 گو سفند نر خال را که خالها سفید و سیاه دارد آفریده اند که چون بر چیزی بگذرد و بپوشد آن دو شام آن
 چیز میرسد می رود و حیات را بصورت ماده اسپا بلق آفریده اند که چون بر چیزی می گذرد و بپوشد آن دو شام آن
 چیزی رسد زنده می شود و ازین است که در حدیث صحیح وارد شده که روز قیامت بعد از داخل شدن مردم
 در بهشت و نوزخ موت را بصورت گو سفند نر آفروده و فرج خواهند کرد تا دوزخیان را غم نرغم افزاید و بهشتیان
 را سرور بر سرور و نیز در قصه سامری واقع است که حضرت جبرئیل علیه السلام را بر قرس بلق سوار دیده بود و از نزد
 سم آن اسپ خاک می برداشته همراه خود داشت که دو ساله از آنداخته طلسم ساخت و او را معبود قرار داد و آتش
 اکتافی تفسیر فتح الغریب و وصل حکما ایمانی و علمای باقی موت را دو قسم فرموده اند یکی موت اضطراری دوم
 موت اختیاری اضطراری آنکه هنگام اجل سرور و بر هر صورت شخصی انسان ملک الموت موجود می شود

و قبض روح هر فرد از افراد انسان بزوری کنند صاحب علیین اعلیین صاحب سحین السحین می سپارند
تقول تعالی اذ جاء صلبهم لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون فی تحقیق روح حیوانی و روشکر کالبد انسانی
است چون بدن انسان از آن توری نور می گردد انسان مرده و بدنش نفس بشال سهیم خشک با تصویر کاغذی
یا جامدی می شود و مروت اختیاری آن موت است و در زندگی دنیا قتل جهاد اکبر اعلی است بهوت اختیاری
می فرمایند و بمصدق اعظمی هر دو ک نفسک التبی بین جنبیک نفس اماره شهوانی خلوت گزین درونی هر فرد
انسان و دشمن قوی دین و ایمان است قتل آن نفس اماره بسور اجهاد اکبری گویند و آن قاتل را شهید بخوانند

مولانا میسراید قدر جفا عن جهاد الاصفی این زمان اندر جهاد اکبریم
و بخلاف خواهش نفس اماره کار فراموش شدن عین سعادت و این است و مقتول و قتل جهاد صغری و کبری را شنیده نمی نامند در روح البیان است که هرگاه قتل کرد انسان نفس خود را در جهاد اکبر که آن جهاد نفس است روزی خواهد کرد و او را حق تعالی حکم شهادت و شهید صغیر و کبیر را حق تعالی شرافت بجات ابدی بدریغ کلام شریف خویش مشرف فرمود و بقوله ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله و اما ابل ایها عند ربهم برزقون فرحین صاحب تاویلات تخریج و تفسیر این آیت می فرماید که نپذیرید آن را که کشته شد از اهل جهاد اکبر بشیر حلال حق در راه حق مرده خواص مومنین بقوله موتوا قبل ان تموتوا بموت اختیاری و آدای خویش جان داده کشته محبت گردیده فانی شده و باکی از موت خطاری نمی دارند و تیره پیر و ملایک الموت آنان را بتمنای قهای باری بموت خطاری نقل از داری باری ساخته بجزار رحمت حق میبوستند آنچه قهای باری بدون موت ضروری غیر ممکن الوقوع است مومنین را از روی حیات ایمانی لازم و ضروری است که قبول است اختیاری نموده از صدمه موت خطاری نجات از حصول پیدار از دست بجان کایا پ شوند

هرگز نمیرد و گند و لاش زنده است بهشت
ثبت است بر چیده که عالم دوام ما

حضرت فضیل بن عیاض می فرماید که هر که خواهد در راه آخرت قدم نهاده که چاره گویند مرگ بر خود قبول کند مرگ
سفید و سرخ و سیاه و سبز مرگ سفید گرسنگی است و مرگ سرخ مخالفت کردن با شیطان است مرگ سیاه بخت
مردمان مرگ سبز واقعاتی که از هر جنس بر روی اقله بچندین است و در منهج العابدین است و در نهج است

۱۳ شادمان
 داده می شود
 ردی
 خویش
 بدو کار
 نزدیک
 بکنز خود
 در راه
 را که شیشه
 کن کنند
 موم گان
 سلف و
 پهلوی
 کرسیان
 نقش
 دشمن
 دشمن
 و
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹

که حضرت حاتم هم فرمود هر که درین طریق درآید باید که چارموت بر خود گیرد موت ابیض که آن گرسنگی است و موت اسود
 که آن صبر کردن است برای ای مردم و موت احمر که مخالفت نفس است و موت اخضر که آن پایداری بر همه دوختن است
 برای پوشش ملاعبه لغو و لاری درین مقام حاشیه نوشته که تعبیر از ترک مراد نفس است که کند و موت اچهار
 قسم ساخته اند ابیض و اسود و احمر و اخضر بدانکه گرسنگی را موت ابیض گویند بنا بر آنکه از لوازم آنست بیاض و
 نورانیت قوت مد که وسعت ادراک و صبر بر این خلق را موت اسود گویند بنا بر آنکه از لوازم وی غم است لازم
 غم است ظلمت تاریکی نفس و ظلمت سواد است بحسب زنایش بعضی را اسود گویند بنا بر آنکه صاحب صبر و در بعضی
 اوقات خود را تنگ دل نمی یابد بلکه تسلند می یابد و التذاده و عدم مایل وی بنا بر آنست که قطع نسبت فعل از غیر
 کرده آن فعل را محبوب و فاعل حقیقی مستند میدار و پس درین مقام افعال فانی شده و فعل محبوب بلکه نفس
 این شخص و سایر نفوس فانی شده اند و ذات محبوب باینکه اندیشه وی از غیر حق سجا فانی و معدوم است
 و فنا و معدوم ظلمت است و ظلمت سواد چنانکه گذشت و بخالفت نفس بمنزله کشتن می امر است و کشتن را لازم
 است حمت خون و پوشیدن مرقات را موت اخضر گویند بنا بر آنکه مرقع بواسطه اشتغال بر مرقع بریده شده ماند که
 در وی نباتات و شکوفه با بود برین تقدیر تسمیه وی با خضر باعتبار خضره صبی بود و بعضی گویند که وی را اخضر بر
 آن گویند که صاحب مرقع عیش و زندگانی وی سیری و خوشحالی است از دو وجه یکی خوشحالی قناعت دیگر رضایت
 و تازگی حال وی که از خیال محبوب حقیقی وی را حاصل شده است و تحمل محبوب مستغنی گشته از تحمل عارضی و برین
 تقدیر تسمیه وی با خضر باعتبار خضره مجازی و معنوی بود اشتی و وصل بدانکه هر آدمی را بعد از موت که گویا نموده
 غروب آفتاب زندگی است سه حالت رومی و هامل حالت که بجهت جدا شدن روح از بدن خواهد شد که یکی کلیه
 از حیات سابقه و الفت تعلق بدن و دیگر معروفان از انبای جنس خود باقی است و آن وقت گویا برنج است
 و میان زندگانی دنیا و استغراق عالم قریب چیزی ازین طرف و چیزی از آن طرف دارد و بصیبه مثال وقت بیکجا
 شفق است هنوز تصرفات مخلوقات و آمد و شد آنها منقطع نگردد و جان داران همه بیدار و حواس و متحرک
 و در قیای اعمال روز مشغول و این حالت حالت انکشان و جزایر بنی از نیکیها و بدیهاست و در زندگان
 بر دوگان درین حالت و در تیرسد و دوگان منتظر طوق مدد ازین طرف می باشند و چنان گمان می برند که هنوز زنده

ولما در حدیث شریف در احوال قبر وارد است که مرد مسلمان در اینجا می گوید و معنی آستی یعنی بگذارد مرا تا نماز بخوانم
 و نیز وارد است که مرده در آن حالت مانده غریبی است که انتظار فریاد رسی می برد و صدقات و اعیه و قنات
 درین وقت بسیار بکار آید و ازین است که طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چهل بعد موت
 درین نوع امداد کوشش تمام می نمایند و روح مرده نیز در قرب موت و خواب و عالم تشبیل ملاقات و زندگان میکند
 وانی از همین خود را اظهار می نماید و دوم حالتی است که بعد از انقطاع تعلق و زندگانی دنیا با کلیه رویدادها مستغنی
 عظیم و مشاهدات کیفیات کسوف و خورشید و بادی و احوال می گردد و قوس مد که و تصرف او ازین عالم
 گسسته شده و آن طرف متوجه می گردد و چون حرکت معنوی او ازین جهان مطلقا بیکاری شود و این حالت
 مثال تاریکی شب است که بعد از زوال شفق هجوم می کند و مردم را خواب و تعطل جو اس و حرکات لاحق میگردد
 و از مالوفات و کسوبات روز غافل می شود و آن مالوفات و کسوبات از ظاهریدن انتقال کرده باطن
 بدن جمع می شوند و روح آنها را در صورتهاست رنگارنگ مطالعه می نماید و متلذذ و متامل می گردد و این حالت
 عوام و روگان است و بعضی از خواص اولیاء الله را که که جارتکمیل ارشاد نبی نوع خود گردانیده اند درین حالت
 هم تصرف و دنیا داده و استغراق آنها بهت کمال و وسعت مدارک آنها مانع توجه باین سمت نمی گردد و او بسیار
 تحصیل کمالات باطنی از آنها می نمایند و در باب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنها می طلبند و می یابند
 و زبان حال آنها در آن وقت هم مترنم باین مقالات مستمع من آیم بجان گرفتو آئی به تن
 سوم حالتی که بعد از حشر و نشر ظهور خواهد کرد مانند ایام بیض که حجاب تاریکی او و کرده نیک باین راه
 با انواع اظهار جلوه خواهند نمود و هر کس در نافع و مضار و دوست و دشمن و زهر و ترياق اقتیاز خواهد کرد و در همین
 حالت دست و پا و ادن نامهای اعمال ظهور عمل نیک به بصورتهاست گوناگون و وزن اعمال حساب نیک و بدی
 و دیگر ذلالت بسیار و منتهاست این حالت زندگانی دیگر است که اتم و اکمل از زندگانی این جهان است مثالی بر آن
 انو نیست که در عرض قسم آورده شود بلکه آن زندگانی از قبیل حالات تحفه مستبد له هم نیست تا در تمام بیان آن
 حالات آورده شود و الله اعلم و علامه حکم و صلی الله علیه و آله تعبیر و اقصی مرتبه عالی است بعضی بعد از اینها باشد که بظواهر خود
 باید گذاشت و محتاج تعبیر نباشد بهیچ در و لائل النبوة از ابن عباس روایت کند که در روز قتل امام حسین

سبب است و این بر دو قسم بود یکی معاصی دیگر اخلاق چون کبر و حسد و قتل و غیره و آنچه بدان نام نیست صفت
 این اوصاف را از خود دفع توان کرد چنانکه توجه به محبت را که معاصی از اوصاف ظاهر است اخلاق از
 اوصاف باطن و هم عزیزی عرض کرد که یا حضرت نفس را کسی ندیده است فرمودند که او شیخ ابوعلی سبل نقل
 است که گفت من نفس را بصورت خود دیده ام که مویش گرفته بر منتهی چشم و قصد پاک روی کردم گفت یا ابلی
 خود را در میان کس لشکر خدایم تو را کم نتوانی کرد و از خواب علی محمد نوری نقل است که گفت آن نفس بصورت
 روباه و پیران گله ای من برآمد و چشم که این نفس است و وزیر یا انگندم و کد مال می کردم او بزرگ تر و قوی تر می شد
 گفتم همه چیز بر تو من و پنج ملک می شود و تو پادشاهی شوی گفت او آنچه آفرینش من را کرده است آنچه پنج و دیگران
 است راحت من است و شیخ ابوالقاسم که کافی می گویند گفت من را بصورت مویشی دیده ام گفتم تو کیستی گفت
 من ملک غافلان ام و نجات و ستان ام اگر من با ایشان نباشم که وجود من آفت است ایشان پاک خود
 مغرور شوند و با فعال خود موجب شد غرض این جمله حکایات دلیل است بر این که نفس عینی است و صفت
 ویران اوصاف ویرانی می بین شناخت او را می یافت بدست توان آورد این باور و شواهد بر فضل تعالی
 حق و سایر دولت بیشتر کسی نمی تواند کرد بعد از این مصرع خاتم صریح نفس تمام احوال و هم امور است
 از احوال یعنی دور بین است و امور یعنی یک چشم و آن چشم ظاهر است نه چشم باطن که آن را بصیرت گویند
 بر هر کس ماده جمیع شهود و فساد نفس است پس فقط و ادراک حقیقه احوال و احوال بیان بعضی از اوصاف
 نفس با آنکه صفت و صفات و سیمه و نشانه اخلاق سیمه در وجود آدمی نفس است چنان که صفت صفات تمیید و
 نشانه اخلاق صفت روح است و از صفات و سیمه و اخلاق سیمه نفس کی وجودیت هو است نفس همیشه خرابان
 بود که برشته است و لذات حسی اقام نماید و در ادوات طبیعت و کثرت و زهد و کرم و طاعت و انقیاد و مهارت
 بر بند و خدا را و معبودیت شرک یک گیر و چنانکه نفس کلام مجید بیان مطلق است از آنست من انقذ الله من
 و این صفت نفس بخیر و الا بر بدیعت است آنی و دیگر صفت نفاق است و اکثر احوال ظاهر نفس یا باطنش موافق
 نبود و غیبت بر خلاف آن بود و این صفت از نفس بر شریف و الی و جو و صفت صدق و دیگر صفت ریاست پیوسته
 نفس در جهان بود که خود را در ظاهر و در باطن می بیند و اگر چه در یک حق است و در یک باطل بود

سبب است
این اوصاف
اوصاف باطن
است که گفت
خود را در میان
رو براه
گفتم همه چیز
است راحت من
من ملک غافلان
مغرور شوند
ویران اوصاف
حق و سایر
از احوال یعنی
بر هر کس ماده
نفس با آنکه
نشانه اخلاق
بود که برشته
بر بند و خدا
و این صفت
نبود و غیبت
نفس در جهان

مخصوص و نفس و اطباء نفوس یعنی انبیاء و اولیا و متابعان ایشان هر یک را علایج مخصوص کرده و صفات
 ذمیه نفس بیشتر از آن است که بتقریر و تحریر و آینه این صفت که امیات صفات اند و صفات دیگر اکثر آن متفرع
 مسطور گشت و اصول و فروع صفات نفسانی جمله بر اصول خلقت نفس اعنی طبائع اربع حرارت برودت
 و رطوبت و یویست متفرع اند هر که بپ تحقیق و تدقیق آن را با اجزای نفسانه بر صفت تخصیص معلوم کند و اصل در
 انکه داشت و علاج نفس معرفت آن بد آنکه نفس در اصل فرایند بدی است چنانچه در قرآن مجید قول حضرت
 یوسف علیه السلام است که و یا بری نفسی ان نفس الامارة بالسوء هرگاه که پیغمبران از نفس خود چنین خبر
 دهند و گیرند که اگر از نفس الهی باشد پس از اخلاق نفس ست صفات ذمیه یعنی بخل و کبر و عجب و ریاضت
 و تیز چششی و حرص طعام و حرص سخن و دوستی مال و دوستی جاه و علاج این مرضها جز بخلاف نفس نیست مثلاً
 اگر نفس را خوش آید خوردن فاقه برود و نه آن خوردنی را بکشد و دیگر دگر لباس لطیف خوش آید آن را بکشد
 و دیگر بد و خود مختار شود و اگر گفتارش خوش آید خاموشی اختیار کند و اگر خاموشی خوش آید بگفتار آید و اگر
 بیداری خوش آید بخسب و اگر خوابش خوش آید بیدار شود و همچنین بسیار است هر و را باید که راه های نفس
 بشناسد هر طرفه که او میل کند از آن طرف باز آید و بر خلاف آن کند و لفظاً نفس مشترک است میان حانی بسیار
 یکی نیست که نفس سبی است مرعنی جامع را از قوت غضب و شهوت و غیره و در میان صوفیاء از همین معنی مراد
 می کنند و بد آنکه نفس صلی خواسته که آن جامع است جمیع صفات مذمومه را پس آدمی را چاره نیست از مجاهده
 نفس و کار را از گردن باوی و شکستن او ازین سبب است که مجاهده را علت مشاهده می گویند تا میسر بگردد
 بهو ابتلاست دلیل است که راه حق نیافته همواره در آن باید که کشید که هوای نفس پست شود و راه حق
 هموار گردد و ازین اشارت است که پیغمبر فرمود اعدی عدو ک نفسک التي بین جنبدیک اول چیزی که بر بند
 بعد معرفت حق واجب است آنست که نفس را بشناسد و از آفاتش خبردار شود و ریاضت نفس معلوم نماید
 و معرفت آنست که بهریدی که میل پیدا آید آن را از نفس اند و از آن طرف باز آید و هرگز غلبت نفس
 سوای طوط شرف و نواهد بود و در قاق این معنی امام حجة الاسلام مکتبه فرونگه داشته اند در کتب ایشان
 باید دید پس اول فتای نفس در شریعت است بعد در طریقت و تحقیقت و اخلاق نفس است حسب دنیا

ع

رب

بجی

در

در

در

بجی

رب

بجی

در

در

در

در

بجی

در

بجی

در

در

در

در

در

در

در

خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ
بخل و حسد و کبر و یا لکینہ
یا تو گویم یاد گیرش ای عزیز
ہر کرانہ جو دیر این صلح
آن یکے از شتم مادر ابکشت
یا دناوردی تو حق مادری
گفت کار کرد کان عار ویت
گفت پس ہر روز مرے را کشم
نفس تبت آن مادر بد خاصیت
ہروی قصد عزیز می مے کنی
نفس کشتی باز رستی را اعتذار

وہ چیز برون کن ز درون سینہ
و دیگرے گوید ۛ
خنجر خاموشی و شمشیر جمع
نفس او ہرگز نہ آید بر صلح
ہم بزم خنجر و ہم زخم مشت
ہی چرا کشتی و را اہی زشت خو
کشمش کان خاک ستار ویت
کشم اورا رستم ز خونہای خلق
کہ فساد و ست در ہر ناحیت
از وی این دنیا می خوش ترست تنگ
کس ترا دشمن نماند در دیار

حرص و امل و غضب و غی و غلبت
نفس نتوان کشت الا با سہ چیز
نیزہ تنہائے و ترک ہجوم
و در شوقی مولانا و مہست ۛ
پس کی گفتش کہ از بد گوہری
می نگوئے سے چہ کرد آخر تو
گفت آن کس را بکشت ای شتم
نام او بر ہم پاست از نامی خلق
ہین بکشت اورا کہ بہر آن دنی
از پی او با حق و با خلق جنگ
او کشتن مادر اینا مراد کشتن

نفس است کلام الجنائث است و در کشف المحجوب است که ذوالنون مصری گفت که یکی را دیدم که در میوه های پرد
گفتم این در چه چیزی یافتی گفت قدم بر میوه ها نهادم تا در میوه ها شدم و هم درین کتاب است که هر که با میوه آشنا بود از
خدا جدا بود و هر که از میوه ابریده باشد با خدا آرمیده باشد بلکه حق تعالی از خلق طلب می کند فرمان برداری و
تسخیراتی خود و نفس کافری خواهد که خلق همه تا بعد از او تسخیران من باشد حالا که این صفت حق است صفت
بنده نمی بینی که فرعون خود را کسی دید و این صفات محبوبیت و خرد و تقوی را پس آنار کلم الاعلی گفتن گرفت

لیکن گمان مبر که این همه صفات فقط در وی بود و نفس من و تو نیست بلکه در همه نفسها این صفات است
و همه نفسها را همین دعوی است اما آتشکار گفت از بهر آنکه او را خوف کشتن نبود که وی با دشا بود و بر تر از
همه و نفسهای مای ترسند که اگر آتشکارا گویند مردم آنها را بکشتن ای برادر مگر نفس هر خدا کس در دنیا بگذرد یعنی
با دعوی سلیمانی نفس اوست و بی ادبش رسانی زنا بر بند و هر زاری پیش نهاد اگر صد هزار سال نفس
را قهر کنی کیبار که بر مراد او قدم نمی ترا بر زمین زدن پس باید که ویرای هیچ وجه خیر ندانی و از وی ایمن نباشی چون
دعوی سلیمانی کند و از خود پاکی نماید و استوار نداری و بغرور وی مغرور نگردی تا او را امتحان کنی چنانکه
حضرت سلیمان علیه السلام با وجود عصمت و تاج نبوت امتحان کرده است که منقول است چون نفس حضرت
سلیمان علیه السلام دعوی طهارت کرد و از خود پاکی نمود بروی گمان پیردیا و ز داشت تا او را امتحان کرد
و خوشتر ملک دنیا و بادشاهی که نهایت مراد نفس در دنیا ملک و بادشاهی است ائمی در بزرگان از دست
نفس کافرخون خورده اند و از مکر و خداع او دست از خود و کار خود شسته و خود را به ملکات سپرده اند

و بهت خاد در آمده اند این همه از دست نفس کافر بوده است **ازین کافرا که ناراد نهاد دست**

مسلمان در جهان کمتر فداست و همچنین است قول حضرت شیخ شرف الدین یحیی میری در کتاب الجلاس

اشتی میبندی در فواح گوید که حکما و امام غزالی و امام راغب گویند که نفس تو مشعوره است در جمیع اوقات
حتی خواب و غمی و مستی و بدن و اجزای او چنین نیستند پس نفس غیر بدن و اجزای او باشد و نیز بدلیل
حرارت غریزه و غیره دائم متحلی است و نفس متبدل نیست این دلیل است در سایر نفوس حیوانیه چه بدست
معلوم است که نفس متلا و هر وقت متبدل نمی شود و مشعوره دارد با استمرار ذات خود و شیخ مقتول این است
که حیوانات را نفوس ناطقه مجوده است چنانچه مذکور است و ابوعلی در جواب اسوایه بنیاء تصریح کرده
بصورت فرق میان انسان و حیوانات درین حکم و چون بهمنیاء را بدو بخو آفریدن و ظاهر کردن حال متبدل شد
در انسان کجده فرمود پس من آنکه نوال زوی آنی قیصری در شرح قصص می گوید که آنچه متاخرین گفته اند ازین که مراد
از نطق ادراک کلیات است نه تکلم با وصف بودن مخالف وضع لغت مفید ایشان نیست زیرا که او متفون
است بر این که نفس مجوده انسان راست و او شان را برین دلیل نیست آیا او شان را مشعور این نیست

که حیوانات را در آن کلیات صفت ونداشتن شی منافی وجود شی نیست و اگر غور کرده کرده شود در آن عجب که از
حیوانات صادمی شوند موجب این باشد که حیوانات را در آن کلیات بود و از سخن قبصری فهم می شود
که مراد متقدمان از لفظ معنی لغوی است و شیخ ابوعلی در اول دانشنامه علانی تصریح باین فرموده و صوفیه گویند
که عالم همه شی ناطق اند حتی جمادات لیکن ظهور لفظ هر کس موقوف اعتدال مزاج انسانی است قال ارسطو
وان من شی الا یسبح بحمده و لکن لا یفقهون بحکم و تزیی از حضرت جناب امیر علیه السلام روایت می کند که یحیی
صلی الله علیه و سلم از مکه بیرون آمدیم هیچ شی و حجر پیش نیامد مگر که گفت السلام علیک یا رسول الله و شیخ محی الدین
می فرماید که من می شنوم از اصحاب که ذکر خدای کنند و در شان حق تعالی سخنی چند می گویند که هر انسان آن را نتواند بیاورد
و این سخن ظاهر شد که اعجاز و تسبیح گفتن سنگ ریزه در کف حضور پر نور سرور عالم صلی الله علیه و سلم باعتبار اجتماع مجربان
است و وقوع این حال در عالم مثال است و ان الدار الآخرة لمی الحیوان لو كانوا یعلمون و این طائفه گویند
که حیوانات مشابه چیزی می کنند که آن را بنی آدم مشابه نمی کنند مگر اهل کشف بنا بر این انسان محبوب
اسفل السافلین است اگر انسان خواهد که باین مقام رسد باید که حیوان مطلق شود تا عقل مزاجم او نباشد اکثر مردم
که باین مقام رسد گنگ شوند و شیخ در فص ایاسی میفرماید که هرگاه مرا حق تعالی درین مقام قائم فرماید و حیوانیت
تو در تحقیق شدم تحقیق کلی و میجو قسم و اراده می کردم که آنچه می بینم آن را بیان کنم انانی تو انستم باید دانست که
نفس او و قوت است بچی عقل نظری که آن را قوت نظریه گویند و دیگری عقل عملی و آن را قوت عملیه خوانند و حیوان
اول چهار مرتبه دارد عقل هیولانی که هیچ علم حصولی نیست و عقل بالملکه که بعضی بدیهیات در آن مرتبه معلوم است
و استعداد انتقال بتقریبات حاصل و او منطاط حکمت است و عقل بالفعل که قادر باشد بر آنکه معلومات نظریه مخزن را
هرگاه که خواهد عقل کند بی سبب جدید عقل مستفاد که تعقل معلومات نظریه خود کند و این چهار نظر را چنانچه برتر است
اطلاق کنند بر نفس درین مراتب نیز اطلاق کنند و علم اگر محصور معلوم است نزد عالم مثل علم با اشیا و بصرفات
ما آن احصوری گویند و اگر محصور صورت است نزد عالم آن را حصولی گویند و در کلیات و جزئیات
نفس است لیکن صور کلیات و جزئیات مجرده و ذات او فرتم می شود و صور جزئیات اودیه و آلات او و بعضی
بر آن اند که این صورت عین معلوم است بحسب باسیت و اختلاف در وجود صلی و ظلی است و حضرت میر سید زین

فهم
نیز
محقق
لیکن
بدین
باین
اول
شأن
نیاید
ایشان
۱۲
س
در کتب
که اکثر
بهر
لحا
تفاوت
گفته اند

و صوفیه موافق ایشان اند و بعضی باختلاف با هیئت نیز قائل اند و اینست مراد بعضی شکلین از نفی وجود
دینی لیکن مراد اکثر نفی صورت عقلیه است و فروریوس صاحب ایسا غوی با اتحاد نفس و صورت عقول قائل
است و اگر حقیقت اتحاد خواسته غلط است چه اتحاد میان هر دو چیزی که فرق کنی محال است و ابوعلی اشارت
تشنیع بلخ بر کرده و در کتاب مبدا و معاد بدان قائل شده بنا بر این شیخ مقتول در تلویحات تشنیع بلخ
بر شیخ کرده و خواجہ نصیر الدین طوسی عذر خواست که شیخ در صدر کتاب مبدا و معاد فرموده که من این کتاب
برای تقریر الی فروریوس نوشته ام و بعضی گفته اند نفس بصورت معلوم برمی آید و تشبیه کرده اند حصول
صورت شی را در عقل حصول صورت فرسیده در موم و فرقی است میان این تشبیه و تشبیه حصول صورت در آئینه
و تحقق روی قدس بر هیف ریاض ای برادر تو همین اندیشه مابقی تو استخوان و ریشته
گر گل است اندیشه تو گلشنه و بر دو خاری تو سپهر گلشنه و نفس را در قوت عملی تو غوغای
و قوت شهوانی و سلی است که اعتدال است و دو طرف که افراط و تفریط است و اخلاق حسنه و اوساط ثلثه است
و اخلاق سیده و اطراف سیده الذین اذا انفکوا لم یسیروا لم یقتر و او کان بین ذلک قما و لا یجعل یک مخلوقه
الی غنک و لا تبسطها کل البسط و اعتدال قوت عملی حکمت است و دو طرف افراط و تفریط و غیره و بلا هیئت
و ایه که طریقی نیک نامی دارد
بهر ترعباستی که عامی دارد
هر کس که حریف جام و ساغر نشود
باید که کسی از تو مکر نشود
ناچند اسیر جاده و چشمت باشی
باید که مقیم کوس عفت باشی
و چون این خصلت مترج شوند امری متوسط معتدل از مترج
ایشان پیدا شود و آن را اعتدال خوانند و صراط مستقیم که از شمشیر تیز تر و از موس بار یک تر است در نشان
انسانی اخلاق حسنه است که هر که از ان منحرف شود میل با فراط و تفریط کرده بدو رخ اخلاق سیده می افتد
و حکمت که ما اینجا ذکر کردیم غیر حکمت است که مقسوم نظری و عملی شد شیخ در آخر شفا گفته که برادر این فضائل

و بعضی باختلاف
دینی لیکن مراد
است و اگر حقیقت
تشنیع بلخ بر کرده
بر شیخ کرده و
برای تقریر الی
صورت شی را در عقل
و تحقق روی قدس
گر گل است اندیشه
و قوت شهوانی و سلی
و اخلاق سیده و اطراف
الی غنک و لا تبسطها
و ایه که طریقی نیک
بهر ترعباستی که
هر کس که حریف جام
باید که کسی از تو
ناچند اسیر جاده و
باید که مقیم کوس
و چون این خصلت
ایشان پیدا شود و آن
انسانی اخلاق حسنه
و حکمت که ما اینجا

عفت و حکمت و شجاعت است و مجموع آن حدالت است و آن از فضیلت و حکمت نظریه خارج است و هر که
 در آن با این فضائل حکمت نظریه جمع است او سعید است و هر که فائز شد با این همه خواص نبویه قریب است
 او گرد و پرورش کننده انسانی و قریب است که حلال باشد عبادت او بعد از آن سلطان عالم ارضی و خلیفه
 است در زمین و تحقیق اجناس اخلاق تفصیل انواع آن از اخلاق ناصری بطلب انتهی و صلح آنکه نفس
 بر چند قسم است یکی اماره که میل کند بطبیعت بنیه و حکم کند بلذات و شهوات و قلب اجانب سفلی در کشد
 پس این منبع و واسطه اخلاق و میوه است در تمام جامع الاصول است که نفس اماره محل اخلاق و میوه
 است همچو شهوت و غضب و غرور و حسد انتهی و صاحب سیر السلوک الی ملک الملوک می نگازند که همان
 نفس ناطقه است که ناشی اماره و لوازمه و ملهمه و راضیه و مرضیه و کامله اند پس هرگاه که نفس با این اوصاف
 متصف شد بسبب آن او را این نامها گردیدند اگر نفس ناطقه موافق گردد و نفس شهوانیه را و در حکم آن گردد
 آن را اماره خواهند گفت انتهی همین نفس اماره بالسور است که میل کند بطبیعت بنیه و حکم کند بلذات شهوات
 حیثه و بکشد دل را بسوی جهت فلیه این را وای شرم منبع اخلاق و میوه و افعال بدست قال الله تعالی
 ان نفس الاماره بالسور و هم نفس الوامه و ان آتست که از نور قلب منور گردد و بمقدار آنکه متنبه شود و نفس
 بیاعت آن نور از غفلت متلاکما می از نفس سرزد بحکم جبت نفسانی که وی خود را از ان ملامت کند
 و باز در او توبه کنان صاحب سیر السلوک می گویند که همان نفس ناطقه اگر ساکن شود زیر تأمل کیفی اذعان
 کند اتباع حق را لیکن در آن شهوات باقی مانند آن را الوامه گویند و صاحب تمامات جامع الاصول گوید که همان
 نفس مطمئنه است که هرگاه بچراهای گناهان آلوده شود ملامت می کند صاحب خود را و نفس الوامه روشن است
 است بنور قلب آن قدر که از وضو دار شود از خواب غفلت بیدار شود و ظاهر گردد باصلاح حال اسباب
 که بتدریج دست میان هر دو جهت ربوبیت و خلقت پس هرگاه که بحکم جبلت ظلمانیه آن گناه از او سرزد شود
 تنبیه آگهی تدارک آن کند و صاحب خود را ملامت کردن گیرد و آماده توبه گردد و به تقفار راجع کند بر
 دروازه خفاری و رحیم و بهر این حق تعالی توکر آن فرمود و در قسم خوردن که لا اقسم لئنفس اللوامه انتهی حضرت
 مولانا شاه عید العزیز صاحب محدث و ملوی در تفسیر فتح العزیز تحت تفسیر لا اقسم بیوم القیامه و لا اقسم

بالنفس الوامیه می فرماید که مفسرین و معنی نفس الوامیه مختلف اند تحقیق مفسرین می فرمایند که نفس انسانی یک چیز است لیکن آن را سه حالت اند اگر اهل بطرف عالم علو است و در طاعت و عبادت آن را مسرت حاصل آید و در اتباع شریعت سکون و آرامش بود آن را نفس مطمئنه گویند و اگر جانب سفلی میلان کند و در دنیا ولذات دنیاوی و عار و تنگ انتقام و کینه کشی رغبت کند و از اتباع شریعت گریزد و این چنین نفس اماره گویند زیرا که این روح را حکم بدی می کند و اگر گاهی سوی عالم سفلی میل می کند و در غضب و شهوت مبتلا می شود و گاهی جانب عالم علوی میل می سازد و شهوت و غضب را بیدارند و از دور میرود و شرمند و میگریزد و خود را خود ملامت می کند آن را نفس الوامیه می گویند و بعضی مفسرین گفته اند که در بدن هر انسان نفس انداول نفس مقدس که آن را روح الهی نیز می گویند و نفخت فیہ من روحی و قل الروح من امر ربی یعنی دمیدم من در و روح خود را و بگو ای محمد صلی الله علیه و سلم که روح از حکم پروردگار است بیان آن است این نفس همیشه در یاد الهی مطمئن است و در محبت او مستغرق و در نفس منطبقه و آن آنست که در تدریس بدن پیوسته ماند و مقتضیات شهوت و غضب را بطبیع میخورد و روح را تحصیل همین لذات حکم می کند ازین سبب این را نفس اماره گویند سوم نفس ناطقه و او آنست که از خواہش ظاہری و باطنی علم و ادراک را جمع گیرد و در بروی روح آنها را پیش گردانی کار است همین نفس الوامیه می گویند زیرا که از نفس اماره اگر امری نامناسب واقع می شود پس این را او ملامت می کند و یکی و بدی کار با نفس اماره را می فهماند و این را نفس مطمئنه نیز می گویند زیرا که بوسیله روح امور حقه و صادق و بر و ملهم می شوند حضرت عبداللہ ابن عباس فرموده اند که روز قیامت نفس الوامیه خواهد بود و خود را ملامت خواهد نمود زیرا که اگر نیک است پس خود را این ملامت خواهد کرد که چرا نیک نیازی نکردم و بعضی اوقات خود را چرا مفتی بر باد اوم و اگر بد خواهد بود پس این ملامت خواهد کرد که چرا بد کردم چنانکه در حدیث شریف آمده که اهل جنت را بر چیزی حسرت نخواهد بود جز بر یک چیز یعنی آن ساعت که در دنیا بی یاد الهی گذشت حضرت خواجہ حسن بصری فرمود که در دنیا نشان مردایمان از همین است که پیوسته در ملامت خود ماند زیرا که کسی از تقصیری خالی نیست پس آن تقصیر معرفت الهی و در مبادی آن بود یاد عبادت و تقوی یا شغل و آداب بعضی چنین فرق کرده اند که نفس مطمئنه نفس انبیاء و اولیای کاملین است

که در یاد حق و محبت او سکون و اطمینان پیدا کرده و از کشاکش و سواس خطرات خلاصی یافته و نفس لایمه
 نفس صلحا و مؤمنین طاهران است و نفس لوامه نفس گنهگاران تا تب اهل تقصیر نادم است و نفس اماره
 نفس کفار است و نفس آن فاسق است که بر فسق مصر باشد و بعضی چنین گفته اند که نفس لوامه نفس متقیان
 است که در دنیا گنهگاران را ملامت می کند و در آخرت هم حق این است که جلیت نفس آدمی این است که
 ملامت و مذمت می کند هر گوی که بود نیک خواه یا اشتی سوم نفس مطمئنه و آن آنست که تنور او بنور قلب
 تمام و کمال بود حتی که از صفات ذمیه متخلی گردد و بصفات حمیده متعلق صاحب سیر السلوک می فرماید که نفس
 ناطقه است که هرگاه منطرب او ساکن شود و نفس شهوانیه را حکمی نماید و شهوات بالکلیه فراموش شوند آن
 نفس مطمئنه گویند و اگر ازین ترقی کند و مقامات از چشم او ساقط شوند آن را راضیه گویند پس اگر این حال
 بران زاید شود آن نفس مرضیه گردد و نزد حق و خلق پس اگر او را در او باز گشت از بندگان بهر ارشاد و تکمیل
 بندگان آن نفس را کامله خواهند گفت و اگر از نفس میل گناه زایل شود و بر معارضه نفس شهوانیه قوی
 باشد و زایل گردد و میل آن بسوی عالم قدس و تعلقش شود با الهامات و پیران آن نفس را الهیه خواهند گفت اشتی
 و تفسیر فتح الغیر تحت تفسیر یا ایها النفس المطمئنه ارجی مذکور است که نفس انسانی را در قرآن مجید به سه
 صفت موصوف فرموده اند اماره و لوامه و مطمئنه امارگی صفت نفوس کافران و گنهگاران است که از کفر
 و گناه باز نمی آیند و نفس ایشان هر وقت بکار هاسه بدی فراید و لو اگی صفت نفوس گناهگاران است
 که بر بدی خود مذمت می کنند و بعد از از نکاب خود را خود ملامت می کنند که چرا کردیم و چه کردیم و مطنی صفت
 نفوس انبیاء و اولیاء و صلحا است که در ایمان و طاعت و ذکر و فکر حق اطمینان دارند و کشاکش و خطرات
 خطرات معاصی ایشان از احوال و مکدر اوقات نمی گردد و بعضی گویند که امارگی صفت ذاتی نفس است
 که در وقت غلبه شهوت و غضب بر حکم عقل و شرع ظهور می کند و لو اگی نیز صفت هر نفس است و تنگی عقل
 و شرع رجوع می نماید و خیر و شر را می فهمد و اطمینان نیز صفت هر نفس است چون نوزد کر بر جمیع قوی مستولی میگردد
 و حضرت خواجہ حسن بصری فرموده اند که همه نفس با در قیامت لوامه باشند و خود را ملامت کنند که اگر طاعت
 کردید چرا پیشتر نگردید و اگر معصیت کردید چرا کردید و هر چند در اصل وقت این ندا و بشارت هنگام قیامت است

که روز قیامت خواهد شد اما نمونه آن در وقت مرگ هر مومن ظهور می نماید چنانچه از عبد الله بن عمر رضی الله عنهما
 مروی است که از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم شنیده ام که چون مرد با ایمان اجل میرسد بر سر بالین او فرشته ای
 نیک منظر خوش لباس معطر بدن می آیند و می گویند که ای جان آسوده بحق براحت و آسایش بیرون آئی که
 از توفیق الهی تعالی خوشنودست جان مومن بشادی تمام بیرون می آید و عالم از بوی خوش او معطری گردد
 و فرشتگان را در جامه های حریر معطری گیرند و دروازه های آسمان گشاده می شوند و در بانان آنجا حجاب گویان
 استقبال می کنند و برای او آمرزش می خواهند و او را از زیر عرش می برند تا حق سبحانه تعالی را سجده کند و حضرت
 میکائیل را فرمان می شود که آن جان را در مقر جاهنمای مومنان و نیکوکاران مرده داخل نماید و گویا فرخ
 گروانید تا راحت و آسایش یابد و برسد و او را بگوید که با آرام و نجسپ مانند نعوس که او را کسی بنجواب نیکند
 و برعکس این معالجه با جان کافران واقع می شود و انتهی چهارم نفس نباتی و آن کمال اول جسم طبیعی است که
 عبارت از تولد و ترزاید و تغذی است علامه میبذی در فوایح گفته که نفس نباتی را چهار خادم است که ایشان
 را اقوامی طبیعی گویند غاذیه و نامیه و مولده و مصوره و ایشان خردم جاذبه و باطنیه و اسکند و وافعه اند و این
 چهار خردم حرارت و برودت و رطوبت و یبوست اند و قول نفس حیوانی که ایشان را اقوامی نفسانی خوانند
 یاد که اندیا محرم و مدرک یا ظاهره اندیا باطنیه و مدرک ظاهر و پنج انداول لاسه دوم ذائقه سوم شامه چهارم ساهم
 پنجم باصره و مدرک باطنیه و اندویر سبیل ساهمه مشهور شده که پنج انداول حس مشترک دوم خیال سوم متصرفه
 چهارم و پنجم حافظه متصرفه که تفصیل و ترکیب مستنباط مشغول است اگر عقل او را در معقولات استعمال کند
 متفکره است و اگر و هم او را در محسوسات استعمال کند متخیله است شیخ مقتول گوید و ابیه و متفکره یک قوت
 است که باعتبار ادراک معانی جزئی و ابیه است و باعتبار تفصیل و ترکیب مستنباط متفکره و قوت محرکه یا باعثه
 است و آن شوق تحصیل ملائمت یعنی شهوت یا دفع منافی یعنی غضب یا فاعله است که سبب قبض و
 بسط و تشنج و ارتخاض عضلات است انتهی پنجم نفس حیوانی و آن کمال اول جسم طبیعی است که بدو ادراک
 جزئیات و حرکت ارادی می شود و ششم نفس انسانی و آن کمال اول جسم طبیعی است که بدو ادراک امور کلیه
 و عقل و افعال فکری می شود و صفیه گویند که نفس انسانی مطابق نفس رحمانی است و چنانچه نفس انسانی

بسبب عروض یعنی خاص صورت شود و صورت بسبب عروض بیانی چند مختلفه که در خارج طاری او میشود
 بست و هشت حرف شوند و از ترکیب حروف کلمات تحقق یابد باقی آئیده در بیان نفس حسانی می آید هفتم
 نفس قدسیه و آن آنست که نفس الملکه استحضار آنچه ممکن نوعیت اوست بر وجه یقینی شده باشد و این نهایت
 حدس و قوت فطانت است هشتم نفس ناطقه است آن جوهری مجرد است از ماده در ذات خود و مقارن
 ماده در افعال نفس اماره و لوازمه و ملصقه و راضیه و غیره نامهای معین نفس اند و همین نفس ناطقه است که اشرف
 آن را سفسهید گویند و آن بر دو قسم است نفس انسانی و نفس فکلی شیخ ابوالعلی در رساله معراجیه گوید و از روان
 نفس ناطقه است و از جان روح حیوانی و در رساله حضرت شیخ محمد لاهوریست که مفهوم نفس ناطقه بزمب است
 و ابوالعلی و تاجان ایشان نوع است یعنی یک حقیقت کلی است که در جمیع افراد انسانی صادق است و جمعه
 از حکما و ابوالبرکات و امام فخرالدین رازی از متکلمین بآن رفته اند که مفهوم نفس ناطقه جنس است چنانچه مفهوم
 حیوان جنس است که صادق می آید بر افراد حقائق کثیره یعنی هم صادق است بر افراد حقیقت فرسینه و غیره همچنین
 نفس ناطقه صادق می آید بر افراد حقائق متعدده غایت مافی الباب آنکه حقائقه که در تحت حیوان داخل اند
 اکثر آنها تفصیل معلوم اند و حقائقه که در تحت نفس ناطقه اند تفصیل شان هیچ یکی جز علام الغیوب آگهی ندارد
 مگر قلیله از اهل کشف و ساکنان ملا اعلی و کلام نبوی مؤید این مذهب است آنحضرت می فرمایند که مردم بحسب
 وجود روحانی کائنات از زرقه و نقره اند رئیس و سردار شما که در ایام جاهلیت و کفر بود رئیس و سردار شماست هنگام
 اسلام یعنی هر که هنگام کفر ریاست داشت هنگام اسلام نیز وی را ریاست است اما وقتیکه قناعت پیدا
 کنند یعنی عالم بعلم شرعیه شوند و ظاهر است که طلا و نقره حقائق مختلفه اند ارواح مشبه اند با دوزخ و هب فضه
 پس باید که ارواح نیز حقائق مختلفه باشند و فرمود که ارواح لشکر باسے مجتمع بودند در عالم خود پس جمعه که هم فقر
 داشتند و آن ارواح در عالم روحانی الفت و محبت پیدای کنند با هم درین فشار جسمانی و جسمیکه حالت شتمند
 از آن ارواح یعنی یکی از حال دیگری عارف نبود و در آن فشار روحانی اختلاف و ضدیت دارند و عالم جسمانی
 و لفظ جنود که درین حدیث است جمع چند است بمعنی لشکر و ظاهر است که اگر افراد یک حقیقت می بودند می بایست
 جنود و جنده چند نبودند و نیز در آن رساله است که حکما سه اشراقین و مشایخ این حقیقتند و این

و کیفیت آن با هم موافق اند که نور اسفید یعنی نفس ناطقه جوهریت مجرد از ماده که حیات وی بخودشست عالم
 بذات خود و لباس از اشیا است قابل اشاره است و جسم نیست اوست حافظ ترکیب بدن و مدبر جسم و حصول انسا
 بیکمال بے زوال و حقیقت ذات وی نور آلی است بنابر آن از قید زمان و مکان منزله و از قید جهت بر است از اینجا
 گفته اند که روح انسانی آفتابی است مشرق آن ذات حق است و هم مغربش ذات حق افلاطون گوید که بعد از
 ارتکاب ریاضات و اختیار خلوات و پس از تامل و تفکر در احوال موجودات که مجرد از مادیات اند چون خلعه
 بدنی را یک سو افکنده و از لباس ظلمت جسمانی برآمده ترقی بدرج عوالم عقلیه نوریه دست دایمی نفس ناطقه
 را در ذات خویش مجرد از ماده و خالی از ظلمت طبیعت یافت نور و بها و حسن و ضیای ذات خود را بر تبه وید که
 زبان در وصف آن گنگ و گوش از قبول آن کرسست و بعد از تنزل ازین مقام قول حکیم مطریوس یا دافقاده
 که گفت طالب باشد معرفت جوهر نفس ناطقه بزرگ را و طلب کنی بالارفتن را بسوی عالم عقبی که عالم طایف
 مجرد است از اینجا معلوم شد که دعوی تجرد و نوریت نفس ناطقه که از اشتقاقین است از راه کشف و شهود است اینجا
 چند مذاهب دیگر اند اول حکیم فروریوس که از قدما حکماست بان رفته که نفس ناطقه بعد از حلول در بدن بدن
 یکی شده و بسبب اشتغال با هر دو یکی گشته همچو نمک در آب و شکر در شیر مذمب و حکیم افلاطونش اومی گوید
 که نفس ناطقه عبارت از آتشی است ساری در بدن زیرا که نفس ناطقه را اشراق و حرکت است این از خواص
 آتش است و مؤید اوست آنچه اطباء گفته اند که در بدن حرارت غریزی است و غریزت یعنی طبیعت است یعنی حرارت
 که منسوب به طبیعت انسانی است که همضم اطعمه و اعتدیه و اثر به منسوب بدوست مذمب سوم دیوجانس اومی گوید
 که نفس هوایی است مترو در فضا بے بدن و محارق آن یعنی پارید گیاه و سوراخای او زیرا که هوا جسمی است
 لطیف نافذ در منافذ ضعیفه و قابل اشکال مختلفه و محرک جسمی است که در حلقه و آید یا بروی احاطه نماید نفس ناطقه
 چون باین اوصاف موصوف است باید که هوا باشد مذمب چهارم تالیس بلبی اومی گوید که نفس ناطقه آب است
 زیرا که آب سبب نشو و نما می جسم است و چون نفس ناطقه سبب نشو و نما می است باید که آب باشد مذمب پنجم اودی
 در اینجا را افکار می گوید که نفس ناطقه نزد انا و نفس جسمی است مرکب از عناصر اربعه و حال است در بدن زیرا که
 تا در میان دو چیز مشابعت نباشد یکی ادراک دیگری نمی تواند کرد و چون نفس ناطقه در مرکبات عنصری است

که عبارت از مواد ثلاثه اند باید که خودش نیز مرکب عنصری باشد و شیخ ابوعلی در تنقاهی گویند که نفس مرکب است
 این سخن چیزی را عنصر و پنجم و ششم محبت مذہب ششم یعنی ازینها بآن رفته اند که نفس ناطقه عبارت است
 از اخلاط اربعه مجتمعه عند کما و کیفاً و اخلاط عبارت است از صفرا و سودا و دم و بلغم زیرا که تا این اخلاط در انسان
 برکیت و کیفیت خویش باقی اندیاش باقی است و هرگاه که یکی ازینها بتجاوز از کیت و کیفیت خود و حیثیتش
 منقطع گشت مذہب ششم یعنی ازینها بآن رفته اند که نفس ناطقه خون است بدو و حیثیت آنکه از سایر اخلاط
 در شرف افزون است و دم آنکه چون خون برمی آید حیات از حیوان می ربااید و چون جسم میت را چاک سازند
 خون نمی یابند مذہب ششم اطباء گفته اند که نفس ناطقه بخاریست لطیف که متکون می شود از الطیف اجزاء غذا و در
 جوف ایسر قلب پس از آن منتشر می شود در جمیع اجزای بدن مذہب ششم یعنی بآن رفته اند که نفس ناطقه بخاری
 است لطیف در دماغ و نافذ است در اعصاب اذان در جمیع اجزای بدن ساریست و اوست مبدأ قوت
 حسی و حرکت راوی و سمی است روح نفسانی مذہب ششم نفس ناطقه عبارت از مزاج بدنی است و مزاج کیفیت
 است متوسط که مستحدث است از جمیع کیفیات عناصر اربعه که آن نیز چهار است حرارت و برودت و رطوبت و
 ویسوسیت و هر یک ازینها دو کیفیت دارد آتش حرارت و ویسوسیت و باد حرارت و رطوبت و آب برودت و رطوبت
 و خاک برودت و ویسوسیت چنانچه آبی را که بغایت گرم است بآبی که بغایت سرد است با هم آمیزیم بدیهی است
 که آب را کیفیت دیگر متوسط در کیفیت حرارت شدید و کیفیت برودت شدید پیدا می شود و همچنین از جمیع
 آمیزن چهار عنصر در بدن کیفیت متوسط بین الحرات و البرودت و رطوبت و ویسوسیت پیدای گردد و سمی بمرزاج
 می شود و دلیل بر آنکه نفس ناطقه مزاج باشد آنست که چون حالت اعتدالی که مزاج است ازل شود و یکی از
 کیفیات بر دیگر غلبه می نماید مثلاً حرارت بر برودت و یا رطوبت بر ویسوسیت و حجت مزاج نماند واجب است
 که انسان بمیزد پس اگر مزاج روحانی بود انتقاسی می موجب انتقاسی حیات می شد مذہب یازدهم نفس ناطقه
 عبارت از قوتی است و قلب که سمی بقوت نباتی است و از قوتی در دماغ که سمی بقوت نفسانی است
 مذہب یازدهم نفس ناطقه قوتی است در دماغ مذہب سیزدهم نفس ناطقه قوتی است و قلب مذہب چهاردهم
 نفس ناطقه جزو است از اجزای باری تعالی الله اعلم بقول انظار المون علواً کبیراً تحقیق آنکه در جمیع مقامات و سمی

در تمام این مقامات و سمی بمرزاج

واحد یا هر جسم را روحی است علی‌حده مدبر او و تحقیق روح طبیعی و روح نفسانی و روح قدسی و تحقیق لطافت جسمه
 را موجب تطویل است از نوشتن آن باز نامد و نفس ناطقه را بعد از انقطاع وی از نشاء و نبوی حالات عجیب و
 مقامات غریبه اندک با واسطه کثرت مشاغل و قلت فرصت و بی همت و توجه قصد را از رقص آن باز نموده شد
 و اندر مسلمان و علیه السلام و بدانکه نفس ناطقه بنده به اشتراقیان ازلی است این نزد فقها کفرست در فواحش
 گوید که نفس بنده مشائیان در وقت کمال استعداد و نطفه از مبداء فیاض بروقا مضی می شود و چون شعله
 که در عین کمال استعداد فتنه از آتش در وی گیر و آیت قاده اسوئیه و نفقت فیه من روحی اشارت بآنست
 و امام غزالی و شیخ مقتول موافق مشائیانند و شیخ اکبر در باب دوسم و شصت و ششم از فتوحات گوید که نفس
 و آن لطیفه عجمه است که مدبره این جسم است و او را ذاتی تدبیر نیست مگر نزد برادرش بدن و تعجیل او پس درین هنگام
 نفخ فرمود حق تعالی در آن از روح خود پس ظاهر شد نفس میان نفخ آبی و جسد سوسی و بهر حال ابدی است و
 حضرت رسول الصلی الله علیه و سلم فرمود تحقیق شما باید کرده شدید بهر ابد و شما نقل کرده خواهید شد از خانه نبوی
 خانه و اگر نظر دقیق کنم میان اشتراقیین و مشائیین نزاع نیست چه نسبت مبداء فیاض بنفوس چون نسبت ابر
 ست بقطرات باران اگر ابر قدیم باشد توان گفت که قطره قدیم اندک ابر است اگر عین قطره است توان گفت
 که حادث اندک بسبب آنکه صورت قطره در وقت جدا شدن او از ابر حادث شود و بیشک که مبداء فیاض قدیم
 است پس اطلاق قدیم و حدوث بر نفوس صحیح باشد هر یک باعتباری و من الله التوفیق و آنچه نزد حکما سسی
 است نفس ناطقه و روح حیوانی نزد صوفیه سسی است بروح نفس کاشی و در اصطلاحات گفته که روح در اصطلاح
 قوم همان لطیفه انسانی مجروده است و در اصطلاح حکمای بخاری لطیف متولد و قلب است که قابل قوت حیات حس
 و حرکت است و این در اصطلاح شان نفس است و متوسط در میان شان که در ک کلیات و جزئیات است قلب
 است و حکما در میان قلب و روح فرق نکنند و هر دو را نفس ناطقه گویند و قیصری گوید که نفس ناطقه در بدن است
 مثل سریان وجود در موجودات که از وجهی عین بدن است از وجهی غیر و حضرت جنید فرمود لفظ قرآن جسم انسان
 توانمند و معنی قرآن حقیقت انسان توانمند و ملائیم این سخن است آنکه قرآن را هفت لطن است و حقیقت
 انسان نیز در سلوک هفت مرتبه دارد که ذاتی الفواحش و نفس حانی آن عبارت است از وجود عام محبط بر اعیان

لحن چون اشارت از اجرام است و از اجرام روحی روحی و روحی

عیناً و از هیولی که قابل صور موجودات است و اول مرتب بر ثانی و هیولی را نفس ازلان گویند که مشابه
 است برای نفس انسان که مختلف است بصورت حروف با وجود بودن آن هوای سازج و پیش حکما طبیعت عبارت
 ازلان است اعیان را کلمات نیز گویند از شایسته مشابه کردن بکلمات لطیفه واقع بر نفس انسانی موافق مصالح
 و نیز چون کلمات بمعنی عقلیه دلالت می کنند همچنین دلالت می کنند اعیان موجودات بر موجود خود و نیز هر یکی از آن
 اعیان موجود است بکلمه که پس اطلاق کلمه بر اعیان اطلاق سبب باشد بر سبب انتهای در جامع الاصول شتی
 است که نفس رحمانی و آن وجود اضافی و وحدانی است که بحقیقت خود مشترک است بصورت رحمانی که آن اعیان احوال
 آن اند و حضرت واحدیت و نفس رحمانی را رحمانی ازلان گویند که آن مشابه است نفس انسانی مختلف بصورت
 باوصف بودن آن هوای سازج و ذرات خویش و نظر کرون بسوی غایتی که آن ترویج اسمانی است که دخل
 اندر بر احاطه اسم رحمن از کرب آنها و آن بودن اشیاست در آن بودن آنها بالقوت همچون روح و نفس نفس
 جوهر بخاری لطیف است که حامل قوت حیات و حس و حرکت را وید است و آن را حکیم روح حیوانی گفته و
 آن واسطه است میان آن قلب که نفس ناطقه است و میان بدن که از دو کلام مجید اشاره بشجره زیتونیه
 بودن آن مبارک نه شرقی و نه غربی کرده شد بر زیادتی مرتبه انسانی و برکت او بدان از بهر اینکه نیست از شرق
 عالم ارواح مجرده و نه از غرب عالم اجساد کثیفه انتهای در فواید است که نفس رحمانی که او را هیولای کلیه و کتاب
 مستور و رقی منشور گویند چون در خارج تعین یافت جوهر باشد که بمنزله صورت است و جوهر بر سبب تعینات
 مختلفه لبست و پشت مرتبه وجود شود که بمنزله حروف است از ترکیب ایشان اشیاء تحقیق یاید که بمنزله کلمات
 است قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مداد و چنانچه طبیعت
 انسان مقتضی آنست که دم بد نفس از باطن او ظاهر شود فیض رحمت مقتضی آنست که دم بد هم حقائق و صور
 آن در دستور است باز گرد و انتهای یاید و آنست که بیشتر صوفیه لطائف سته را حیات اعتبارات نفس ناطقه
 گویند و قصیری نیز بر همین مسلک است در فصل دهم مقدمه شرح فصوص میفرماید که بدانکه روح اعظم که حقیقت
 همان روح انسانی است منظر ذات الهی است من حیث الیه بیت آن و بهر آن ممکن نیست که گردنده گرد کند و اگر گرد
 یا طالبی وصل او طلبد آنکه گرد خیالش می گردد و حیران است و آنکه نور جمالش می طلبد مقید با ستار سوای

سل
 بگو
 بشک
 در یک
 بسا
 در شش
 سخن
 مذکور
 با یک
 مذکور
 سخن
 بدو
 کلام
 یار
 مثل
 آن
 بدین
 ۱۲۰

حق تعالی کنه او کس نداند و بجز او این مقصد را کس نیابد و همچنانکه او را در عالم کبیر نظام و اسما و از عقل اول
و قلم اعلی و نور و نفس کلیه لوح محفوظ و جز این بهر آنچه آگاه کردیم بر آن از نیکه حقیقت انسانی همان ظاهر است
درین صورت در عالم کبیر یعنی در عالم صغیر انسانی نظام و اسما را ندانند بحسب ظهورات و مراتب او در اصطلاح اهل علم
و غیر هم و آن سر و مخی و روح و قلب و کلمه و رُوح بضم ر و فو و صد و عقل و نفس است مثل قول او تعالی فانه یعلم
له سر و مخی و قل الروح من امر ربه و ان فی ذلک لذكری لمن کان له قلب (و کلمه الله فی عیسی علیه السلام)
و الکتب الفواد و آری و الم نشرح کتک صدر ک و نفس و ما سواها و در حدیث صحیح است که روح القدس بمید
در دل من که هیچ جانے هرگز نخواهد مرد تا که رزق خود را تمام نخواهد کرد و الحریث لیکن بودن او سر پس بدین وجه
است که انوار آن روح در کس می شود نه برای ارباب قلوب و رسخین فی العلم با بعد از غیر شان یعنی برای علمی که
متعلق بذات و صفات و اسما و است و لیکن خفی بهر آن گویند که حقیقت روح مخفی است بر عارفین و غیر هم
و لیکن روح پس باعتبار ربوبیت مبدن را گویند و بودن آن مصدر حیات حسیه و منبع فیضان آن بر جمیع
قوای نفسانیه و لیکن قلب اذ آن گویند که انقلب است میان و هجی که قریب حق است پس از انوار استفاضه
می کند و میان و هجی که قریب نفس حیوانیه است که بر آن نفس افاضه می کند آنچه از موجود خویش استفاضه نمود
موافق استعداد نفس و کلمه باعتبار ظهور آن در نفس روحانی گویند مثل ظهور کلمه و نفس روحانی و فو و باعتبار اثر
آن از سبع خود گویند زیرا که معنی فو و در لغت جرح و انزاع و اما مصدر را باعتبار و هجی گویند که نزدیک است
به بودن او و مصدر انوار و قصد را و در وجود مبدن و لیکن روع باعتبار خوف و فرغ او از قهر سبع قهارا و گویند این
در آن صورت است که او روع گرفته شود و روع بمعنی فرغ است و لیکن عقل را عقل اذ آن گویند که او ادراک می کند
ذات و موجود خویش را و متعبد بتبقیه خاص شدن او و متعبد شدن او چیزی را که ادراک کند و ضبط و حصر گرداند آنرا
در آنچه تصور کند او و لیکن نفس النفس اذ آن خوانند که او را تعلق است بدین و بدین او بدین را فاما میده می شود
وقت ظهور افعال نباتیه از او پس بسبب خدمت آن نفس نباتیه گویند و وقت ظهور افعال حیوانیه از نفس آنرا
نفس حیوانیه خوانند پس متعبد اعتبار غلبه قوای حیوانیه بر قوای روحانیه آن را نفس اماره گویند و وقت ظهور
انوار قلب از غیب بهر اظها و کمال او و ادراک قوت عاقله و وضامت عاقبت و فساد احوال خود آن الواس

2

چند

۱۰۰

11-9-11

۱-۲

۱۰۰

۱۰۰

١٢٠

10

1

11/2/71

5-16-73

۱۸۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۰۰

والله اعلم
بما كنا
على
الهدى

10

گویند بهر سلامت کردن او خود را بر افعال خویش و این مرتبه لواکی همچو مقدمه است بظهور مرتبه قلبیه پس هرگاه نور
 آفتابی غالب شود و سلطنت قلب بر قوای حیوانیه غالب شود و نفس مطمئنه گردد آن را نفس مطمئنه گویند و هرگاه
 اگر استعدادش کامل بود و نور و شرافتش قوی باشد و ظاهر گردد و آنچه بالقوت باشد در آن و تجلی آئی را آئینه گردد
 آن را قلب گویند و آن مجمع است در میان بودیاری و جوب و امکان و ملتی بهر دو عالم آئی و کوئی است و بهر این
 گنجایش کرد حق را و گردید قلب عرش آئی چنانچه در خبر صحیح آمده است که لا یسعی ارضی و لا سمانی و لکن یسعی
 قلب المؤمن لتقی و قلب المؤمن عرش العلیس اعتبار کننده اگر حقیقت واحد و معروفه این اعتبارات اعتبار
 کرده پس حکم نموده که کل در حقیقت یک است و درین گفتن صادق است و اگر اعتبار کرد آن را یا کل هر یک
 از اعتبارات پس حکم کرد بمغایرت میان اعتبارات و نیز راست گفت تنبیه هرگاه این را در استثنای پس
 بدانکه مرتبه روحیه همان ظل مرتبه احدیت است ای وحدت و مرتبه قلبیه ظل مرتبه احدیت الهیه است ای کونیت
 هر که درین آنچه گفته ایم غور کند و میان مراتب مطابقت نماید و اساس را دیگر ظاهر شود که حاجت تصریح
 آنها نیست و دیگر بدانکه روح من حیث ذات و تجرد خویش بودن خود از عالم ارواح مجرده مغایرت بدست
 و متعلق است باو مثل تعلق تدبیر و تصرف قائم بذات خود است و محتاج بسوی او نیست در بقا و توأم خود و
 من حیث اینکه بدن صورت او و مظهر او و مظهر کمالات او و قوای او در عالم شهادت است محتاج بسوی او
 غیر منفک از دست بکساری است در و نه سران حلول و اتحاد که نزد اهل نظر مشهور اند بلکه همسران و مطلق
 حق و در جمیع موجودات پس در آنها مغایرت من کل الوجوه نیست باین اعتبار و هر که دانست کیفیت ظهور حق را
 در اشیا و اینکه اشیا از کدام وجه عین اویند و از کدام وجه غیر او میداند کیفیت ظهور او در بدن و اینکه از کدام وجه
 غیر زیرا که روح رب بدن است پس هر که متحقق شد و او را حال رب بامر بوب ثابت شد او را آنچه ذکر کردیم
 و حق تعالی را منبسط است انتهای بر حبه و صاحب سیر السلوک الی ملک الملوک می نگارد که این جوهر بزرگوار
 نفس ناطقه را اسامی دیگر از قلب لطیفه انسانی و حقیقت انسان و آن درک عالم و مخاطب با و امر شرعی
 و مطالبه کرده شده با و امر شرعی است و در این نفس ناطقه را ظاهر است و هر کس و آن نفس شهنشانه مذکور است
 و او را باطنی است و آن روح است و باطن او را نیز باطنی و آن سر است و سر را هم باطنی است و آن خفی است

و خفی را باطنی است و آن اخفی است و باطن شیئی تحقیق است و ماده او و امر باطن باطن را باطن از شالی که
می نویسم ظاهری گردد و آن نیست که مثلاً سر چیز است که باطن او پاره های هریم اند و پاره های هریم باطن
درخت است و باطن درخت چار عنصر و باطن چار عنصر هیدرونی است پس فهم کن این تحقیق را که نخواهی دید و بهیچ
این تحقیق بدین کیفیت در کتابی زیر که می شنوی مروان را که می گویند که ظان شیئی باطن ظان شیئی است لیکن نه
که تحقیق باطن چیست پس چون این ادنشی و نشتی که این امر ربانی است وقت بودن او در غایت لطافت
و خفا و اخفی نامند و وقت فرود آمدن او بیک جهه و کاشف او را اخفی نام نهاده اند و اگر کاشف از اول
اقوی باشد و از سر گرفته نم کشد لک او را سر خوانند نم کشد لک او را روح گویند نم کشد لک او را قلب گویند نفس
ناطقه و لطیفه انسانی و انسان گویند پس درین درجه باین اساسی اربعه نام یافت پس اگر درجه دیگر را منزل
کرد انسان حیوانی و نفس را که گفته شود انتهی بر حقیقه و نیز نشتی است که از ظاهر کلام حضرت جی در حقیقه اولیه
و اتباع شان بهوید است که لطافت سه حقایق جدا جدا اند بذات خود یعنی هر لطیفه از لطافت بعضی
از اعضای بدن تعلق و ارتباط دارد و نزد بعض جهات و اعتبارات نفس ناطقه اند یک اعتبار یعنی از حیثیت
توکل و استعلاک و در شهوات ردیه مقتضیات طبیعت بشری نفس گویند و باعتبار انقلاب گاه است بسوس
خالق و گوی بسوی خلق قلب نامند و باعتبار دیگر روح خوانند و بعضی بر سه لطافت سه دایره می نویسند
و می گویند که این قلب است بعد آن دایره دیگر در میان این دایره می نویسند و می گویند که این روح است
و دایره ششم در میان همه دایره می نویسند و می گویند که این اناست این لطافت بعضی آن در بعضی عالم
وصل در صا و العباد است که بدانکه نفس را دو صفت ذاتی است که مادر ذات است و باقی صفات است
او را صفات فعلی اند ازین وصل پیدای شوند اما آن دو صفت که ذاتی است هوا و غضب اند و این هر دو
خاصیت عناصر اربعه است که با نفس بود و هوای اریل و قصد باشد بسوی سفلی چنانکه فرموده اند و این
یعنی سوگن بستاره که چون فرو می شود و گفته اند که خواجه عالم صلی الله علیه و سلم چون از شب معراج باز گشتند
و به عالم سفلی می آمدند از عالم علوی سیل سفلی استند و آن خاصیت آب خاک است و غضب تر رفع فکر
و قلب است و آن صفت باد را تشبیه است پس این هر دو صفت از مادر آورده است این خمیر را

و در خیز اند و دیگر رکات و روزه ازین و صفت متولد می شوند و این و صفت هوا و غضب و ضرورت نفس
 می بایست تا الصفت هوا جذب منافع کند و بصفت غضب دفع مضرات نماید تا در عالم کون و فساد وجود
 باقی ماند و پرورش یابد اما این و صفت را بحد اعتدال می باید داشت که نقصان این و صفت سبب نقصان
 نفس و بدن است و زیاده این و صفت سبب نقصان عقل و ایمان است تربیت و تزکیه بحد اعتدال رسانیدن
 این و صفت هوا و غضب است و میزان این معانی در هر حال بر قانون شریعت است اتم نفس و هم بدن
 سلامت مانند و هم عقل و ایمان در ترقی باشند و هم در موضع خویش هر یک البزمان شرع استعمال فرماید
 و در آن رعایت حق تقوی کند و در طلب خصمت نکوشد چه شرع را تقوی میزان است که جملة صفات را
 بحد اعتدال نگاهدارد تا بعضی غالب و بعضی مغلوب نشوند که این صفت بهایم و سباع است زیرا که
 بر بهایم صفت هوا غالب است و صفت غضب مغلوب و بر سباع صفت غضب غالب است و صفت
 هوا مغلوب و لاجرم بهایم بحرص مشرور در افتاد و سباع باستیلا و قهر و غلبه قتل و صید در آمدند پس آن هر دو
 صفت را بحد اعتدال باید رسانید تا در مقام بهیمی و سبعی نماند و دیگر صفات فیما بین از آن تولد نکند که اگر هوا
 از حد اعتدال تجاوز کند مشرور و حرص و امل و شهوت و خست و ذنابت و خل و خیانت پیدا یزد اعتدال
 هوا آن است که جذب منافع که خاصیت است میکند بقدر حاجت ضروری و در وقت احتیاج که اگر زیاده
 از حاجت میل کند مشرور پیدا یزد اگر پیش از وقت احتیاج میل کند حرص تولد کند و اگر میل پیش نهاد
 عمر کن امل ظاهر شود و اگر میل بخیزی رکبک و آن کند ذنابت و خست پیدا یزد و اگر میل بخیزی رفیع کند
 شهوت و یاوه شود و اگر میل بگناه داشت مال کند بخیل گردد و اگر از انفاق ترسد و تقیة افتد و نامرادی خیزد
 و اگر زیادت از حاجت صرف کند تنبیر باشد و این جملة از قبیل اسراف است و مصرف بواسطه این صفات
 از نظر عنایت حق محروم است که آنرا لایحج المسرفین و اگر صفت هوا در اصل مغلوب افتد خشونت و زوایگی
 تولد کند اما صفت غضب چون از حد اعتدال تجاوز کند بدخوی و تکبر و عداوت و حدت و تنزی و خود رانی
 و استیلا و بی ثباتی و کذب و عجب و تفاخر و ترفع و صلابت تولد کند و اگر غضب غالب شود و نتواند این
 حقد در باطن پیدا یزد و اگر صفت غضب و هوا هر دو غالب گردند کینه و حسد تولد کند زیرا که جملة غضب

کونای

ارواح

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

کون

نخواهد که آنکس را باشد و بود آنست هر چه با کس بنیاد و رخنه است آید و بدان میل کند حسد آنست که آنچه دیگری دارد خواهی که ترا باشد و نخواهی که او را باشد و این جمله از قبیل ظلم است و ظالم هم بواسطه این صفات از نظر عنایت حق محرومست که آن الله تعالی صاحب الظالمین و اگر صفت غضب در اصل ناقص مغلوب است بعد بغیر و دیوثی و کسل و عجز و ذلت پدید آید و هر یک از این صفات قیمة منشار و کتک است از درکات و زنج و چون این صفات بر نفس مستولی بود و غالب گردد طبع نفس امارت شود و فسق و فجور و غلبه و قهر و تهمید ایدان و انواع فسادات دیگر چون ملائکه بنظر ملکوتی در ملکوت قالب آید و کم گریستن این مشاهده کردند گفتند اجعل فیها من فیض فیها و لیفک ما را ندانستند که چون کسی شریعت بدین صفات و ذمیة بی سببی و شیطانی طرح کند همه صفات ملکی و روحانی و روحانی گردد حق تعالی در جواب ملائکه فرمود که ای عالم الانقلوب و کیمیا گری شرع آنست که این صفات بکلی محو کند که آن هم نقصان باشد فلا سفر را اینجا غلط افتاد پس شستند که صفات هوا و غضب و شهوت و دیگر صفات ذمیة بکلی محو باید کرد اما مواضع ایشان برنج برزند و آن بکلی محو نشد لیکن نقصان پذیرفت و از آن نقصان چون از حد اعتدال بگذشت صفات ذمیة دیگر پدید آید چنانکه از نقصان هوا و اثرش خشونت و ذمات همت فرومانگی پدید آید از نقصان غضب بی غیرتی و دیوثی پدید آید خاصیت شریعت و کیمیا گری دین آنست که هر یک صفت را بحد اعتدال رساند و در مقام خویش بفرمان صرف کند و چنان سازد که این صفات او را چون اسپ است ام باشد هر کجا که خواهد برانند چنانکه این صفات بفساد و غالب شود که هر یک که اسیر نفس باشد او را اسیر کند چون اسپ تو سن که سر بکشد بی اختیار خود را و سوار را در چاه اندازد و یا بر دیوار زند و هر دو ملاک شود پس هر وقت که تصرف کسی شرع و تقوی صفت هوا و غضب و نفس با اعتدال رسد که او را بخود و درین صفات تصرف نماید الا بشرع در هر نفس صفات حمیده پدید آید چون حیا و وجود و سخاوت و شجاعت و تواضع و علم و مروت و قناعت و شکر و صبر و ثبات و دیگر اخلاق حمیده و نفس از مقام امارگی بمطمانگی رسد و مملکت روح شریعت گردد و در قطع منادیل سفلی و علوی براق صفت روح را بمجانب علی علین و مابج قاب تو سین رساند و مستحق خطاب ارحمی الی ربک اضیة مرضیة شود روح را در اجابت با عالم خویش براق نفس می بایست زیرا که او پیاده نتواند رفت آن وقت که به تن می پیوست بر براق فخر و سوار بود

که توخت فیض من روحی و این ساعت که میروید ان عالم بر براق نفس حاجت دارد تا اینجا که حدید ان
نفس است و براق نفس اید و شهرت و غضب حاجت است اگر تعلق بجلو دارد و اگر بسفل متعلق از اینجا
گفته اند که اگر بخواهید هیچ کس از این راه نبوی زیرا که فرو و نفس اید و چون یک گرس آمد و غضب غن
اگر گرس دیگر هر وقت که فرو و نفس بدین و اگر گرس سوار شود و طهره که گرسان بر سر مدلول است که گرسان روی سوزی
علوی نهند و فرو و نفس سقایی را بقایات علوی رسانند و آن چنان باشد که چون نفس مطلقه شود بر هر دو صفت
هوا و غضب غالب آید و ذوق خطاب از حی یازاید و روی هوا و غضب از اسفل بگرداند و سوزی علی آرد تا
مطلوب ایشان قریب حضرت عزت شود و تفتات عالم بسبی و سبی چون هوا روی بجلو آید و همه عشق و محبت
کرد و غضب چون قصد علو کند همه غیرت و همت گردد و نفس بخش و محبت روی بجهت عزت نهد بغیرت
و محبت در هیچ مقام توقف نکند و هیچ التفات ننماید جز بجهت عزت و روح را این و آن تمام تر و پیوسته است
در وصول بجهت عزت و او پیش ازین در عالم ارواح این و آن نداشت تا چون ملاک بمقام خویش راضی
شده و از شمع جلال احدیت بنوری و ضوئی راضی و قانع گشته و ما ملاک مقام معلوم و نیزه و آن شد
که قدم از آن مقام فرایش نهد چون جبرئیل که می گفت اگر یک انگشت قریب شوم بسوزم و لیکن چون
روح با غنا صفت گرفت از آن و روح ایشان و فرو و نفس دول پیدا شدند نفس ابدال پیوند دادند
و از نفس دول و فرو و نفس ابدال و غضب غلام تاروی نفس در سفل بود و آن و
غلام و جلول در ابهام الک می انداختند که روح اسیر ایشان بود و جمله ملاک می شدند چون توفیق رفیق گشت

صلی حضرت شاه ولی عصری شاه ولی القاسم الدارین در طوفانات حضرت عم بر کواخوش می فرماید که می فرمودند که تمهید بخلق خروج
از صفات میگردانند و هر چه کمال نیست یعنی بنسبت کمال لایست خاصه و تدلی تعالی زنا که نفس می فرماید و ما ملاک مقام معلوم آرس
این هر دو مورد غایت و هدیه و توارق کار بخش کلمات الله شده است زیرا که اینها صادر می شوند بسبب از اطاعت و برآمدن از فاکم
صفات لیکن داخل در طریقه و لایست نیستند شده است هنوز بنوعه مشغول است پس چگونه شمرده شود صاحب صفات میسر از غلامان
این طریق و کاتب طروف گویند که ما ملاک مقام معلوم این مقامات ملاک معلوم در مقام صاحب لایست خاصه که مشرف تجلی
ذات مشرف شده سوزی و انصاف دارد و در جلوش نتوان گفت استی و ایضا فی می فرمودند خلاص از حجاب مکانیه و انانیت متوجه
اول مرتبه رفاه است و باین حالت اشارت کرده اند گفتند العود فی هذا العود چو مسکن گردا مسکن بر نشاند +

و بکنند جز از حی الی ربک نفس تو سن صفت العالم علوی و حضرت عودت اعلی خوانند روح که سعاری حاصل بود
 بمقام معلوم خویش رسید خواست که جبرئیل ارغمان باد کشف نفس تو سن چون پروانه بود که از سر ظلمتی بهوئی است
 در گردن شمع صال کرد و با غضب و راز شمع جلال احیت و در بزرگ جود مجازی گفت دست گردن صال شمع کرد
 و وجود مجازی پروانگی او را بوجوهی شمع خویش منسل کرد تا نفس درین مقام و تکوینی ظهوری خویش بکمال رساند نفس را
 بتوان شناخت که گوشت او را به چه آفریدند و در هر مقام چه کار خواهد کرد چون دستکاری او را کالی ظاهر شد از دیوانگی پروانگی بنور
 بخشی شمع رسید گوشت سمع و بصیر و لسانی بصری بخلق حقیقت من عودت انفسی عودت ربی اینجا محقق گردید پس بدانکه
 هر کس که نفس او پروانگی شناخت حضرت عودت انفسی باز داند **فلولا کم ما عرفنا الهوا**
ولولا الهوا ما عرفناکم یعنی پس اگر نبی بود ویرشنا شناختی محبت را و اگر نبی بودی محبت نشناختی
 شمارا انتمی حاصل در تحقیق قلب بدانکه قلب در لغت بمعنی خالص هر چیز است این قاری گفته که خالص
 هر چیز و اشرف هر شی قلب است و پیش اصل حقیقت نفس قلب با روح هر سه یک معنی اند و آن اراده
 مستقله بمبوست پاره مشهوره است و همین معنی مراد از بقول آنحضرت صلی الله علیه و سلم که خبردار تحقیق مبدن
 گوشت پاره ایست هر گاه آن درست و صالح می شود تمام بدن صالح می شود و اگر آن فاسد خواهد شد بدن فاسد
 خواهد شد خبردار آن قلب است انتمی حضرت شیخ عبدالکلام حلی در انسان کامل می فرماید که قلب نورانی
 است و سر علی فروز آورده شده در عین اکوان تا نظرها بدین حق تعالی بدو سوی انسان و تعبیر کرده شد از دو کتاب
 بروح الهی که دیده شد در آدم آنجا که فرمود و نفلت فی من روحی و این نور را بطایفه معانی قلب می گویند
 از انجمله آنکه قلب بده و خلاصه شی را گویند و قلب لبیا بخلوقات و زبده موجودات است و از انجمله آنکه آن نور
 سرچ قلب است و این بر آنست که آن نقطه ایست که محیط اسما و صفات بران دایره است پس هر گاه که
 قلب مقابل می صفت بود بشرط موافقه پس منطبع می گردد حکم آن هم و صفت و قول من بشرط موافقه
 بهر تقدیر است زیرا که قلب در ذات خود همیشه مقابل است جمیع اسما و صفات تعالی و صفات او را و لیکن توجه
 قلب اجیزی دیگر مقابل می شود و آن اینکه قلب متوجه می گردد بهر قول اثر آن چیز در نفس خود پس در آن
 منطبع می شود و می باشد بر او حکم آن اسم اگر چه چنانچه اسما بر او حکم می کنند ولی آنها در آن وقت مستغرق می باشد

زیر سلطان الاسم یا سائر احکام پس می باشد وقت آن اسم پس تصرف می کند آن اسم و قلب آنچه مقتضای
اوست پشتر برانکه روی قلب همیشه بسوی نوری باشد و فوا که آن را هم گویند و او محل نظر قلب است جهت
توجه او پس هرگاه که اسمی یا صفتی از جهت محاذات مقابل می شود قلب او قلب آن می بیند و بحکم آن
منطبع می شود بعد از آن زائل می گردد و بعد آن اسمی دیگری آید خواه از جنس اسم اول بود یا غیر او پس جاری
می شود با و آنچه جاری شده بود او را با اسم اول و همچنین پیوسته می ماند لیکن آنچه از قضاای قلب
است پس آن در منطبع نمی شود باز بدانکه قلب اتفاقاً نیست بلکه همه او را است لیکن موضع هم
او را وجه گویند و موضع فراغ از هم را اتفاقاً نامند و درین دائره کیفیت است و بدانکه هم را از قلب حتی
مخصوص است که گاهی فوق بود و گاهی تحت
صاحب آن قلب زیرا که در مردمان
بسوی فوق می باشد همچو حارثین بعضی
همچو بعضی اهل دنیا و بعضی را هم همیشه
همیشه سوی شمال باشد و آن موضع نفس است زیرا که محل او در پهلوی چپ است و هم اکثر طبایعین
نفسشان باشد و لیکن متفقین پس ایشان را هم نیست و در قلوب شان معضی نیست که قفا گفته می شود
بلکه ایشان بالکلیه مقابل کلیه اسما و صفات باشند پس وقت شان مختص اسمی نه اسمی غیر او نبود زیرا که ایشان
صاحبان ذات اند پس ایشان باقی بالذات اند نه بالاسما و له صفات او را هیچ قوالب اند تا که نور او در آن
بفراغ رسد پس بر این تفریق آن را قلب گویند چنانکه در مجاوره آمده است که قلبت لفظة فی القالب قلبا
یعنی گردانیده شد سیم و قالب گردانیدن و این از وضع مصدر است بجای اسم مفعول از آنجمله آنکه او مقلب
محرکات است بمعنی عکس آن یعنی لوقدیم آبی است و از آنجمله آنکه قلب آن چیزی است که متقلب می شود
بسوی محل اصل آبی که از آنجا ظاهر شده چنانکه فرمود حق تعالی ان فی ذلک لذكری لمن کان له قلب یعنی
انقلاب است بسوی حق پس آن صرف وجه همت است از عدوه دنیا و آن ظواهر اند بسوی عدوه قصوی
و آن متفائق و موافق امور او را از آنجمله آنکه قلب خلقت است پس متقلب شد حق را یعنی مشاهد او خلق بود

اکنون حق گردید و گرنه پس خلق حق نمی گردد زیرا که حق حق است و خلق خلق و حقائق مبدل نمی شوند لیکن هر که را
 صلی بود و بسوی آن باز خواهد گشت چنانکه فرمود حق تعالی والیه یقلبون از آنکه قلب امور را هر گونه که میخواهد
 باری گرداند زیرا که قلب هر گاه بر قیض خود که الله تعالی بر او آن را پیدا کرده است خواهد بود و او را نمیتواند
 گردید موافق آنچه که قلب دوست خواهد داشت و او تصرف خواهد کرد و وجود باز هر گونه که خواهد خواست فعلی
 که حق تعالی و او بر آن آفریده است آن اسما و صفات اند و آن قول وی تعالی است لقد خلقنا الانسان
فی احسن تقویم لیکن قلب هر گاه بر طبیعت فرود آمد بسوی حکم عادت و تقید به شهودات این غالب حکم بشر
 است زیرا که او بمنزله پاره سفید است که اول آنچه بر وی می افتد بر طبع می شود و اول آنچه احوال ظاهر را بل دنیا
 را طفل او را که می کند پس بر طبع می شود و در وقت و تفرق آنها و انحطاط آنها بسوی عوائد و طبایع پس بگریز
 آن طفل مانند او شان و این معنی قول او تعالی است ثم ردناه عقل ساقلین پس اگر آن طفل از اهل سعادت
 الهی است و بعد از این ادراک کند از حق تعالی امور را که مقتضای کمالات زلفی و مراتب علایای آن طفل باشد
 آن طفل پاک و صاف می گردد و از آلودگیهای کتاب بشریات خویش پس آن طفل بمنزله آنگس است
 که می شود پاره خود را از آنچه در وقتش گشته است و بر مقدار که بر طبع او قلب و تزکیه می باشد پس اگر
 او از ان کسان است که بشریات و امور عادیات در تمامتر جایافته اند پس او از اول پاک و صاف است
 و او بمنزله آنگس خواهد بود که در پاره او رنگ نقش جای گرفته است پس ستن او از آب پاره بچالهالت صلی
 خود باز آید و شخصی دیگر که بر طبع و عادت در تمام و کمال جای گرفته اند بمنزله آنگس است که در پاره وی
 نقش غالب آمده پس آن پاره صاف نخواهد شد بلا طبع و آتش و جسد و آن سلوک شدید و قوت مجاهدات
 و مخالقات است پس این کس بمقدار قوت سلوک در طریق و دوام مخالفت و برای نفس خود و تزکیه و صفای
 وضعف او مقدار ضعف غرائم او خواهد بود و همین کسانند که حق تعالی او شان را استثنا کرده و منبرود
 که الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات مگر آن کسانی که ایمان آوردند و عمل نیک کردند یعنی بر آنچه امانت دادیم
 او شان را از اسرار البیّه آن که تنبیه کردیم او شان را بر آن اسرار و کتب خویش که بر رسولان خویش نازل
 کردیم و آن حقیقت ایمان او شان است با و بعد سل و آن وقوع او شان است بر نکته توحید پس ایمان آوردند

و کردن چیزی را که صلاحیت دارد و به حضور مع اعداد اعمال قلبیه با حسن عقائد و دوام مراقبه و امثال آن از
 اعمال قابلیه مثل فراغ نفس و سلوک و عدم مخالفت پس این معنی قول او تعالی است علموا الصلوات ظلم اجزای غیر
 و عمل نیک کردن پس او شان را فرزندیت به منت یعنی یافتن او شان چیزی را که برای او شان است
 پس این موهوب نیست تا که او شان یافتن این ممنون گردند بلکه ظفر یافتن او شان بآن چیز که هست
 او شان خواهان آن حقائق که باید اگر ویم او شان را بران حقائق از اصل فطرت پس کل آنچه یافتند
 او شان آن چیز را چیز این نیست که آن یافت به حقایق است که گردانیدیم او را برای او شان اگر چه همه
 از خواست وجود است زیرا که تجلیات ذاتیه را موهوبت نمی نامند بلکه آن امور استحقاقیه الهیه اند و بسوی این
 معنی اشارت فرمود شیخ عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه در شان خویش ما زلت ارفع فی میادین الرضا
 خشی بخت سکا تا لا اوثوب از اخیال این که قلب بر حقائق وجود بهر آئینه است بهر روی پس بر عکس
 اوست یعنی هر گاه که عالم سریع تغییر است و در هر نفس عکس و منطبع شد و قلب پس تخمین قلب بر عکس تغییر
 شد و آن انطباق را عکس و قلب بهر آن نامیدند که همچنانکه آئینه را هر گاه مقابل چیزی کنی پس عکس آن چیز
 در منطبع خواهد شد نه عین آن چیز مثلاً اگر کتاب است بسوی چپ بود و آئینه از چپ بسوی راست
 منطبع خواهد شد تا اینکه اگر آئینه بسوی راست مقابل کنی پس جانب راست صورت بجانب چپ آئینه مقابل
 خواهد شد و این مختلف نباشد همیشه پس بهر این قلب را قلب نامیدند و نزد من عالم آئینه قلب است
 پس اصل صورت قلب است و فرع و آئینه عالم باشد پس برین صورت نیز آن را قلب نامیدن صحیح بود
 زیرا که هر یک از صورت و آئینه قلب شائی یعنی عکس دیگر اند و دلیل درین که قلب اصل است و عالم فرع او
 قول او تعالی است که نه وسعت کرد مرا زمین من و نه آسمان من و وسعت کرد مرا قلب بنده مومن من اگر عالم
 اصل بودی پس همون برای وسعت ز قلب اولی بودی پس نیست شد که قلب اصل است و عالم فرع او باز
 بدانکه این وسعت بر سه قسم است و همه در قلب او اند -

قسم اول آن وسعت علم است و این معرفت باشد است پس چیزی و وجود نیست که آثار حق و ادراک کند
 و بشناسد چیزی را که مستحق است چنانکه باید سوای قلب زیرا که هر چیز سوای قلب می شناسد پروردگار

خود را از وجهی و در وجهی و سوسله قلب چیزی نیست که بشناسد حق را از جمله وجوه پس این گنجایش است
قسم دوم و آن گنجایش مشابهه است و آن کشفی است که مطلع است قلب با و بر خوسهای جمال حق نگاه
پس بچشد لذت اسما و صفات حق را بعد اینکه مشاهده می کند آن را پس از مخلوقات چیزی نباشد که
بچشد چیزی را که بهر حق است سوا می قلب زیرا که او هرگاه تعقل می کند مثلاً علم الصدا با موجودات و سیر کند
در آسمان باین صفت بچشد لذت آن و بداند مکانیت این صفت را از حق باز در قدرت تعجبین باز در جمیع
اوصاف آسمی و آسمانی و ازیرا که او وسعت می دارد برای این می چشد آن را چنانکه می چشد معرفت غیر
او را بسبب سیر کردن او در آسمانهای آنها و این گنجایش دومی برای عارفین است.

قسم سوم و آن گنجایش خلافت است و آن تحقیق است با اسما و صفات حق تا اینکه قلب می بیند ذات
حق را ذات خود پس میگردد بهویت حق عین هویت عبد و انیعت حق عین انیعت عبد و اسم رب اسم
عبد و صفت رب صفت عبد و ذات رب ذات عبد پس تصرف می کند عبد در وجود مثل تصرف خلیفه در
املاک خلیفه کننده و این گنجایش محققین است و اینجا نکته هائیکه در کیفیت این تحقیق و بابرین قدر از تنبیه
اکتفا می نمایم تا که نرساند این بسوی افشای سر بر بوبیت و همین وسع را گاهی وسع الاستیفا نامند و بدانکه
ادراک حق تعالی بطور احاطه و استیفا کسی را ممکن نیست نه قدیم را و نه حدیث را اما قدیم از برای اینکه ذات او
زیر صفت از صفات حق که آن علم است داخل نیست پس احاطه کند آن قدیم بآن صفت و نه لازم آید از
بودن کل در جزو تعالی الله عن الكل و البجز پس نه استیفا خواهد کرد ذات را علم من کل الوجوه بلکه گفته می شود که
تعالی جاہل نیست نفس خود را لیکن می شناسد او را حق شناختن و گفته نمی شود که ذات او نه داخل را احاطه
صفت علیه است و نه زیر صفت قدرت تعالی الله و همچنین مخلوق زیر را که او بطریق اولی است لیکن این
وسع کمال که او را وسع استیفا می گفتم جز این نیست که آن وسع استیفا می کمال آن چیز است که بر آن مخلوق
ست از حق نه کمال آن چیز که او حق است بر او زیرا که این را نهایتی نیست پس این معنی قول دوست سعنی
قلب عبدی المؤمن انتهى و الله اعلم بما و کلام الاولیا و صل حضرت امام غزالی در جمله ثالث احیاء العلوم
می فرماید که لفظ قلب بر دو معنی آید یکی آنکه آن گوشت پاره ایست صنوبری که جانب الیسر مدینه بوده است

و اندرونش خلوت که در آن خون سیاه می ماند آن خون که متنج و معدن روح است لیکن از مقصد بیان
 کردن کل کیفیت آنست که غرض اظهار او اطباء را متعلق می شود و غرض دینی از متعلق نیست این گونه
 قلب به هم می بکشد و مرده هم هست پس از ذکر قلب آنچه درین کتاب خواهد آمد این معنی مراد نخواهند بود زیرا که چنانچه
 این معنی آن گوشت پاره بقدرست از عالم محسوسات ظاهرست تا اینکه حیوانات این از چشم نظری آید چه
 جانی که انسان معنی دوم آنکه قلب لطیفه است روحانی ربانی که او را از قلب جسمانی تعلقیست همین لطیفه
 حقیقت انسانی گفته می شود و درک و عالم و مخاطب معاتب همین است باز پس ازین است هر طایفه
 که این لطیفه را از قلب جسمانی است و در ادراک آن اکثر عقول حیرانند چه که تعلق او از قلب جسمانی چنان
 است که اعراض را یا اجسام با صفات را با موصوفات است یا تعلق صنائع از آن خود یا تعلق مکین از مکان
 استی با بجملة قلب السبب و امقلب و در اطوار احوال ترقی در مراح کمال قلب اند و چون احوال می شود
 آنگاه و مواهب و مانند این پس قلب ترقی در مراح کمال معارج جمال ازلی بی نهایت
 لاجرم اوصاف احوال و در حد و عد و حد نگذرد که در تقدیر و تقدیر آن سخن اند اگر حقیقت نگردد یقین براند
 که جز یقین حد ادراک تبیین نصیب استعداد خود ازان نگردد و چندین هزار غواص بجای معارف در بحر معرفت
 دل غواصی کردند و هیچ یک بقهر او نرسیدند و متینا کنه غائب و عجائب او نگردند و نیز هر که از وی اثری
 یافت از آن اثر خیر باز و ادیا هر که ازان گوهری شنید چنگ او فتاد و بر طبق عرض نهاد علی بن سهل صدقی
 رحمة الله علیه گفته است از وقت آدم علیه السلام تا قیامت مروان بن الحکم می گویند و من دوست می دارم که
 مردی را بشنوم که بیان کند مرا که دل چیست و دل کجاست پس تا حال نمی شنیم اکنون بدانکه مراد از دل بیان
 اشارت آن نقطه است که در اثر وجود او در حرکت آمد و بد و کمال یافت و سرانجام ابد در وهم پیوسته است
 نظریه و بهشتها بصیر رسید و حال جلال و جلالی شد و عرش رحمان و منزل قرآن بر بن میان
 غیبت و شهادت و روح و نفس و مجمع البحرین ملک ملکوت ناظر و منظور بادشاه و محب محبوب که و حال
 و محمول سرائرت و لطف الهی این جملة اوصاف است از آن دو روح و نفس نتیجه وجود او و غرض از این
 ملک ملکوت مطهر نظر و شرح شهو و اوصورت او از عین عشق مصور و بصیرت او بنور مشاهده منوچهر نفس

از روح جدا گشت عشق و نزاع از طرفین پیدا آمد و از ادواج هر دو عشق صورت قلب متولد گشت و بر
 مثال برزخی میان بصر و روح و بصر نفس واسطه شد و بر تعلق هر دو باستان و اگر روح ایشان با یک دیگر نیعی
 و تعدی رود مانع گردد و مینما بر رخ لایبغیان و دلیل آنکه صورت دل از عین عشق پیدا آمد است که هر یکا که جالی بیند
 با او آریز و هر جا که حسنیاید و در آویزد و هرگز به منظور می و محبوبی و دلارامی نباشد و وجود او عشق قائم است
 و وجود عشق بدو دل در وجود ایشان بر مثال عرش رحمان است عرش قلب اکبر است در عالم کبیر و قلب عرش صغیر
 است در عالم صغیر حلقه قلب تحت احاطت قلب مندرج بود همچو آنکه جزویات از روح در تحت روح عظم و جزویات
 نفوس در تحت نفس کلی و دل را صورتی است و حقیقتی همچو آنکه عرش او صورت او آن مقصود منسوبی است
 که در جانب ایسر بدن است و حقیقت او آن لطیفه ربانی است که ذکرش تقدیم یافت و میان آن حقیقت
 و صورت او نفس ناطقه و روح حیوانی متوسط اند زیرا که حقیقت دل محض لطافت است و صورتش عین کثافت
 و میان کثیف مطلق هیچ وجه تناسب نیست پس نفس ناطقه و روح حیوانی که هر یک وی در عالم لطافت دارند
 و روحی در عالم کثافت میان صورت دل و حقیقت او واسطه نشسته تا هر اثر که از حقیقت دل صادر شود اول
 نفس رسد و به نسبت وجه لطیف آن را قبول کند و به نسبت وجه کثیف بصورت دل سپارد و از وی قطار بر دانا
 منتشر گردد و همچنانکه اول فیض رحمت از حضرت الهیت بحقیقت عرش فائض شود و از وی بکار عرش رسد و
 بواسطه ایشان بصورت عرش پیوندد و از اینجا باقطار عالم شهادت رسد و نسبت صورت عرش بحقیقت
 او نسبت آن است که هر فیض که از آن حقیقت بعالم شهادت آید نخست بصورت او رسد و از نگاه از وی
 بدگر اجسام ملرب گردد و همچنین نسبت صورت قلب بحقیقتش و حلقه قلب فیض از عرش یا نسبت حقیقت آن از
 حقیقت عرش و صورت آن از صورت عرش و قتی که میان دل و عرش بواسطه اقبال حق سبحانه تعالی تقابل و متقابل
 پیدا آید و هیچ چیز از مخلوقات عظیم تر از عرش نیست و کلام الهی از عظمت او این عبارت کرد که و هو رب العرش
 العظیم و رسول صلی الله علیه و سلم گفته است که دل چهار است -

اول دلی پاک و روشن که در چرخ افروخته بود و آن دل مومن است -

دوم دل سیاه و سزگون و آن دل کافر است -

سوم دل معلق مترو و میان کفر و ایمان و آن دل منافق است -

چهارم دل مصفح ذو وجهین که وجهی از محل ایمان بود و دیگر محل نفاق بود و ایمان در او از عالم قدس و طهارت
بر مثال سبزه که در آبی پاک یا بد و در نفاق در او از عالم خبث و آلائش بر مثال قره که در آبی قبیح و صید یا بد
پس هر چه غالب شود بر او ازین دو حکم آن گیرد و لفظ حدیث این است که القلوب اربعة قلب ابرو فیہ سر اج نیر
فذلک قلب المؤمن و قلب اسود متکوس فذلک قلب الکافر و قلب مغلوب مربوط علی خلافه فذلک قلب المنافق
و قلب مصفح فیہ ایمان نفاق مثل الایمان فیہ مثل البقله یهدیها الماء لطیف مثل النفاق فیہ مثل القرحة تهدیها القبح
و الصدیقه فامی المادتين غلبت علی حکم له بها و بنای اختلاف این چهار قسم بر آنست که دل نتیجه روح و نفس است
و میان نفس و روح تجاذب و تقار و واقع است روح خواهد که نفس را بعالم خود کشد و نفس خواهد که روح را
بعالم خود کشد و همیشه درین تنازع و تجاذب باشند گاه روح غالب می شود و نفس را از مرکز سفلی بمقام علوی
می کشد و گاه نفس غالب می شود و روح را از اوج کمال بخصیض نقصان می کشد و دل پیوسته تابع آن طرف بود
که غالب گردد تا آنگاه که ولایت بجای بر یکی مقرر شود و دل بر متابعت تقرر گیرد و سعادت و شقاوت مرئوس است
برین دو و آنچه اب اگر سعادت ابدی و عنایت ازلی در رسد و روح را مدد و توفیق ارزانی دارد تا قوت گیرد و دو
نفس را با لشکرش مغلوب گرداند و از نشیئت نزاع ایشان برده و از مهبط خلقت بمصعد قدم ترقی
کند و بجای از نفس و قلب اعراض کرده بر شاه ^{معنی جنگ و خون} حضرت جلال اقبال نماید و دل نیز بر متابعت او از مقام بلبی
که تعقل لازم است بمقام روحی مرقی شود و در مقرر روح قرار گیرد و بر مثل فرزند می که در متابعت مشایعت
پدر برود و آنگاه نفس نیز در پی دل از محل مقرب خود که عالم طبیعت است بیرون آید و در پی دل که فرزند اوست برود
و بمقام دل برسد و چنین دل دل مؤمن است که در وی ذره شرک کفر نبود و اگر نفوذ باشد حال بر عکس آن بود
و آثار زشت بوی در رسد و روح را بجهت ذل و نفس را منصوب گرداند تا قوت گیرد و قلب روح را بعالم خود
روح از مقام خود بجای قلب نزول کند و قلب از مقام خود بجای نفس آید و نفس در زمین طبیعت متصل گردد
و چنین دل دل کافر بود که سرگرمون باشد و سواد کفر بگین او فرو گرفته و اگر بنور نصرت کلی از هیچ طرف واقع
نشود و تجاذب و تنازع باقی باشد ولیکن جانب نفس قوت دارد و دل در میان مترو بود و میل او بیشتر

بنفس باشد آن دل مناقب بود و اگر جانب روح قوت بیش تر دارد یا هر دو بجانب متقابل باشند میل دل
 بیشتر بر روح بود یا بر طرف برابر باشد و در همه ایمان موجود باشد و هم کفر آن دل مصفح است که دوروی دارد
 در یکی ایمان در یکی نفاق اما علم حاصل باید داشت که چیزی که مخصوص قلب انسانی است بیاعت آن
 انسان اشرفی است موجب لیاقت قلب است بقرب الی الله آن و امر اندکی علم دوم اراده اما علم پس
 آن علم امور دنیوی و اخروی و حقائق عقلی است که این امور در حد محسوسات داخل اند و نه حیوانات دیگر
 را با انسان درین امور شرکت است بلکه علوم کلیه بدیهی از خواص عقل انسانی اند مثلاً انسان این حکم می کند
 که بدون شخصه در دو مکان در یک حالت غیر ممکن است پس این حکم بر کس است اگر چه او صرف بعضی اشخاص
 دنیا دیده باشد درین صورت حکم کن بر جمیع اشخاص آن است که از ادراکش اندست و هرگاه این امر در علم ظاهر
 بدیهی فهمیده شد پس در تمام نظریات ظاهر تر خواهد بود و عرض دارا ده آنست که هرگاه انسان در عقل انجام
 کاری اندیشد و اندران نیکوئی و بی معلوم می شود پس طبیعت او شوق آن نیکوئی تحصیل و لازم آن پیدا
 می شود و این را اراده می گویند و این اراده آن نیست که اراده شهوت یا اراده حیوانات می شود بلکه این
 ضد اراده شهوت است مثلاً شهوت از قصد و حجامت نفرت می کند مگر عقل اراده آن می کند و بر آن دل ترجیح
 می کند یا در حالت مرض میل شهوت به اطعمه لذیذه می باشد و مرد عاقل در نفس خویش اراده مانعی نمی یابد
 و این مانع از جانب شهوت نیست و اگر حق تعالی عقل را که از او انجام کار نفهمی آید آفریدی و اراده را
 را که بیاعت آن حرکت اعضا بموجب حکم عقل می شود تا فریدی پس حکم عقل بکار بودی و بنیاده محض
 شدی غرض که در قلب انسانی آن علم و اراده است که در تمام حیوانات نیست بلکه اول اول و طفلان هم
 نمی باشد چه اگر این اراده در آنها بعد بلوغ پیدای می شود و شهوت و غضب و حواس ظاهری و باطنی در آنها
 هم موجودی شوند البته بهر حال شدن این علوم و طفل و درجه ندکی اندک در اول و علم امور بدیهی آید مثلاً
 وجود چیزی را می که در ظاهر نمی تواند شد آنها را محال دانستن یا ممکنات ظاهری را جائز فهمیدن پس درین صورت
 آنها را علوم نظریه حاصل نخواهند بود و اگر قریب بوصول آنها خواهد بود و حالش در علوم نظریه همچنان خواهد بود که
 کاتبی که از کتابت مرکبات عاری است اما مفردات حروف و دوات و قلم را می شناسد و همچنان کاتب اگر چه

و هر کلمه نفحات الاشراف الهامی بيشک ستمهای پروردگار شمار بسیار نفحات اندر ایام زندگی شاپس
 خبر و ارشاد و کسین آن نایند و نظر بستن بر آن نفحات بدین گونه است که دل پاک دارد و نجیست که ورت که
 از اخلاق و عیبه می شود و از واجتناب نمایند بطرف همین جو آن حضرت صلی الله علیه و سلم اشارت کرده است
 درین حدیث که نیز لیل الی سماء الدنیا فیقول بل من داء کما تجیب له یعنی حق تعالی هر شب آسمان
 دنیا نزول اجلال فرموده ارشادی نماید که آیا سائلی هست که عایش قبول کنم این حدیث در بخاری و مسلم و ترمذی
 ابوهریره و ابوسعید مروی است درین حدیث قدسی لقد طال شوق الابرار الی قانی و انما الی قانهم الی
 اشد شوقا یعنی شوق ابرار به ملاقات من بسیار است و من پادیه تر شتاق ملاقات شان ام را نشان این
 حدیث معلوم نشد مگر ابو منصور دلبلی این ابروایت ابی الدرداء ذکر کرده است و درین حدیث قدسی که من
 تقرب الی شبرا تقرب الیه در اعانی یعنی هر که بسوی من یک شت نزدیک میشود من بسوی او یک دست
 نزدیک می گردم این بخاری و مسلم بروایت ابوهریره آورده اند که انی تخرج الاحیاء من جلا حیث
 متبرکه که معلوم شد که انوار علوی که از دلها پوشیده اند آنها را از جانب منم حقیقی بخاری و ابی نعیم است بلکه ثبت و
 که در حق که در دلها می مانند همچون باعث حجاب انوار معرفت می شود و زیرا که حال قلوب همه بظروف است
 تا وقتیکه ظروف آب پرمی مانند و اودان نمی تواند رفت همچنین تا وقتیکه دل از غیر حق مشغول خواهد ماند دران
 معرفت نخواهد رفت و بسوی این اشاره است درین حدیث شریف که لولا ان الشیاطین یحسون علی
 قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السماء یعنی اگر شیاطین گرد و لهای بنی آدم نمی گردیدند پس آدمیان را
 فرشتها و دیگر اسرار نظری آند این اسحدر بروایت ابوهریره بلفظ مختلف روایت کرده اند که انی تخرج الاحیاء
 خلاصه انکلا این جلیان آن شد که خاصیت انسان علم و حکمت است اشراف علوم علم حق و صفات افعال
 او است جل شانه که دران کمال انسانی است باعث این کمال سعادت و لیاقت حقیقی حضرت باب لغت
 او را حاصل می شود با جمله جسم مرکب نفس است نفس محل علم و علم مقصود انسان خاصیت او است که برای
 آن انسان پیدا شده است هر گونه که اسب در بار برداری شریک خرس است و در خوب صورتی و رفتار با اسب
 دلا و دین از و خاص است پس گویا خاصیت اسب همین است برای این پیدا شده پس اگر از این امر عاری خواهد بود

لاجرم بدرجه خرد خواهد رسید همچنین انسان در بسیار امور شریک است و خردست مگر خاصیتی که انسان اهمیت بسیار
 آن از هر دو ممتاز است این خاصیت از اوصاف ملائکه مقربین است مرتبه میان مرتبه بهائم و ملائکه است زیرا که
 انسان باعتبار غذا و نشو و نما سبزه است و بهجت حس و حرکت اختیاری حیوان است باعتبار صورت و قد و
 قامت مثل نقش دیوار لکن خاصیت آن معرفت حقائق اشیا است پس هر که از تمام اعضا و قوی اینگونه
 کار گرفت که در علم و عمل او را استقامت باشد پس همچو کس مشابه فرشتگان است و شما را آنها آمدن از انوار
 لو اگر او را ملائکه بانی گفته آید بجا است چنانکه حق تعالی از زبان زنان بنی گان حضرت یوسف علیه السلام
 نقل فرموده ما هذا بشر ان هذا الملائکة کریم یعنی این آدمی نیست بلکه فرشته بزرگ است و هر که بهمت خود را
 به لذات بشری مصروف کرد و چون چهار پا یگان خوردن گرفت پس او در درجه بهائم داخل شده و مثل گاو و
 ناخنچه کار خواهد بود یا حریص همچو خوک یا غنده همچو سگ گریه یا کینه در مثل شیر است که مثل پلنگ یا مکار مثل
 روباه خواهد بود و اگر جامع این جمله امور خواهد بود پس محسم شیطان بهیم خواهد بود و در انسان عضوی یا حاسه
 چنان نیست که از دور و وصول الی الله و حاصل نتواند شد پس هر که اعضای خود را درین کار مشغول نماید هر که
 او بطل خواهد رسید و هر که ازین عدول خواهد نمود در زیان خواهد ماند سعادت انسان در همین است که دیدار
 الهی را مقصد خود سازد و آخرت را مستقر خویش داند و دنیا را منزل مجسم را مکتب اعضا را خام تصور کند
 و قوت مدر که را بادشاه قرار دهد که دار السلطنت آن بادشاه قلب است و قوت خیالی که در مقدم دماغ
 است قاصد آن بادشاه زیرا که اخبار محسوسات نزدش جمع می شوند و قوت حافظه که سکین او متوجه دماغ
 است خزانه ای است و زبان ترجمان اعضای متحرکه را و حواس خمسہ جاسوس دوست مهر واحد ازین ظرفی
 معین اندر اخبار رسانی چشم بر عالم رنگ متعین است گوش بر عالم صدا و بینی بر عالم بوی خوش و علی هذا
 القیاس باز اینهمه اخبار علاقه خویش جمع می کنند و با قوت خیالی میسرسانند و کار قوت خیالی قاصدی
 است و این اخبار را بخبر انجی که قوت حافظه است می سپرد و خود انجی بحضرت بادشاه پیش می کند تا که بادشاه
 را از این اخبار هر قدر که در دایر سلطنت تمام کردن سفری که در پی اوست ضرورت باشد آن قدیم گیر پس اگر
 همچنین کرد پس سعید و کامیاب و شکر گذار نعمت حق گشت اگر این همه را یکبار داشت یا کار گرفت مگر

اینده و در
 بعد از این که
 انشا را بعد از
 کرده شد و در
 سید را این
 را از آن

در رعایت کردن بر دشمنان خود یعنی شهوت غضب و لذت فانی و آبادی رکب که مسمی بدنیاست لحاظ
 داشت پس شقی و رسوا و کافر نعمتهای خدا خواهد بود و لشکر الهی را که تابع او بود و تلفت خواهد کرد و عرش دشمن
 خدا و ذلت لشکر که خواهد نمود انجا مثل این چنین هم آید بود که مستحق عقاب عذاب خرابی معاد خواهد بود و نفوذ
 باشد نه او این مثالی که بیان کرده ایم حضرت کعب احبار بسوی آن اشاره فرموده است چنانکه ارشاد فرمود
 که من در خدمت حضرت صدیق رضی الله عنه شدم و عرض کردم که در انسان چشمها را میزد و گوشش محافظ و زبان
 ترجمان و دست و طوطی و پا قاصد و قلب بادشاه پس هرگاه بادشاه عهده خواهد بود و توابع او نیز
 عهده و نیکو خواهند بود و حضرت صدیق رضی الله عنه در جواب فرمودند که من از آن حضرت صلی الله علیه و سلم نیز چنین شنیده ام
 و حضرت علی رضی الله عنه در تشبیه قلوب چنین ارشاد فرموده اند که طوطی حتی در زمین قلوب اندازد آنجا که او را بداند
 زیاده محبوب است که نرم و صاف و سخت است باز تفسیر این الفاظ چنین فرمود که بابرادران نرم و در یقین
 صاف و در دین سخت باشد و درین اشاره است بسوی آنکه هر یک از علی الکفار رحمانیم و حضرت ابی بن
 کعب در تفسیر این فقره شکوه قیام صلیح فرموده که این مثال نور و من و اول او است و تفسیر آنرا و کلمات
 فی بحری فرموده که این مثال قلب متافق است و زید بن سلم لوح محفوظ را که در قرآن مجید وارد است فرموده
 که آن قلب مومن است و حضرت سهل تستری فرموده که مثال قلب صدر عرش و کرسی است این باشد قلب
 استیصالی است که آثار و احوال از طرق مختلفه بر قلب آید و رفت میبازند و قلب بین باب گویا توده است
 که از هر چهار طرف بر او تیرهای افکنند پس هرگاه که از طرفی اثر چیزی بر او شده از طرفی دیگر خلاص آن اثر باشد پس
 صفت اولی تبدیل می شود و مثلاً اگر او را شیطان بهوای نفسانی کشید فرشته او را از ان در می کشد اگر شیطان
 بهرامی بگفت و دیگر طرف دیگرش بر دیا فرشته رغبت چیزی بنمود و فرشته دیگر چیزی بکشد و اینها اند پس گاهی کش
 دو فرشته می ماند و گاهی در کشاکش و شیطان و گاهی در کشاکش یک فرشته و یک شیطان گرفته می آیند فارغ
 نمی ماند و این اشاره است درین آیه که میفرماید و قلبك اقد تم والبصار هم و از آنجا که قلب خداوند که هم چیز
 عجیب ساخته است و در آن عجب بسیار آمده و از آن عجاب و اختلاف آنها آن حضرت صلی الله علیه و سلم
 را بخوبی آتفت فرموده بود پس آن حضرت اکثر بدین گونه سوگند می نمودند که لا وقلب القلب نیست سوگند

گروانده و لهذا این حدیث در بخاری بر روایت حضرت ابن عمر مروی است که ذاتی تخریج الاحیاء و اکثر اینچنین عاینه فرمود
 یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی بنیک یعنی ای گرداننده و لهذا دل را بر دین خود ثابت از این حدیث در نزدی تروت
 انس رضی الله عنه مروی است مردمان عرض کردند یا رسول الله آیا حضور را خوف قلب اقدس خودیش بوده است از نشاء
 فرمودند و این منی و قلب بر صبیحین من اصابع الرحمن قلبه کیف یشاء یعنی چه چیز را بخوف می تواند که حال آنکه
 دل در میان و انگشت خداست و انگشتان او و او تعالی قلب ابرگر که نمی خواهد می گرداند و در ولایت آمده است
 ان شاء الله تعالی قاهره ان شاء الله ان یزینها و ان یزینها یعنی اگر او را راست و مشتق منظوری باشد او را راست می دارد
 و اگر کج و مشتق می خواهد کج می دارد و این هر دو روایت را احکام بر روایت نواس بن سمان باندک اختلاف نقل
 کرده است که ذاتی تخریج الاحیاء و آنحضرت صلی الله علیه و سلم مثال قلب ارشاد فرموده اند یکی آنکه فرمودند مثل قلب
 مثل عصا و مثل قلب فی کل ساعه و استان قلب بچرخ می است که هر دم متغیری اند و این احکام و هفتی و است
 ابو عبیده بن جراح و فرموده مثل القلب فی قلبه کالقدر او استجمعت علیها یعنی استان دل و تبدیل مثل دیگر
 است جوش داده شده و روایت کرد تیار بن احمد و احکام بر روایت مقداد بن اسود که ذاتی تخریج الاحیاء و مثال سوم
 فرموده مثل القلب مثل الشیبه باض فلاء قلبها بالریح ظلمطین یعنی مثال دل چنان است که در صحرای بی باشد که بادها
 او را از جانبی بجانبی متغیری گردانند و روایت کرد این اطهرانی و کسیری و سبقی و شعبه و روایت ابی موسی اشعری این
 تبدیل قلب بصفه عجیب از حق تعالی درین باب چنان است که بجز آن مردمان که احوال خویش نگارن می مانند
 و بر آینه می باشند دیگری را معلوم نمی شود و قلب باعتبار ثابت ماندن بر خیر و شر یا نه بدندان اندرین بر سه قسم
 است یکی آن قلب است که از تقوی پر بود و از ریاضت تزکیه آن شده باشد و از خجسته حوادث پاک و صاف
 گردیده و اینچنین قلب خواطر خیر از خیرات مرغیب و طریق ملکوت می آید و عقل در تفکر این خواطر مصروف می باشد
 تا که بر ذائق خیر و اسراف و افساد مطلع گردد پس هرگاه از نور بصیرت بهر شان ظاهری گردد پس می گوید که کردن
 این کار ضرورت و قلب از مرغیب از کتاب آن می دهد و نظر فرشته که برین قلب می افتد می بیند که جوهر این
 صاف است و از نور و تمام روشن است از تقوی و عمود و از شمع معرفت نور علی نور است قابل ماندن است
 و صلاحیت فرو آمدن مایه فی ملائکه دارد پس انگاه از ان لشکر را او را بدی و بد که بنظر نمی آید و بسوی دیگر خیرات

لیکن هرگاه صورتی خوب نظری آید پس از وصیرتی توانند که عقل بصفت می گردد و دل اضبطاتی و بعضی را
 حال این می شود که اگر سامان چاه و ریاست و کبر نظری آید پس آن دیوانه می شوند و بعضی چنان اند که اگر کلمه
 حقارت یا عیب خیش بشنوند بجال غصه آتش شوند و بعضی وقت اندرز و فطرس چنان نیز بود که مروت و
 تقوی را هیچ خیال ننیدارند پس این جمله امور همچنان می باشند که دوو سیاه هوا می نفسانی برقلب می آید
 و نور بصیرت کم می گردد ازین جهت حیوانان مروت بالایی طاق نهاده و تحصیل مراد شیطانی کوشش می کنند
 سوم آن قلب است که در هوا می خاطر نفسانی ظاهر می شود و او را سوی شری کشد همان وقت خاطر ایمان
 می آید و داعی بالخیر می باشد نفس شهوت پرست بجانپاری خاطر شرستندی گردد و درین وقت شهوت ا
 اندک غلبه می شود و تمتع و لذت بهر مظلوم شدن می گیرد پس عقل طرفدارای خاطر خیر می کند و بدیهای شهوت
 بیان می نماید و می گوید که این کار نادانی است یا مشابه افعال بهائم و سباع است که آنها را پروای انجام آن
 نمی باشد و بریدی می افتند پس نفس بصیحت عقل را غلب می باشد همان وقت شیطان بر عقل حمله می آورد و هوا
 نفسانی را دمیساند که این در خشک چرتو از خواستش خود چرا بازیستی در دنیا دیگر کسی نیز نیست که مطلب
 خود بگذارد آید و دنیا در حصه دیگران اند و در سخت تو جبر بختی و ریخ و مصیبت و حیران میخ نیست مردمان
 بر تو خواهند خندید بین که فلان فلان کسان همین خواسته بودند و تو کسب آن شدی چگونه عیش می کنند تو
 از آنها رتبه افزون تر چرا حاصل نمی کنی فلان عالم نیز چنین می کند و از آن پر میز نیاید و اگر این امر متع می بود
 پس او چرا می کرد نفس ازین سخنان بطرف شیطان میل می کند آنگاه فرشته بر شیطان غالب آمد چنین می فهماند
 که کسی که اتباع لذت حال می کند و بر انجام و آل خیال ندارد او تبا می شود و آیا برین چند روزه عیش لذت
 ابد الابد و بهشتی می گذاری و ریخ مصایرت بر شهوت نمی پروای و عذاب و ریخ آسان نیست از افتادن
 مردمان در اتباع شهوات و از اطاعت شیطانی تو هم از نفس غافل می شوی این محض خیال است گناه
 دیگران عذاب ترا کم نخواهد کرد و اگر بالفرض در ایام گرام و گیران در تاب آفتاب سوخته باشند و ترا مکانی بار و
 میسر شود پس تو بهر ای مردمان خواهی کرد یا حفظ خود غنیمت خواهی دانست هرگاه که تو از ایستادن با دیگران
 در تاب آفتاب می ترسی پس از رفتن با دیگران در دوزخ خوف چنانی کنی ازین نصیحت نفس بسوی فرشته

میل می کند و درین کشاکش هر دو فرقی می ماند تا اینکه اگر صفات شیطانی بر دل غالب شوند بردها نشوی
 خواهد ماند و مدد معاون گروه شیاطین مانده از گروه روحانی خواهد کرد و بر اعضا از سابقه تقدیر از لی آن
 کار با جاری خواهند شد که باعث بقاء حضرت حق شوند و اگر بر او غلبه صفات ملکیه خواهد بود پس لغو است
 شیطانی و ترغیب او را هیچ خواهد داشت بسوی ترجیح دنیای فانی و سستی آخرت اندکی هم مانع نخواهد بود بلکه
 او طاعت گروه روحانی قبول خواهد کرد و از اعضا همان امور صادر خواهند بود که موجب رضای الهی اند و نیم
 معادله تقدیر است چه که قلب من پرین صبحین من یا سابع الرحمن من اق است یعنی دل مومن در دو انگشتان است
 از انگشتان حق تعالی در این حدیث در سلم پروایت حضرت عبداللہ بن عمرو مذکور است یعنی کشاکشی در میان
 این هر دو فرقی اکثری ماند و این طرف و آن طرف قلب می کند مگر بسوی طائفه همیشه ماندن بسیار کم است
 و جمیع طاعات خواه معاصی که از خیر اند و غیب در عالم ظهوری آیند بواسطه خیر از قلب می آیند چرا که قلب
 از خیر این ملکوت است و از ظهور آن رباب قلب قضای الهی را می شناسد یعنی هر که به جنت آفریده شده است
 بهر او اسباب طاعت آسان کرده می شوند و هر که بهر دوزخ آفریده شد برای او لوازم معصیت مهیا می گردند
 صحبت نیز بچنان دستیاب می شود حکم شیطان در دل غالب می آید چرا که شیطان از هزاران حکمت احقران
 را فریب می دهد و می گوید ع غفور است او را تو ساغر بخشش پروا کن همه مردمان از خدای ترسند
 خلاف شان باید بود زندگی بهر زبانی است وقت آخر تو بکرده باید گرفت از اول تو به چه ضروری می بینم
 و باید هم شیطان الاغور را یعنی شیطان وعده تو به می دهد و تمنای مغفرت تا که او را بچرخیل انسان آتیه
 کند پس انسان در فریب آمده قول شیطان قبول می کند و از قبول الحق و لش تنگ می گردد و از اول حکم
 الهی چنین می شود فمن یزاد الله ان یمید یشریح صدره للاسلام ومن یردان یضله یجعل صدره ضیقاً خرباً
 کما فی الصعد فی السماران یضرم الله قلوباً لکم و ان یخیر لکم فمن الذی ینصرکم من بعد انین معلوم شد که تبت
 و ضلالت برست و است تقضی الله بایشان حکیم باید که حکم او را معاذ الله بر او فرود آتش می تواند و قضا
 او را چیزی تا خیر می تواند که جنت آفرید و بهر مردمان ساخت او شان را بکارهای جنتیان مشغول
 فرمود و دوزخ را نیز آفرید و بهر مردمان ساخت او شان را در کارهای دوزخ مصروف فرمود و مردمان

میل می کند و درین کشاکش هر دو فرقی می ماند تا اینکه اگر صفات شیطانی بر دل غالب شوند بردها نشوی
 خواهد ماند و مدد معاون گروه شیاطین مانده از گروه روحانی خواهد کرد و بر اعضا از سابقه تقدیر از لی آن
 کار با جاری خواهند شد که باعث بقاء حضرت حق شوند و اگر بر او غلبه صفات ملکیه خواهد بود پس لغو است
 شیطانی و ترغیب او را هیچ خواهد داشت بسوی ترجیح دنیای فانی و سستی آخرت اندکی هم مانع نخواهد بود بلکه
 او طاعت گروه روحانی قبول خواهد کرد و از اعضا همان امور صادر خواهند بود که موجب رضای الهی اند و نیم
 معادله تقدیر است چه که قلب من پرین صبحین من یا سابع الرحمن من اق است یعنی دل مومن در دو انگشتان است
 از انگشتان حق تعالی در این حدیث در سلم پروایت حضرت عبداللہ بن عمرو مذکور است یعنی کشاکشی در میان
 این هر دو فرقی اکثری ماند و این طرف و آن طرف قلب می کند مگر بسوی طائفه همیشه ماندن بسیار کم است
 و جمیع طاعات خواه معاصی که از خیر اند و غیب در عالم ظهوری آیند بواسطه خیر از قلب می آیند چرا که قلب
 از خیر این ملکوت است و از ظهور آن رباب قلب قضای الهی را می شناسد یعنی هر که به جنت آفریده شده است
 بهر او اسباب طاعت آسان کرده می شوند و هر که بهر دوزخ آفریده شد برای او لوازم معصیت مهیا می گردند
 صحبت نیز بچنان دستیاب می شود حکم شیطان در دل غالب می آید چرا که شیطان از هزاران حکمت احقران
 را فریب می دهد و می گوید ع غفور است او را تو ساغر بخشش پروا کن همه مردمان از خدای ترسند
 خلاف شان باید بود زندگی بهر زبانی است وقت آخر تو بکرده باید گرفت از اول تو به چه ضروری می بینم
 و باید هم شیطان الاغور را یعنی شیطان وعده تو به می دهد و تمنای مغفرت تا که او را بچرخیل انسان آتیه
 کند پس انسان در فریب آمده قول شیطان قبول می کند و از قبول الحق و لش تنگ می گردد و از اول حکم
 الهی چنین می شود فمن یزاد الله ان یمید یشریح صدره للاسلام ومن یردان یضله یجعل صدره ضیقاً خرباً
 کما فی الصعد فی السماران یضرم الله قلوباً لکم و ان یخیر لکم فمن الذی ینصرکم من بعد انین معلوم شد که تبت
 و ضلالت برست و است تقضی الله بایشان حکیم باید که حکم او را معاذ الله بر او فرود آتش می تواند و قضا
 او را چیزی تا خیر می تواند که جنت آفرید و بهر مردمان ساخت او شان را بکارهای جنتیان مشغول
 فرمود و دوزخ را نیز آفرید و بهر مردمان ساخت او شان را در کارهای دوزخ مصروف فرمود و مردمان

نشان هر دو قسم مردمان آموخت و ارشاد نمود آن الابرار لقی نعیم و ان النجار لقی عظیم باز زبان رسول صلی الله علیه و سلم این هم ارشاد فرمود که لاری الجنة ولا ابالی و هو لاری النار ولا ابالی این مردمان در جنّت اند و مرا برود آن نیست این درد و زنج و مرا برود ای آن فی غرض که معامله حق حق است بسیار دراز لایسل عما یفعل فیهم یسکون انتهى اگر کسی را در اینجا شبهه بخاطر رسد که چون انداختن خواهش نیک و بدی از این جانب است پس چه لازم آمد و بی اختیار بی هم رسیده کار خایه جز دادن و بد کردن ترسانیدن و رغبت دادن همه بر هم شد و فائده فرستادن غمخیزان نازل کردن کتابها و بر پا کردن قیامت و شتر و شتر و سوال و حساب همه مقتضی زائل گشت جوابش آنست که جبر در صورتی لازم می آید که اراده و اختیار در میان نباشد و هر گاه هر چه می کنند باراده و اختیار آنکس می کنند پس چرا جبر لازم آید و هر کس در اعمال نیک و بد خود که باراده و اختیار خود می کند و در حرکات و سکنات مثل سیلان آب افتادن سنگ قیظ ظاهر است جبر این است آن جمادات و دیگر امور مذکور را وجود اختیار کافی است آنکه اختیار هم بدست خود باشد و چون ذات بنده از جای دیگر فراموش و وجود پیدا کرده است اختیار او چنانچه از خودش خواهد بود که مرتبه کسب از موصوف او نیست که ذاتی تفسیر فتح الغریز **صل کیفیت حدوث ثبوت دل** آنکه از روایت حضرت عبداللّه بن مسعود و دیگر صحابه آنحضرت صلی الله علیه و سلم مروی شده است که چون بنده مرکب گناهی می شود یک خال سیاه بر دل او پیدا می گردد و اگر تو به کرد آینه دل و استقلال گرفت و روشن شد و الا آن خال سیاه در روی ماند باز چون گناه دیگر کرد خال دیگر پیدا گشت و به همین ستور هر گناه موجب حدوث سیاهی می گردد و آنکه سطح قلب تلمّنه تا یک بظلم می شود و دل بمنزله آئینه است بقدر صفای انطباع صور در آن می شود و چون رنگ گیر و هیچ صورتی در نقش پذیر نشود پس حدوث این بر دل موجب ابطال است و فهم حق دلیل کشف می گردد و ذکر دلایل و توضیح بخت پیغمبران در آن تاثیر نمی یابد و حق را باطل باطل را حق میدانند و حسن اقیح و قبیح را حسن می پندارند و معنی حدوث خال سیاه که در حدیث وارد است آنست که هر فعل بدیهی ظلمانی و از لطیفه قلب احداث می کند نه آنکه برین مضبوطه صنوبری رنگی محسوس نموداری شود زیرا که این مضبوطه صنوبری قلب حقیقی نیست که افعال نیک و بد را در آن تاثیر باشد قلب حقیقی عبارت از لطیفه و دیگر است که تعلق با این جسم لحمی دارد

۴
برای
نیکوکاران
در وقت
بیشتر
و برای
بلوکاران
در وقت
۴
برای
نمی شود
از آنچو
می کنند
والشبان
بر سیوه
و غیره

چنانچه قوت بینائی و شنوائی چیز دیگر است که چشم و گوش ظاهری تعلق دارد و درین جا باید دانست که شخص
و دیگر قرا و معتبر را بل امکانست می کنند و لام را در حرقت را موافق قاعده ی رمون صاف او قاعده نمی نمایند و ظاهر
ست که این طریق را و امر منقول از جناب پیغمبر صلی الله علیه و سلم تواند بود و نزول وحی بر حسب آن واقع شده
پس این امر نکته می خواهد و آن نکته بسیار باریک است بدون تمهید مقدمه در ضمن نمی نشیند اول باید دانست
که قاعده بلغای هر لغت است که بعد از بل یا بلکه یا دیگر کلمات از ضرب علی اختلاف اللغات اگر چیزی مذکور کنند
که ذکر آن منظور داشته اند وقفه و سکنه نمی نمایند بلکه بل ابا بعدش متصل می آید و اگر بنا بر کراهت یا احتیاط
میصلحت دیگر آنچه منظور بود در ذکر نیازند و چیزی دیگر که کمتر از آن باشد اما در اشعار بعد عا کفایت کند عوض آن
مذکور کنند و وقفه تعلیل در میان بل ابا بعد آن لازم می شناسند و رعایت این وقفه نهایت بلاغت است چنانچه
هر کس از اهل بلاغت در لغت خود بعد از تجربه و قیاس این معنی روشن می گردد و چون این مقدمه تمهید
شد باید فهمید که چون بر کلمه بل وقف میسری که عبارت از سکنه است و در اینجا فرموده اند اشعار شد با کلمه
حالت لهای این کافران که در حق آیات الهی گمان افسانه های پیشینیان دارند قسمی خراب است که ذکر آن
حالت کما هو حقها در فهم بندگان که از دلهای خود خبر ندارند با احوال لهای دیگران چه رسد سخاوت آملان و اگر
حدوث رنگ که مانع نظر صحیح و کشف صحیح است و درین مقامات کافی است و به فهم مخاطبین نیز نزدیک
زیر که حدوث رنگ در آئینه ظاهری می بینند و مانع شدن آن رنگ از انطباع صور مشاهده می کنند الغرض
درین آیت تذکره شد است کسی را که گناه بر گناه کرده می رود و تدارک غافلانه توبه و ندامت و استغفار نمی نماید
مثلاً آنکه مریض سوء مزاج قلیل اینجا طریا و در دو غده اضمحلیت کند و به دو آن پردازد و آنکه سوز مزاج مستحکم
گردد و علاج پذیر نماند آری این مرض درونی است که جزو طبای روحانی که عبارت از انبیا و اولیا باشند آنرا
نمی شناسند و به علاج آن نمی رسند مشکل تر آنست که این مرض چنانچه موجب فساد مزاج روح و مانع نظر
و کشف می گردد همچنان از انبیا و اولیا دور می سازد و حجاب کثیف مانع از شناخت طبای روحانی پیامبری کند
و چون طبیب را نه شناخت و حال مسیح پنداشت معالجات روحانی که در دید و نوبت بیاس و حرمان نتواند
اعا و اندرین ملک اگر رنگ لهای زده گویند که ما را در دنیا از تصفیه و تقصیل لهای کشاید و ترک معاصی چیرا

باید کرد که روز قیامت یا شراق نور تجلی خود بخود این رنگ نماید و در وصفانی اتم هر چه خواهد گفت و چنانچه زعم
مستقدان آن روز است در جواب بایگفت (کلام) یعنی چنان گمان نکند که رنگ امای ایشان فقط در دنیا
تأثیر کرده ایشان را از فهم حق و معرفت آیات اسد و اعتقاد و رجز باز داشته بلکه تأثیر آن رنگ است و زقیات
قوی تر خواهد بود زیرا که انهم عن بهم بوسند لحو بون یعنی تحقیق ایشان از پروردگار خود آن روز محبوب خواهند بود
و با شراق نور تجلی منتفع خواهند شد و دیدار او خواهند یافت زیرا که قاعده عقلی است که نور را بدین نور بتوان
دید و چنانچه دیده بصیرت ایشان در آخرت با جمل عظلمات آتیه عرضیه زویدار او تعالی شهنشاه تجلی و غشا که در دنیا

هر که امروز نبیند آخرت دوست غالب آنست که فردا شش نه بیند دیدار

چون محبوب بودن دیدار پروردگار را در مقام بانی کافران و منکران و جزو او گرفته اند و دلیل صریح شده
بر آنکه مومنان آن روز از دیدار پروردگار خود محبوب باشند و باین لذت و بهجت خوش وقت نشانان گذرند
و اگر مومنان این نیز این دولت نصیب نشود پس در میان کافران و ایشان درین امر فرقی نباشد و ذکر کردن
این صفت در حق کافران نهایت نامناسب و دور از آئین بلاغت گردیده و معاف اند که کلام الهی را کسبی بین
نوع فمده حضرت موسی عم را که سوال ویت کرده بودند در جواب لحنی انی ارشاد شد منظور آن بود که در دنیا طاعت
دیدار او تعالی باین آلات جسمانیه قالمه الفنا نخواهی آورد و آنکه در آخرت هم نخواهی دید زیرا که کلام آینده
یعنی دستقر مگاه فسوف ترانی تعلیق رویت بر استقرار می کند و در سوره فرقان در حق بهشت ار دست

که حسنت مستقر و متقا و عند حصول الشرط یحب حصول المشروط و در احادیث متواتر یعنی ثابت شده که
جمیع مومنین را این دولت نصیب خواهد شد اما بقدر اعمال خود درین نعمت هم متفاوت خواهند بود و دعوا
مومنان را در روز جمعه که در آخرت نام آن یوم المیزه خواهد بود باین دولت خواهند نواخت خاصان هر روز
و در بار وقت صبح و وقت عصر و اخلاص را که استگمان جنت عدن اند و در اقربا و تعالی انکشاف
تجلی حاصل خواهد بود و چنانچه در حدیث صحیح وارد است که دابین القوم و بین ان یظروالی ربهم و در الکبریا و
علی و بهمنی جنت عدن و آنچه از بزرگان منقول است که دیدار او تعالی بی کیفیت و بلا مقابله و مواجعه خواهد بود
مناقض احادیث صحیح که در این ویت صورتها فرموده اند نیست زیرا که در موقوف بصورت نخواهد بود و بعد

س

از قدر

بجای

فجای

س

کدام

گاه

دین

دست

اصل

س

درب

ی شود

مسل

شدن

شروط

س

میان

دین

کلی

نور

نور

نور

از دخول بهشت بے صورت یا آنکه در بعضی اوقات کیفیت متقابل خواهد شد و بعضی دیگر بلا کیفیت متقابل
و تحقیق آنست که در هنگام دیدن حق تعالی ماسوائه از نظر خود برگشت و دنیا که با چیز دیگر هم می نیمد باین سبب
متقابل و جهت دیگر خصوصیات طوطا نظر عقل می باشد و چون با او تعالی چیزی نمی گیرد اصلا نمی و بصیر نخواهد ماند لحاظ
جهت متقابل و دیگر خصوصیات از نظر عقل ساقط خواهد گشت بلکه هرگاه بصیرت دینی می نیمد اگر بصیرت کار و زو
مصروف می شود و دیگر آلات و قوی بکارهای خود مشغول می باشند عقل بکار خود ازین جهت تشخص صورت
تشکیل نمون و تناسب اعضا و طول و قصر و دیگر خصوصیات می تواند شد و هرگاه بکلی به جمیع جوارح و اعضا و زو
مصروف شوند و متغیرات اتم دست و تشخص این امور اصلا ممکن نخواهد شد چنانچه در دنیا که فی الجمله شرکت
حواس دیگر در ابصار بعضی مبصرات مجبوره دست می دهد نمونه این حالت نموداری شود حال آنکه هنوز درین
استغراق و دران استغراق فرق بسیار تفاوت بشمارست و الله اعلم بحقیقه الحال اینچنین است و تفسیر فی الجمله
وصل بدانکه دل چیست و تربیت و تصفیه آن چیست و کمال او در چیست پس صورت دل آنست که گشت
پاره صندوبری که در چله حیوانات است و در آدمی گشت پاره صندوبری در جانب پهلوی چپ از زیر سینه و آن گشت
پاره کل اجائی است روحانی که عقل نتیجه آنست و آن جان هیچ حیوانی را نیست مخصوص است بدل عموم
انسان لیکن جان دل او در مقام صفات از نور ذکر و معرفت و محبت دل دیگر است که آن دل هر شخص را نیست
چنانکه فرموده اند فی ذلک لندکری لمن کان لقلب یعنی آنکس که دل حقیقی دارد و نپذیرد یا نه هر کس را دل
اثبات نکرد ازین دل حقیقی خواهد که ما آن را چنان دل می خوانیم چنانکه استانی گوئید
صندوبتر عشق بریدگ روح زدند یک قطره فرو چکید نامش دل شد
و دل اصلاحی و فسادوی هست صلاح دل و صفای اوست و فساد دل در کرد و رت او و صفای دل از
صحت و سلامت اوست و کرد و رت دل از بیماری و خلل حواس او و دل اینج حاسه است چنانکه قالب را
پنج حس است و چنانکه صلاح قالب بسلامتی حواس است تا جلگی عالم شهادت بدان پنج حس ادراک میکند
صلاح دل نیز و سلامتی حواس اوست تا جلگی عالم غیب بدان پنج حس ادراک می کند و دل آشنایی است که
مشاهدات غیبی بدان بنید و گوشه است که بدان استماع اهل غیب و کلام حق شنود و دشامی است که در غیبی

بدان بود و کامی است که محبت و خلوات ایمان و طعم عرفان بدان یابد و همچنانکه حس لمس قالب در هر اعضاست
 تا بجا که اعضا از لموسات نفع می گیرند دل اعتقاد بر آن مشابه است تا بجا که دل بواسطه عقل از کل معقولات
 نفع یابد پس هرگز این حواس دل بسلاست است صلاح دل و نجات تن و اصل است و هرگز این اس
 دل بسلاست نیست فساد دل و هلاک تن و در آن است چنانکه حضرت علی علیه السلام فرمودند ان فی
 جسد ابن آدم لمضغته الخ و حق تعالی در قرآن به معنی می فرماید که هرگز حواس دل بسلاست اند نجات در جسد
 حاصل است که الا من اتى القلب سلیم یعنی اگر آنکه داد حق تعالی او را قلبی سلیم و هرگز حواس دل خللی است
 و در رخ و در کات برای اوست که تقدیر از آنچنین کثیر من الجن الا ان الله لا یعلمون بها و هم لا یعلمون
 بها و هم اذ ان لا یعلمون بها یعنی تحقیق پیدا کردیم برای دو تری بسیاری را از جن مردمان را ایشان اولها
 هستند که درمی یابند بآن دلها توان نغیران و مرد ایشان را چه تنها اند که نمی بیند با آنها و مرد ایشان را گوشها اند
 که نمی شنوند با آنها و جای دیگر فرمودیم که نمی فهمند لا یعلمون وی فرایق آنها لا تهی الا بصار و لکن نمی القلوب
 التي فی الصدور و این معنی در قرآن بسیار است پس تصفیه دل در سلاستی حواس اوست تربیت دل در توجه او
 بحضرت الوهیت و تبری از اسوای حق عز و جل ۵ ای دل به واسطی و است جان او باز
 جان اچه محل هر دو جهان او باز بسیار گویم که فلان را در باز تا هر چه ترا خوش است آن او باز
 چون حضرت ابراهیم علیه السلام با سوای حق نگریست خود را بسیار خواند فقطر نظره فی النجوم فقال ای سقیم
 چون از بسیاری شفا یافت در بسیاری نظرش بر خود افتاده بود در شفا نظرش بر حق افتاد و گفت اذ صرت
 فمشیقین و از اسوای حق متبری شد و متوجه حضرت گشت فرمود انشی بری ما تشرکون انی و بهرت بهی
 للذی فطر السموات و الارض انشی کذا فی مرصاد العباد و حاصل آنکه دل را اطوار مختلف اند و در هر طور ی
 عجائب بسیار است و معانی بیشمار تصبیه است که کتب بسیار شرح آن و فاکنند حضرت امام غزالی کتابی
 و عجائب القلوب ساخته اند و هنوز عثمیری از آثار آن نگفته اند و آنچه این ضعیف درین مختصر بیان می کند
 از دل همانا او و جز و ادنی آورده اند الا ما اشار الیه بآنکه دل بر مثال آسان است در عالم صغری و قالب
 بر مثال زمین زیر که خورشید روح او از آسان دل بر زمین قالب طالع می شود و آن انبوجیات

لله کافران
 که از او کفارند و کفارند و کفارند
 پس ایشان کفارند
 فی القلوب
 یعنی در دلها
 ان نایبنا
 در آنجا که
 بهند است
 پس فکر در این
 در کافران پس
 گفت کافران کافران
 معلوم می کند که
 درین پیدا خواهد
 شد اسرار
 چون بسیار است
 خدا می توانی شفا
 می دهد ۱۲
 پس از اقامت
 که شرکی کند
 مردمان تحقیق
 من گردانیدم
 و دست خود
 بسوی خانه
 پسید اگر دست
 آسان بود و نه

طوطی هم از بهجه القلب غنایند و آن معدن ظهور انوار تجلیات و صفات الوهیت است و سر و لقیه که مناسبتی
 آدم این است که آن نوع تجلی که است قبول تجلی با هیچ نوع از انواع موجودات نکرد پس تمام صحت و سلامت
 و صفاتی دل در آنست که بکلی از آفت بیماری دل خلاص باید و بکلی آن اطوار سر و خط عیودیت نهند
 و هر طور بنحایت آن معنی که در موضوع است مخصوص گردد و بر وفق قرآن بطریق متابعت با ابتداء و دل
 طفولیت است مرض بروی مستولی بدین صفات موصوف نگردد و بابت تربیت بحد بلوغ خویش برسد
 و شفا و صحت بکلی نیاید و تربیت دل بستر شریعت توان کرد که آن را طریقت خوانند و صحت دل بواسطه
 معالجت بصواب و مستعال او و به حاصل توان کرد چنانکه قانون قرآن شرح معالجت و بیان و بیان آن
 مشحون است و اطباء حاذق دل را در معالجه دل اختلاف است هر کس بنوعی در معالجه شروع کرده اند و لیکن
 هیچکس از قانون قرآن قدم بیرون نه نهاده اند بعضی در تمذیب و تبدیل اخلاق کوشیده اند و هر چه از صفات
 انسانی که بصفتان فیمیه موصوف است و بیماری دل از آن پیدا شده باشد آن صفات معالجه کرده اند
 تا آن صفت را حمیده کنند که گفته اند علاج بضر و مضرات یعنی بوقت غلبه حرارت علاج بسردی کنند
 و بوقت غلبه سردی علاج بحرارت کنند و علی بن اچون خواسته اند که صفت بخل را معالجه کنند که نوعی از مرض
 است و بصحت سخاوت رسانند آن را ببدل ایشان را معالجه کرده اند و مرض حرص را بترک دنیا و مرض
 شهوة را بتقلیل طعام و تجرع جرعه جوع و آفت شهوة را بترک لذات و کثرت ریاضت و مجاهدات همچنین
 هر صفتی را بضر آن معالجه کرده اند چنانکه طبیب حاذق دفع حرارت یا دویه کشد و دفع برودت بچوبه ها
 گرم علی بن اچون طریقی معقول است و مناسب ولیکن عمر باورین صرف شود تا یک صفت را مبدل کند
 و بکلی خود مبدل نشود که این صفات ذاتی و جبلتی انسان است که تا تبدیل خلق الله و این صفات هر یک
 در مقام خویش می باید و مقصود بکلی زایل کردن این صفات نیست مقصود باعتدال باز آوردن این
 صفات است و صرف کردن هر یک به مقام خویش چنانکه از آله حرارت و برودت بکلی مطلوب و محمود
 نیست از مزاج انسان معالجه باعتدال باز آوردن مزاج مست در حرارت و برودت فلاسفه را اینجا
 غلط افتاد که عمر در تبدیل اخلاق فیمیه صرف کردند و متابعت انبیاء واجب ندانستند و پنداشتند که بجز و نظر

ل

کفین

کرم

گوناگون

انسان

آدم

۱۲۱

ل

بن

بن

نقد

۱۲

عقل این معالجه را مست شود و نمیشوند که دل را بیرون از عقل چنانکه ای دیگر بود و ترتیب خویش
 پنداشتند کامل ترین که عقل است و آفت عقل از این صفات ذمیة حیوانی است چون آن مبدل شود
 بعقل بصفات روحانی و مقصود کلی خویش رسد و این تبدیل خواستند تا بنظر عقل کنند گفتند که علم و
 عقل در ایم مبتدعت ابتدا چه حاجت داریم بانی که کسی محتاج بود که جاهل و کم عقل باشد نمیشوند که و رای
 عقل انسان را آگهی دیگر است هزار باره از عقل شریف تر چون دل با طوار و سر و روح و خفی بعقل ادا که آن
 آله نتوان کرد و آن اثر بریت بنظر عقل نتوان داد که عقل هم در بدایت معلول و محتاج تربیت است و او
 خود مریض است محتاج طبیب معالجه است و دیگر اطیبی نتواند که گفته اند اساع لعلیل
 چنانکه می گوید **طبیعی اوی و طبیب مریض** این جمله محتاج شایع آمد تا او
 بر قانون شریعت معالجه هر یک بصواب بفرماید و چون جمیع از اهل ضلالت او دیده بصیرت بخشیم بند
 شقاوت بر بستند از دیدن خاصیت کسیر شرع و از شرعیت محروم ماندند با ستم از او استحقاق بدان
 نگریستند و به خوش آمد نظر عقل و گشتگی آن مغرور شدند لاجرم حق تعالی در حق ایشان فرمود که الله ستمی
 بهم و میدهم فی طغیانهم لعینون و آن طائفه که بر قانون شرع صرف کردند در تبدیل اخلاق بطریق مجاهده
 و معالجه بکشیدند چون یک نان از مخالفه نفس باز ماند نفس دیگر باره توسنی آغاز نمود و فساد و گسلد و رو
 بران خویش آورد بلکه گنگ نفس را هر چند بر بندگرسنه تر بود و آن ساعت که از بند ریاضت خلاص یابد
 شره و حرص و شهوت و زیاده از آنچه بود ظاهر شود و صفات دیگر بهین نسق دارد و همچنین دل اگر از جاری
 صفات ذمیة خلاص یابد و خواهد که در مقامات دلی روشن و پرورش یابد و عمر در عده یک و شش صرف
 کند از عده آن در روشن و پرورش بیرون نتوان آمد و چون در پرورش بیرون نتوان آمد در پرورش
 صفت دیگر شروع کند آن صفت دیگر خلل پذیرد پس معلوم می شود که این کار بجا به خشاک نیاید و قتی
 خواجه منصور صلاح ابراهیم خواص ارجمته الله علیه را بدید دریافت پرسید که در چه مقامی گفت سی سال
 است تا نفس را ریاضت می دهم در مقام توکل خواجه حسین گفت که وقت که فانی کردی عمر خود را در عمارت
 باطن پس کجا هستی تو از فانی الله یعنی آنچه مقصود اصلی است و دیگرست و طریق زاهدان دیگر شیخ ابو سعید

عقل این معالجه را مست شود و نمیشوند که دل را بیرون از عقل چنانکه ای دیگر بود و ترتیب خویش
 پنداشتند کامل ترین که عقل است و آفت عقل از این صفات ذمیة حیوانی است چون آن مبدل شود
 بعقل بصفات روحانی و مقصود کلی خویش رسد و این تبدیل خواستند تا بنظر عقل کنند گفتند که علم و
 عقل در ایم مبتدعت ابتدا چه حاجت داریم بانی که کسی محتاج بود که جاهل و کم عقل باشد نمیشوند که و رای
 عقل انسان را آگهی دیگر است هزار باره از عقل شریف تر چون دل با طوار و سر و روح و خفی بعقل ادا که آن
 آله نتوان کرد و آن اثر بریت بنظر عقل نتوان داد که عقل هم در بدایت معلول و محتاج تربیت است و او
 خود مریض است محتاج طبیب معالجه است و دیگر اطیبی نتواند که گفته اند اساع لعلیل
 چنانکه می گوید **طبیعی اوی و طبیب مریض** این جمله محتاج شایع آمد تا او
 بر قانون شریعت معالجه هر یک بصواب بفرماید و چون جمیع از اهل ضلالت او دیده بصیرت بخشیم بند
 شقاوت بر بستند از دیدن خاصیت کسیر شرع و از شرعیت محروم ماندند با ستم از او استحقاق بدان
 نگریستند و به خوش آمد نظر عقل و گشتگی آن مغرور شدند لاجرم حق تعالی در حق ایشان فرمود که الله ستمی
 بهم و میدهم فی طغیانهم لعینون و آن طائفه که بر قانون شرع صرف کردند در تبدیل اخلاق بطریق مجاهده
 و معالجه بکشیدند چون یک نان از مخالفه نفس باز ماند نفس دیگر باره توسنی آغاز نمود و فساد و گسلد و رو
 بران خویش آورد بلکه گنگ نفس را هر چند بر بندگرسنه تر بود و آن ساعت که از بند ریاضت خلاص یابد
 شره و حرص و شهوت و زیاده از آنچه بود ظاهر شود و صفات دیگر بهین نسق دارد و همچنین دل اگر از جاری
 صفات ذمیة خلاص یابد و خواهد که در مقامات دلی روشن و پرورش یابد و عمر در عده یک و شش صرف
 کند از عده آن در روشن و پرورش بیرون نتوان آمد و چون در پرورش بیرون نتوان آمد در پرورش
 صفت دیگر شروع کند آن صفت دیگر خلل پذیرد پس معلوم می شود که این کار بجا به خشاک نیاید و قتی
 خواجه منصور صلاح ابراهیم خواص ارجمته الله علیه را بدید دریافت پرسید که در چه مقامی گفت سی سال
 است تا نفس را ریاضت می دهم در مقام توکل خواجه حسین گفت که وقت که فانی کردی عمر خود را در عمارت
 باطن پس کجا هستی تو از فانی الله یعنی آنچه مقصود اصلی است و دیگرست و طریق زاهدان دیگر شیخ ابو سعید

جرد و زخ و فردوس مکانی دیگر است پس طریق مشایخ ماقبل الله ارحم	بار اجزا ازین نمانی و گریست قرآن مجید زاهدی جهانی دیگر است	رحمة الله علیه گوید رباعی قلاشی ز ندست سرایه عشق
<p> بران جلاست که درین کار اول در تصفیه دل کوشند نه در تبدیل اخلاق که چون تصفیه دل دست یابند و توجیه بشرط حاصل آید و بربر اقبه ماومت نماید و فیض حق را قابل شود و از فیض حق و تصرف اراده حضرت عزت جل جلاله چندان تبدیل اخلاق نفس تحصیل صفات دل میسر شود که بمراتب مجاهدات و ریاضات نفس شود و این یعنی چون فیض حق حاصل آید بحد اعتدال طریق صواب باشد و آنچه بجا بدهد و ریاضات حاصل آید دران تفاوت بود و برحک شریع راست باید کرد و الا از ان آفات بود و غلله های دیگر نیز در این طریق تصفیه دل است که اول داد راه تخرید صورت بد بدترک دنیا و قطع تعلقات از خلق هر قدر که باشد و حبش بیخی کامل که رکن عظم است و ترک مال و فوات طبع و باختن جاه و مال و براندختن خان و مان و اهل عیال خویش و پیوند ماومت بران تا بمقام تفرید رسید یعنی تفرید باطن از هر محبوب و مطلوب و مقصود که ماسوای حق است تا آنگاه که توحید حقیقی که سر فاعلم الله لا اله الا الله است مدوی نماید چه توحید را مقامات است توحید ایمانی دیگر است و توحید ایمانی دیگر و توحید انسانی دیگر است و توحید عیانی دیگر و توحید عینی دیگر تا داد وحدانیت ندید بحقیقت وحدت نرسد که ساحل بحر عشق احدیت است و شرح این مقامات اطنانی دارد و چون بقدر وسع از عمده تخرید و تفرید به باطن بیرون آمد در تصفیه دلی افتاد پس در بر ماومت خلوت و ملازمت و ذکر گوشت تا بخلوت حواس ظاهر باز از کار معزول نشود و در اوقات محسوسات از دل منقطع گردد و چه پیشتر که ورت و حجاب دل از تصرف حواس در محسوسات پدید آید چون آفت حواس منقطع شد آفت وساوس شیطانی و هوا حبس نفسانی نماند که بدان مشغول و مکرر باشد آن راه بکار دست و ذکر کشایش یا بچنانکه شرح آن فصل احتیاج بذکر الله الله بسیار انشاء الله تعالی پس بنور ذکر و نفی خواطر از تشویش شیطانی خلاص یا بد باحوال خویش پردازد و فوق ذکر یازد و ذکر از زبان ستاند و دل بیکر مشغول شود و وصایت و نورانیت ذکر هر که ورت که از تصرف شیطان و نفس بدل رسیده باشد و در دل شکن گشته محو کردن گیر و چون مصقل آئینه را خواججه عالم صلی الله علیه و سلم از اینجا فرموده که هر چیزی را آله صیقل است </p>		

و آنکه صیقلی در لها ذکر است بقدریکه درت برنخیزد حجاب کم می شود تا نور ذکر بر دل تابد و دل مجد و حق پیدا آید تا المومنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم و چون دل را ذکر شرف یافت قساوت بخیزد و آنکه رقت در دل پیدا آید تلین جلوه دهم و قلوبهم الی ذکر الله چون بر ذکر ملامت نماید سلطان ذکر بر ولایت دل مستولی شود و هر چه نیاید و محبت حق است جمله را از دل بیرون کند و سر را بر اقباب بر دل نشانزد و چون سلطان ذکر ساکن و مقیم ولایت دل شد نور دل را با او انس طمانینت پیدا آید و هر چه جزو ذکر کدو راست و حشت ظاهر کند و دل درین حال بمقام ولی رسد الا ذکر الله تطمئن القلوب تا ذکر محبت دنیا و آخرت و هر چه در انس از دل رد می کند بدانکه هنوز دل بکمال نرسیده است و کدورت و بسیاری تهدری باقی ست هم بصقالت لا اله الا الله تربیت یابد و نفی ماسوای حق تعالی از دل آن کند تا آنکه دل بین کلمه نقش شود و بگوید هرگز در توحید هرگز و از اینجا هیچ اندیشه غیر نماند و هم سوخته شود و جوهر کلمه قائم مقام جمله نقوش ثابست گردد در سبای تا دل بدو نیک جهان آگاه است و دستش بدو نیک جهان گواه است زین پیشی دل بود و هر از اندیشه اکنون همه لا اله الا الله است درین وقت سلطان عشق را بر سلطنت بشهر دل فرستد تا بر سر چهار سوی دل و روح و نفس و تن نشینند و شعله شوق را بفرمایند نفس اماره صفت را قلاش و از بر سن در در بند و کمن طلب برگردن تهد و بسیار استگاه دل آورد در بادیه علم سلطان عشق تیغ ذکر از نیام حروف برگشود و سر و ای نفس بر دار و پرداخت اخلاص کند چون ندان شیاطین که همه کار داران نفس بوده اند این معنی بشنوند و سیاست سلطانی ببینند شهر بدن اخالی کنند و از ولایت سینه رخت بیرون برزد جلگی تو را و باش صفات ذمیمه کار دو کفن حجر بر گیرند و بدر تسلیم و بندگی در آیند و گویند ربنا ظلمنا انفسنا اگر قصابی بکش و اگر سلطانی بپنجش سلطان عشق جمله صفات ذمیمه نفسانی را از زندگی و ناپاکی توجیه دهد و خلعت بندگی در گردن ایشان اندازد و سرنگی درگاه دل برایشان از ذاتی دارد تا هر یک سری و سروری گردد و چون بسامان با آید از ایشان همین مطلوب بود چون شهر بدن از غوغا رنود و شیاطین و تشویش او ماش صفات ذمیمه نفسانی پاک گشت و آئینه دل از زنگار طبیعت و آفات حواس خالی شد بعد از این بارگاه جمال صمدیت ایشان

مستان آن

سنت

و شکر ذکر

کدو شود

خاصی تا کجا

را تبس

درگاه

ایشان

ع

مستان آن

سنت

و شکر ذکر

کدو شود

خاصی تا کجا

را تبس

درگاه

ایشان

بل که مشرقه آفتاب جلال احدیت را در بیدارین حال سلطان عشق را بشکلی شهر دل فرو دارند و ز عقل را
 بنوایی فر کنند و شهر دل را بر زیور ولایت و جواهر لقیّن و صدق و اخلاص و توکل و کرم و مروت و فتوت
 و شجاعت و فراست و این تقوی و حیا و زهد و ورع و حسن خلق و علم و حلم و دیگر صفات حمیده و خصائل پسندیده
 بسیار این چه بوده است سلطان عشق حقیقی بخلوت سر دل در می آید و معشوقه صلی از تنق جلال
 جمال می نماید دیگر باره چاش لا اله الا الله بارگاه از خاصگان صفات حمیده همه خالی کند زیرا که غیرت
 نفی غیر می خواهد دل که عاشق ویرینه است و چون یعقوب ساکن بیت الاحزان سینه است و در بجمال
 یوسف و شن خواهد کرد و بیت الاحزان را بجمال یوسفی گلشن خواهد گردانید و از غم بنیادی و از محنت
 بدولت خواهد رسید و از کربت فرقت بهشت و صلت خواهد پیوست و از خاک فلت بهشت عزت خواهد
 دل درین مقام حقیقت دلی رسید و بصحت و صفای صلی باز آمد و آنچه مقصود وی بود به حصول پیوست آن
 صفات و سمیه نفسانی که عمر با بجا هدایت خشک بجا اعتدال نرسیدی و آن اخلاق دلی بقرن حاصل نشدی
 درین کمیابگری ذکر و صفت و طریقت و تصفیه دل میسر و همیا گردید و در صفات انقیاد و زانید و بعضی
 تنایت بکمال سلطان فرمان و او غنمت الوجوده الحی القیوم بارگاه دل را از زحمت اغیار خالی کرده و تنگاه خاص
 ساخته که ایستنی ارضی و لاسمانی و انما یسغنی قلب عبدی المؤمن بعد ازین فرمان حق بر جمیع صفات اخلاق
 غالب آمد که والد غالب علی امرویه و هیچ عضوی و صفت نتواند که بطبع خود تصرف کند الا بتحت کنت له سمعاً و
 بصراً و لساناً و باری بیسمع و بی بصیر و بی بطق و بی طبش پس درین مقام دل محل ظهور جمیع صفات حق گردد
 و چون صفات بر دو نوع اند صفات لطف و صفات قهر و درین نظر این دو صفت گشت حضرت و الجلال
 گاهی بصفت لطف با آن آشکارا گردد و گاهی بصفت قهر و در پیوسته در تصرف و ثقل ظهور این دو صفت
 لطف و قهر باشد خواه چه عالم صلی الله علیه و سلم ازین اشارت فرمود قلب المؤمن بین صبعین اصابع الرحمن
 یقلبها کیف یشاء این اشارت بر حانیه است و اشارت بر حانیت کرد و بالو بیت نکرد زیرا که دل محل
 ظهور است و صفت حانیت است و صلی در بیان خواطر و وساوس و هوا و اجس و غیره
 بدانکه معرفت خواطر از غوامض علوم است و ادراک قواید و عواید آن از دقائق فهم و قلت اهتمام

س

از دینی

نمودند

ذات

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

از

بدان از قلت فهم منافع آن پیدا شود و زیاده شوق و تیرا شیفست تحصیل معرفت آن از ترقی همت رفعت
 مرتبت پیدا آید هر چند همت قبیح تر طلب آن معنی در نهاده بیشتر و چگونه طالب صادق مشتاق معرفت
 خواطر نبوغ و حال آنست که صلاح و فساد اعمال بدان متعلق است مسادات و شقاوت بدان منوط و مربوط
 چه بعضی از آن نتیجه ملکی است و بعضی نتیجه لای شیطانی چنانکه در حدیث آمده است که نوشته خواهد شد
 اینک تعریفات هر یک مع مال و اعلیها باید دانست که خطور را هم معنی گذشتن اندیشه است بدل و خطر
 بمعنی اندیشه ضرر و قدر و جاه و عظمت بزرگی و معنی آفت و دشواری و خطره داعیه که بنده را بسوی رب عفو
 کن آن گونه که رفع کردن آن نتواند و خواطر آنچه در دل گذرد در ممتات جامع الاصول نوشته که خاطر خطاب
 یا واری است که بر دل وارد شود و بنده را در آن اختیاری نیست انتهی در صلاح الهدایت است که مراد
 از خاطر واری است که بر دل گذرد در صورت خطابی یا تعریفی یا طلبی و وارد از خاطر عام تر است چه هر خاطر
 وارد بود و هر واری خاطر نباشد مانند وارد حزن و سرور و قبض و بسط انتهی و بعضی نوشته اند که آنچه از نظم
 محمود در دل بنده بگذرد عملی فرو آید آن را وارد گویند و آن را قبیل نوعی این باشد بلکه از واردات باشد و
 واردگاه از حق بود و گاه از علم پس واردات از خواطر اعم باشد زیرا که خاطر مختص است بنوعی از خطاب یا هر آنچه
 متضمن معنی خطاب و واردات را اختصاص بدان نیست و علامت خواطر حق اینست که قلب نفس و جوارح
 بر آن مطمئن باشند کسی متعرض آن نبود بلکه مستسلم بود و مسترسل منطلق از تردد و شکایب و ممتات
 جامع الاصول است که آنکه خطاب باشد چهار قسم است اول ربانی این اول خواطر است و این خطاب
 نمی کند و شناخته می شود بقوت و غلبه از موقع دفع نمی شود دوم ملکی و آن آنست که باعث برآمدن مقروض
 باشد و یا هر آنچه که در وی صلاح باشد و آن را الهام نیز گویند سوم نفسانی و آن آنست که در و خط نفس بود
 این را هاجس گویند چهارم شیطانی و آن آنست که دعوت کند بخالف حق قال الله تعالی الشیطان
 یعدکم لفقروا یا مکرر گفتار یعنی دیو سرکش وعده می کند شمارا بفقروا احتیاج یعنی می ترساند در وقت
 خرج کردن از درویشی و محتاجی و می گوید شمارا بخل و اساک و منع صدقات و فرمود آنحضرت که شیطان
 عبارت است از تکذیب البلی و مستعد کردن بر شر و این را او سواس گویند و نیز از شرعیت و زن کرده شود

پس آنچه در وی قریب است او از اولین است آنچه در وی است یا مخالفت شریعت است پس او از آخرین است
و عارف صافی دل که با حق حاضر است بر او آسان است فرق کردن میان اینها بسبب آسان گردانیدن
حق تعالی توفیق او است و بهر حال نفس است بسوی مقتضیات طبع و روگردانیدن او از جهت علوی سبب
توجه کردن به جهت غلیه و هوا جس نفیج و جسم عربی کسور و سین همه خطرات شیطانی که در دل گذرند و این جمع
باجس است باجبه یعنی چیزی که در دل گذر کند از آنی که انتخاب و در شمس نوشته که ما خود از جس است بمعنی آواز نرم
که شنیده شود و بفهمند آید پس ازین سواس مراد باشد بمعنی جس در صراح همین است باجس در دل آینه
معنی هوا جس حدیث کردن نفس است بادل از لذات گذشته و آینه بر طریق افسانه که پنجین خواهم کرد
و خواهم شنید و فرق میان هوا جس و خواطر آنکه حضرات صوفیه از باجس خاطر اول تعبیری کنند و آن خاطر
ربانی و رحمانی و جنبیده است از جای برخاسته و او را سهل سبب اول نامند و آن خاطر است معنی باجس
در دل آینه انداخته و هوا جس آنکه چیزی بر دل آید و شود بقوت وقت بلا عمل کردن از بنده و همین بود است
و بود جمع با دهر است و آن آنکه ناگاه از غیب چیزی بر دل افتد که موجب قبض بسط شود که از آن است
جامع الاصول و نیز در آنست که بود آنکه ناگاه از غیب بر دل رسد بر سبیل و خواه موجب فح بود یا باش
آتش یعنی اندوه و هجوم آنکه بقوت وقت بر دل و بر شود بلا تصنع و بعضی گویند که هجوم آن حال وارده
ناگهانی است و بود در حال آرد بر سبیل سکون و با آنکه احوال صوفیه در بود و هجوم مختلف اند بعضی
چنان باشند که او شان را بود متغیر کن و بعضی تحمل آن شوند و او را هجوم آنها را متغیر کنند و بعضی چنان بودند
که چیزی از بود و هوا جس او شان را متغیر کنند و آنها سادات قوم اند و سواس بالفتح اندیشه که در دل
خطور کند و آواز نرم و آواز پیرایه و بالکسر اندیشه که در دل افکندن و سواس جمع آن شیخ عبدالحق عریض
و ملوی در شرح مشکوٰۃ در باب و سوسه همین معنی و سوسه نوشته می نویسند که مراد اینجا حدیث نفس شیطانی
است از افکار فاسده و خواطر رویه که باعث گردد بکفر و معصیت آنچه باعث بران باشد و سواس
بفتح و او کسور نیز هم باین معنی است و بعضی شیطان نیز آمده و آیه که می بینم شیطان سواس الناس را بعضی
بدان تفسیر کرده اند انتهی و سواس شیطان را معنی و نهایی نیست و بیشتر بریدی و فسق و فجور می خوانند

و اگر گاهی بطریق مذرت بطاعت و عبادت دعوت می کند پس از دو حال بیرون نمی باشد یا می خواهد
 که طاعت عمده را به شغول کردن و طاعت سهل فوت نمایند آنکه نماز را در عبادت مریضی بی ضرورت
 بگذارند یا می خواهد که نیکی سهل را سبب بدی عظیم سازد مثل دادن نان بفقیری و باز بران منت نهادن
 و استهزا و تشهیر کردن حالا بمنه از اقسام و سادس او که بیشتر تخریب دلها می کند شمرده می آید از آن جمله است
 که عوام مردم را خطره تحقیق ذات و صفات الهی اسرار نبوت امور اخروی و تحقیق مسئله جبر و اختیار و سر
 قضای و قدر و تقدیر و تشبیه حق و حروب صحابه و مشاجرات ایشان در ول می اندازد تا بتدریج در عین تحقیق انکار
 آن حقایق نمایند زیرا که از مرتبه فهم آنها بالاتر اند و بعضی را شبهات و استیثال امید نفعات از بزرگان امید
 ثواب عظیم بر طاعات سهله و عدم کرم الهی و امن و عذاب او تعالی در ول می اندازد و بعضی را به کس ناسیدی
 و یاس از رحمت و ثواب او تعالی در ول القامی کند و بت پرستان را بتقریب الی الله فریب می دهد و در ترک عبادت
 دیوانه پریان و جنیان از حقوق ضرر دنیوی مثل فوت اطفال نقصان مال یا جان می ترساند و نماز خواندن
 را اول در نیت یا خلط می کند باز در شمار رکعات ادا می ارکان سهو و تسلیان اراه می دهد و بعضی را در تحسین
 نیت و تقیه قرائت و تجوید مخارج حروف گرفتاری سازد و در دادن زکوة بفقیری ترساند را اگر احیاناً زکوة داده
 باشد بر یا و سعه و عجب منت نهادن بر فقیر آن را باطل می سازد و خرج کردن در حرام نیک و تحسین می نماید
 و در خیال چنین می اندازد که لذت و شرف و جاه است و در وقت خشم چنین بخاطر می گذراند که اگر
 اعضای غیظ کنی و اخ عجز و ذلت بر تو ماند و در عبادت الهی هر گاه مشتته وارد شود آن را اضعاف
 مضاعف ساخته و در نظر جلوه دهد و کفار را در عبادت بتان تحمل مشقتها می شنیده را آسان و سهل در نظر
 آورد و کشته شدن را در راه خدا محذور و ممنوع می نماید و بجا نطق جان فرایده کافران را بر قتل خود و راه پنا
 و پر سوخته شدن و محبت پسر و شوهر را کمیزد و کسی را که زنان خوش صورت و فزین و معطران و وجه جلال
 موجود باشند بزنا و زشتکاریان بد اصل و بد خلق نجس و پاپاک دعوت کند و امر را بر حسن در اموال مردم با وجود
 و فقر اموال نزو خود گرفتار سازد و در دلها می آنها تلف جان کردن بادی خیال سهل گرداند و این قدر
 که می تواند باشد قلیل از نیرنجات و سوء اس او اگر شرح جمیع فسادات او کرده شود دفتر می باید

طویل و علاج این همه نیرنجات اوست چیزیست اول و نخستن حیلها می ترور او که بجز در ریافت آنکه این عمل
شیطانی است شر او کمتر و زور او مست تری شود و بمنزله دزد که چون بیداری صاحب خانه را می داند قرار
می کند و بمنزله عیار که چون شخصی را واقف بر ترز ویرات خود دانست نا امید شد دوم آنکه وسوسه و سهل
انکار و التفات نکند که درین صورت نیز شر او کمتر شود و بمنزله سنگ مانگ کند که هر قدر بسوی او التفات
کند زیاده تر با ننگ کند و الا خود بخود سکوت و رز دوم آنکه ماومت ذکر قلبی و لسانی نمایند و دل از تصفای
بوده که شهوت و غضب است پاک سازند زیرا که در حالت استیلا ی شهوت و غضب اثر ذکر بجاوشی قلب
می گزید و لاجرم وسوسه شیطان در قلب جامی گیرد و کار خود می کند که ذاتی نفسیر فتح الغیر و وصل در بیان
تسلط شیطان بر دل از جهت وسوسه باید دانست که قلب مثل برجیست که گردان دریا
بسیار اندواز همون دریا آمد و شد احوال او می شود یا قلب را مثل توده باید پراشت که بر او از چهار جانب
نشانه ها زده شده اند یا مثل آئینه که بر و صوره مختلفه می گذارد و عکس کلی بعد و گیر افتان می ماند یا حوضیست
که در آن از راههای مختلف آب می آید بهر صورت هر وقت در قلب ظهور آثار لونه و یا از جهت حواس خمس ظاهر
است یا از جهت باطنی درین صورت شهوت و خیال و غضب اخلاق مرکبه در مزاج انسان داخل اند
مثلاً اگر چیزی را از حواس خواهد دانست پس از آن اثری در دل پیدا خواهد شد همچنین اگر باعث کثرت غذا
در و طبیعت همچنان شهوت خواهد بود و از آن هم بر دل اثری خواهد شد و اگر حواس را منع کند پس خیالاتی که
در نفس باقی می ماند بسوی آن خیال مطلق می گردند چنانکه خیال از چیزی چیزی مبدل خواهد ماند همچنین
دل نیز از حالی بحالی مبدل خواهد ماند غرض که تعبیر و تاثیر دل پیوسته از همه اسباب می باشد و آثاری که خاصه
در دل می آیند آن را خواطر گویند یعنی فکر و ذکر و مراد ازین هر دو اینکه علومی که قلب ادراک می کند و باشتند
یا قیام تذکره سخنان اول باشد همین را خواطر نامست چرا که این چیز را در دل می آیند حال آنکه دل اول ازینها
غفلت بود و محرک اراده های قدیم همین خواطر می شود چرا که چیزی را که انسان نیت و عزم و اراده بر وی میکند
اولاً آن چیز در دل می گذرد و مختصر مفید مبدل افعال آدمی خواهد شد و از خواطر رغبت متحرک می شود و از غمت
عزم و از عزم نیت را حرکت می شود و نیت اعضا را حرکت می دهد لیکن خواطری که از آنها رغبت متحرک

می شود بر دو قسم اندکی خاطر شر که در انجام مضر بود و دیگری خاطر خیر که از دور آخرت نفعی می باشد و چون که این
هر دو بالکل مختلف اند با هم نام اینها نیز جدا نهاده شده اند خاطر خیر را الهام می گویند و خاطر شر را وسوسه
الکون معلوم باید کرد که هر خاطری که در دل حادث می شود بانی آن نیز مضر و باید که بسبب و این خاطر در دل حادث
می شود و از آنجا که سبب مختلف اند سبب آن نیز مختلف خواهند بود و عادت نیز همچنین جاری است که
چنانکه سبب می شود سبب آن نیز همچنین می باشد مثلاً اگر در خانه آتش افروزند و از روشنی آن دیوارهایش
روشن گردند و از دوش سقف سیاه گردد پس صاف معلوم خواهد شد که سبب سیاهی روشنی آتش نیست همچنین
روشنی و سیاهی قلب نیز سبب جدا جدا اند یعنی سبب خاطر خیر فرشته است و سبب خاطر شر شیطان و تیری فل
که از دوش بر قبول الهام تیار می شود و توفیق وی را گفته می آید و اگر از وسوسه شیطان پذیرد آن را
خدایان می نامند چه که در اختلاف معانی اختلاف الفاظی باید و مراد از فرشته مخلوقی است که در ارتقا
برای افاضه خیر و افاده علم و کشف حق و وعده خیر و امر بالمعروف پیدا کرده است و او بهر حال کار سزاوارست
و شیطان آن مخلوقی است که کار او خلاف اینست یعنی وعده شر و امر بدی و منتهی کام خیرات کردن و غلبه
و هائیدن غیره ازین معلوم شد که مقابل وسوسه الهام است و مقابل شیطان فرشته و مقابل توفیق خدایان
و بسوی همین اشارت است درین آیه که من کل شی خلقنا زوجین یعنی موجودات بتماها مقابل جفت
اند سوای ذات پاک نه چیزی جفت است نه مقابل بلکه وحده لا شریک خالق همه اشیاست غرض که قلب
انسانی در کشاکش شیطان و فرشته است چنانکه در حدیث شریف اوست که در دل و لمه اندله از فرشته
و کار آن عده خیر دادن امر حق را راست فهمانیدن هر که این معلوم شود پس بداند که این از طرف خدا
و یک لشه شیطانی است کار او که سبب امر حق و منع امر خیر هر که این معلوم شود پس باید که او از خدایا طلبد
این حدیث را انسانی در سنن کبری بر روایت ابن مسعود آورده است و در مشکوٰۃ شریف بر روایت ترمذی
این گونه مذکور است که از ابن مسعود مروی است که رسول الله صلی الله علیه و آله فرمود که ان الشیطان لم یکن
و لکن الله خلقه یعنی بدستی که شیطان الله است بفرزند آدم و لمه فرشته را بوی و لمه بفتح لام و تفسیر
سیم از امام است بمعنی فرو آمدن نزدیک شدن رسیدن یعنی هم شیطان باوست و هم فرشته و هر دو را

با او کارست فاما المنة الشيطان فاياعاد بالشرك و كذب بالحق فاما كاشيطان ترسانين است بدى گفتن
 كه اگر اين كار خير كردى بدى گرفتار خواهى آمد چنانكه اگر تو كل بزخا كردى و خود را بعبادت وى گذشتى بفقير خواهى
 مبتلا خواهى شد و نسبت بد روى كردن بحق است اما المنة الملك فاياعاد بالخير و تصديق بالحق و اما كاشيطان
 نويد دادن ببيلى و نسبت راستى كردن مستحق و انداختن يقين ست در دل مشهور است كه در نيكي عده مى گويند
 و در بدى و عيادما بحسب لغت فرقى نيست هر يكى را در وى گيرى اطلاق مى كند و نيز تخصيص بر تقديرى است
 كه كلمه خير و شر ذكر نباشد و نزد ذكر هر دو برابرند من و جد ذلك فليعلم انه من الله فيجهد الله و من وجد الاخرى
 فليتعوذ بالله من الشيطان كسيكه بايد وعده خير را كه المنة ملك است پس بايد كه بداند كه آن از خداست يعنى
 صادر است از جناب رحمت و لطف وى پس بايد كه شكر گويد و ثنا گويد خدا را و كسى كه بيايد بد را كه از شيطان
 است پس بايد كه پناه جويد بخدا از وسوسه شيطان ثم قرأ الشيطان بعد كم الفقر و يا كم الفخشاء و الله بعد كم مغفوره
 و فضلا يستخوانكم تخضرت موافق آن حديث اين آيت را كه شيطان وعده مى كند شمار را بفقير يعنى مى گويد
 كه اگر خرج مى كنى ديال را فقير مى شوي و امرى كند بخيل و عرب بخيل را فحشاء خوانند يا مطلق معاصى رواست
 كه اقال البضاوى و خدا نويد مى دهد شمار را در خرج كردن و آمرزيدن گناهان را و زياده بر آن يعنى ثواب بر
 بر خرج كردن مى دهد زياده بر آنچه كه خرج كرده آيد در دنيا و آخرت و موافقت آيت بحدith بحسب آنست
 كه چون المنة ملك منسوب بجناب حق است پس وعده مغفرت و فضل از وى در المنة ملك است و گفتندى
 كه اين حديث غريب است شيخ و ترجمه گفته بدانكه اين حديث اشعارت است بعلم خواطر و اين علم از دقائق علوم
 قوم است و ميرمى شود تميز خواطر كه بعد از كمال تقوى و تصفيه قلب و تنوير آن بنور يقين و مشهور ميان
 قوم آنست كه خواطر چهار قسم اند حقانى و نفسانى و ملكى و شيطانى و وجوه تميز ميان اينها در كتب قوم مذكور
 است و بسي و دقيق است و بعضى از متاخرين مشايخ گفته اند كه خاطر اگر در شهادت مباحه است نفسانى است
 و اگر در محرمات است شيطانى و اگر در طاعات است ملكى و اگر در قطع از ماسوى اله است حقانى است و حضرت
 شيخ عارف كامل عبد الوهاب متقى راه قدس سره ساله است سمي بمفاتيح الغيوب فى معرفت خواطر القلوب
 بسى نافع و در شرح چيزى از ان نقل كرده ايم حضرت خواجہ حسن بصرى مى فرمايد كه دو قصد گر در دل مى كند

ایکی از حق و دیگری از دشمن پس اندر هم کند بر بنده که هنگام قصد کردن توقف نمود اگر آن قصد را از طرف حق معلوم شود آن اجاری کند و اگر از طرف دشمن فهد از جنگ کند و بسوی بهین کشاکش قلبی اشاره میکند حدیث که دل مومن دو انگشتان است از انگشت های رحمن چرا که خداوند تعالی منزله ازین ست که او را انگشتی از گوشت و پوست و خون و استخوان و غیره باشد بلکه مراد این ست که هر گز که انسان و او را انگشتان کار می کند و بفراغت دیگری را از تحریک انگشتان می نماید همچنین حق تعالی از فرشته و شیطان کاری گیرد و این هر دو گردانیدن دل مثل انگشتان آدمی اند هر گردانیدن اجسام و باعتبار اصل خلقت در دل لیاقت قبول آثار ملکی و شیطانی هر دو برابر است یکی از ترجیح بردگیری ز البتة از اتباع شهوات و مخالفت آن یک جانب را بر دیگر ترجیح می گرد و یعنی اگر انسان بقتضای شهوت و غضب کار خواهد کرد پس شیطان بواسطه خواهش نفسانی غالب خواهد شد و درین صورت قلب مرجع و اوای شیطان خواهد بود و چرا که خواهش نفسانی چراگاه و سرگاه شیطان است و اگر شهوات را مغلوب کرده اخلاق ملک اختیار کرده است پس درین صورت قلب منزل و متعلقه آنکه خواهد بود و چونکه در قلب صفات بشریه یعنی شهوت و غضب و حرص و طمع و طول اهل و غیره که فروغ خواهش نفسانی اند همه موجود اند پس با ضرورت هر یک قلب شیطان را نیز محال و سوسه اندازی است ازین جهت و حدیث شریف آمده که از شما هر کسی را شیطانی است عرض کردند یا رسول الله حضور اقدس اینزه است فرمودند بله است مگر آنکه حق تعالی مراد او غالب گردانید و او مسلمان شده است و پیش من گردن نهاده و بجز خیر مرا چیزی نمی گوید این را مسلم هر روایت عثمان بن ابی العاص روایت کرده شیطان برای کاخیر صرف بذریعہ شهوت تصرف می کند پس هر کسی که خداوند تعالی عنایت فرمود و شهوت او را آبخنان مطیع او گردانید که بجز حد مناسب ظهور شدن او نتواند پس در صورت آنکه شهوت بسوی شرعی نخواهد پس شیطان نیز که جسم شهوت دارد او را بجز خیر چیزی نمی گوید و هر گاه که تربیت بسبب خواهش نفسانی ذکر دنیا غالب می گردد شیطان را محال و سوسه حاصل می آید و او بجام خویش مشغول می گردد و هر گاه که دل مرجع بحق می کند شیطان موقع نیافت می گزید و درینوقت فرشته داخلت خواهش می کند و با هم این هر دو لشکر شیاطین و ملائکه همیشه همین کشاکش را می مانند تا اینکه قلب متعادلی از ایشان می گردد و مستقر و مکان

آن می گردود و می را اگر گزید هم در آن می شود بطور کشمکش می شود لیکن حال اکثر قلوب اینست که لشکر طین
 آنها را مفتوح و سخر کرده است و مالک آنها گردیده پس همچو دلهای از سوس پُراند و همین لهانند که دنیا را
 بر آخرت ترجیح داده اند و مبدل قلب این لشکر اتباع شهوات و موهله نفسانی است تا وقتی که زور شیطان کم
 نخواهد شد سخر شدن آنها ممکن نیست زور شیطان این گونه کم می شود که دل از شهوات و موهلهای نفسانی خالی
 کند و از ذکر حق پُر سازد که بسبب آن اثر فرشتگان بر دل نزول کند جابر بن عبیده عدوی می فرماید که از علما
 این نیا دشکایت کردم که در دل من سوسه می شود فرمودند که مثال این چنین فهمیدی است که در دوان در
 خانه و آید پس اگر در آن خانه چیزی خواهد بود و او را خواهند برد و نخواهد بود چیزی از خود گذارند خواهند رفت
 غرض ازین اینست که دل از موهلهای نفسانی خالی است و در آن شیطان نمی رود حق تعالی فرموده است
 ان عبادی لیس ملک علیهم سلطان پس هر که اتباع موهلهای نفسانی می کند او گویانده حق نیست بلکه او را
 بنده موهلهای گفته چنانچه جای دیگر ارشاد می فرماید افریت من اتخذ الهه مواءه درین صفت ارشاد شد
 که قبیح موهلهای نفسانی بنده مواءه است و همان امجد و خود می فهمد پس بر پنج کس شیطان اغالل می فرماید
 و درباره حفظ از شیطان در احادیث نیز فرموده اند که در است مثلاً حضرت عمرو بن عاص روایت می کند که از
 حضرت صلی الله علیه و سلم عرض کردم که شیطان میان من و نماز من حائل می شود یعنی در نماز قنوت سوسه
 می اندازد ارشاد فرمودند که این شیطان اخترب گویند هرگاه که او را معلوم شود او عود با بدن شیطان از بیم
 بخوان و جانب است سه مرتبه بزاز اند عمرو بن عاص می فرماید که حسب الارشاد عمل کردم آن سوسه
 برفت همچنین در حدیث دیگر است که در حضور رسول خدا صلی الله علیه و سلم فرمودند که او را و لهان می گویند از ذکر حق
 پناه خواه این ابن ابی حبه و ترمذی بروایت ابی بن کعب نقل کرده اند و گفته اند که غریب است اسناد او موافق این حدیث
 قوی نیست و از ذکر حق دفع شدن شیطان از وجه عمده هم ثابت است و آن اینست که سوسه شیطان از دل
 همان وقت خواهد رفت که بجز آن سوسه امری دیگر در دل گذرد چرا که هرگاه که گذر امری در دل می شود پس از دیگر
 امری که ازین امر اول بود و در آن نمی ماند پس از متوجه گردن دل و سوسه شیطان رفیع می شود و اگر این هم ممکن است
 در آن امری دیگر هم سوسه کردن گیرد لیکن ذکر آئی و تعلقات آن چنان اند که با وجود بودن شان شیطان را

لک بر اینکندگان این است بر اثر ایشان قتل ۱۲

سوم آنکه بین بن باشند و معلوم نشود که این خاطر اجانب فرشته است یا شیطان پس درین شک بسیار
و تمیز آن بسیار دقیق چه اگر بعضی مردمان که نیک باشند پس اوشان شیطان بسوی امر شرّی داعی نمی تواند شد
بلکه شرّ را بصورت خیر آورده پیش شان می کند و این فریب سخت است اکثر مردمان ازین هلاک می گردند مثلاً از عالم
بطور وعظمی گوید که حال خلق برین که در جهل گرفتار و در غفلت سرشار و برکنار و ترح اند برین بندگان خدا هم کردن
و ایشان را از هلاکی محفوظ داشتن و وعظ و نصیحت ایشان را شنوایند باید خداوند تعالی ترانعت علم و دل روشن
و تقریر دلکش داده است و ازین خوش بهره مند فرموده پس ناسپاسی نعمت چگونه خواهی کرد و از اشاعت علم
بازمانده مورد عنایت خداوندی چگونه خواهی شد مردمان را بر راه درست دعوت کردن باید غرض بچو تقاریر
از نفس او همیشه می کند تا اینکه بر وعظ گوئی او را با مطلق الحیل آماده می کند باز بعد ازین در دل می اندازد که اگر راست
ناخبر پوشیده از آنچه خوش تقریر و اظهار خیر خواهی کرد سخن تو بردار اما اثر نخواهد نمود و نه کسی را راه راست دستیاب
خواهد شد دیگر بچو تقاریر دام می کند غرض او ازین سخنان این می باشد که عالم مذکور را در میان اندازد که این اشوق
تعظیم خود و کثرت خدام و کبر علم و جاه خود و چشم تجارت دیدن دیگران گردد پس توان دید که در ظاهر چگونه خیر خواهی
می کند مگر در واقع ب فکر هلاک این غریب بچاره است از سخنان چالپوسان این سامع نیز میدانند که این خیر خواهی
می کند و پیش حق مرتبه او بزرگ خواهد گشت حال آنکه غرض او همین می باشد که درین کس را با عجب افتاده
تباه گردد و بسوی بچو کسان اشارت است درین حدیث که بشیک است تعالی این دین را از ان کسان مد
خواهد داد و اوستان را بهره نبوده و این دین را حق تعالی از مرد بدکار بد و خواهد رسانید اول انسانی بروایت
انس رضی الله عنه دوم را بخاری و مسلم بروایت ابو هریره آورده اند و هر این حضرت عیسی علیه السلام در جبرائیل
شیطان چه خوش امری ارشاد فرموده بود یعنی ابلیس هرگاه که رو بر من است آنحضرت آمده عرض کرد که بفرمائید
الا ان الله اخذت ارضا فرمودند که این کلمه درست است مگر از گفتن تو نخواهم گفت عرض حضرت مسیح علیه السلام
ازین آن بود که ابلیس مردود درین خیر نیز فتنی پنهان کرده خواهد بود و این گونه فریب های شیطان بسیار اند
که بسبب آن علماء و عابدان و فقرا و غنیان و دیگر اقسام مردمان که صرف ظاهر را ببینند و ترکب بعضی گناه
علاقمه نمی شوند تبا به و بر باومی شوند در باب غرور و مخالطه چیزی از فریب شیطان در آخر این کتابت ایتم شد

و اگر فرصت شد پس خاص کتابی نیز در همین باب خاص نوشته نامش تلبیس الملبیس خواهیم نهاد چرا که فی ما فیها
 فریب آن در زمانه مخلوق خاصه در مذاهب اعتقادات بسیار افتاده اند حتی که خیر انانی صرف مانده است
 و این از بهر همین است که مردمان فریب های شیطان را یقین می کنند پس بر بنده واجب است که قصد کند و دل
 او آید در آن از توقف و تامل این امر معلوم کند که از جانب ملک است یا شیطان؟ و در انجوب غور و تامل کند چرا
 که این امر بدون نور تقوی و کثرت علم و بصیرت معلوم نمی تواند شد چنانکه حق تعالی ارشاد می فرماید ان الذین اتقوا
 اذا سمعوا نطق من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون غرض ازین آنست که اهل تقوی در هر چه وقت بسوی حق
 علم رجوع می کنند و اشکال شان دور می شود و هر که تقوی نمی کند و از ازیهمت متابعت خواستش نفسانی تزیب
 شیطانی یقین می شود و بسیار فریب می خورد و بجهل و فم بلاک می گردد و در حق هیچ کس حق تعالی می فرماید که بدیدیم
 من ادعاکم لکیونوا یحسبون یعنی عملها را که او شان حسانت تصور می کردند آنرا اغل سیئات اند و در علم
 معاد باریک است از همه سخنها معلوم کردن فریب های نفس و شیطان است و این بر بنده فرض همین است
 و مردمان ازین غافل مانده و جهان علوم مشغول می شوند که از آنها و سواس زیاد می شود و شیطان غالب
 می آید و عداوت شیطان و طریقه مخوف طماندن از و فراموش گرداند و طریقه حفظ از کثرت و سواس این است
 که ابواب خواطر مسدود کرده شوند و آن حواس خسته ظاهری اند و باطن شهوات و علایق دنیاوی پس حواس
 ظاهری بین گویند می شوند که در حکایت تاریک نشینند و طور کم کردن و سواس باطن آنست که اهل مال جدا
 گرد و درین صورت صرف راههای تخیلات کشاده خواهند مانند آنچه که هر وقت در دل جاری می مانند ببرد و ق
 آنها بجزو کرا صد چاره نیست لیکن شیطان دل را اینجا نیز نمی گذارد و ذکر حق از و فراموش می ماند پس این صیورت
 از و مجاهده کردن باید و انتهای این مجاهده بهر صورت می شود چرا که تا وقتیکه انسان زنده می ماند شیطان تلاصی
 نیست البته بعض اوقات چنان نبردست می شود که فرمان بردار شیطان نمی ماند و از مجاهده شر ازین موبان
 می افتند لیکن تا وقتیکه حقی در بدن می ماند مجاهده او ضروری است چرا که ابواب شیطان تا عمر بر دل انسان مفتوح
 می ماند و بندنی شوند و آن غنصیب شهوت و طمع و حسد و غیره اند و هرگاه که در او شکشاده باشد و دشمن هم غافل
 نباشد پس بجز حفاظت و مجاهده کار بر نخواهد آمد کسی از حضرت خواجه حسن بصری نقل می کند که ای ابو سعید شیطان بجز

در کتاب
 تلبیس الملبیس
 در باب
 فریب شیطان
 در بیان
 حقایق
 و در بیان
 حقایق

می کند یا نه فرمودند که اگر شیطان بختی پس مرا آسایش گشتی، خلاصه اینکه بنده مومن از او خلاصی و فرصتی فی البتة دورا و کم می تواند شد چنانچه در حدیث شریف آمده که ایمان از شیطان خود را چنان لاغری کند که از شما کسی شتر خود را در سفر لاغری نماید این را احمد بروایت ابوهریره آورده است و در سند این باب این ضعیف است و حضرت ابن سعود فرمود که شیطان مرد مومن لاغری شود و قفس این حجاج میفرماید که شیطان من از من گفت که من نزد تو موافق شتر توانا آمده بودم اکنون همچو طائر ام پرسیدم که این چگونه است گفت که شما از ذکر اسم الله لاغری کنید پس از این روایات معلوم شد که بر اهل تقوی بند شدن ابواب ظاهری شیطان منتهی است که او نشان از طرق و دفع مضغی بسوی معاصی انداخته است که در حفاظت محراب است که این بی بجای آید مگر آنکه طرق عامضه شیطان اند و در آن اوشان را هم لغزش می گردد چرا که آنها را در معلوم نمی شود و حفاظت الا ان کنند چنانچه در باب فریاد ان علامتانی نوشته ام و زیاده تر مشکل این است که آن ابواب شیطان که بر دل متوجع اند بسیار اند و در وانه جانب ملکی صرف یکی است و این یک و از دوران همیشه گذشته است حال بنده باعتبار آن در اینجا است که مساک در شب تاریک در صحرا ایستاده است و در آن صحرا راه های بسیار دشوار گذار موجود اند پس آنکس که اراده است از دونه معلوم می تواند شد یا از بصیرت و عقل یا از روشنی آفتاب پس در معرفت این در واز با قلب متقی بجای بصیرت و عقل است و علم کثیر کتاب است و سنت مثل آفتاب که از جهت آن اوست البتة معلوم خواهد شد و در طرق شیطان بسیار اند و معلوم مطابق این آن وایت است که از عبد الله بن مسعود منقول است که در روزی حضرت صلی الله علیه و سلم در بروی من خطی کشیدند و فرمودند که این اوست حق است پس است و چنانچه این خطا خطوط بسیار کشیدند و فرمودند که این راه های شیطان اند و هر راه شیطان است که او بدان سوی طلبد باز این آیت خواند و از اصل طریقه متقیان گفته و لا تتبعوا السبل و سبل همان خطوط را ارشاد فرمود پس کثرت راه های شیطان آنقدر است چنانچه واضح فرمود و اما شالی راه باریک و رانیز نوشته ایم که شیطان از او علما و عابدان را فریب میدهد حال آنکه این مردمان مالک شهوات خود بای می باشند و گناه ظاهری هم نمی کنند اکنون باطنی و کفری که انسان خواهد خواهران راه رفتن می گیرند این قصد در پی شریف موجود است که راهی بود و درین اسرائیل شیطان خستری را گفته که در دور قلوب اهل و عیال خست این خوارانند سخت که علاج این خست و زدن و طمان را هیچ است آنها همه و خست را در وایت

۲

تفتیش

این راه

است

است

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

راهب اولاً از علاج انکار کرد آن بیچارگان اصرار بسیار کردند راهب مجبور گشته قبول کرد و دختر را بهر علاج نزد خویش نگاهداشت پس شیطان نزد راهب آمده و سوسه بد از جانب دختر در دل و انداخت تا اینکه راهب از سوسه باز ماندن نتوانست و مرکب فعل بد گشت و دختر حاکم گردید بعد ازین شیطان در دل راهب انداخت اکنون بسواری شما خواهد شد و مردمان شما را بد خواهند گفت لا جرم بهتر اینست که دختر را بکش و دفن کن اگر کسی خواهد پرسید پس بگو که دختر را بهر پیچیدن کرد و شیطان نزد اعراسی دختر رفت و در دل آنها و سوسه انداخت که راهب با دختر چنین چنان کرد و او را کشته و دفن ساخته است مردمان نزد راهب آمدند و تصدیق قصه را خیالی خود بیاخته را بهر گرفتن قصاص گرفتار گردند پس شیطان پیش راهب آمد و گفت این جمله حرکات من اند اکنون اگر گرفته من دل نمی بجان و دل تابع فرمان من شوی ازین بلا و قصاص برهاتم را بهر پرسیدم چگونه نجات یابم شیطان گفت مراد و سجده کن که خلاص خواهی شد راهب بیچاره از خوف جان سجده هم کرد پس شیطان گفت که من هیچ نمی توانم کرد پس از حال همچو کس حق تعالی خبری دهد کشتل شیطان اذ قال لا انسانی الا کفر فلما کفر قال انی برئ منک انی اخاف الله رب العالمین پس توان دید که شیطان چنان جلیل است راهب را چگونه در گناهان کبیره مبتلا گردانید و نشان آن صرف نیت معلوم شد که راهب درباره علاج و سوسه شیطان را اتباع کرد و مسلم داشت و این امری بسیار آسان بود ابتدا همین معلوم می شود که علاج کردن امری عمده است پس ازین معلوم شد که شیطان اول در دل چنین امری اندازد که آدمی بسبب سخت خیر او را نیکو داند و انجام کار کار از دست بدر میرود و از امری دیگر چنان پیدای شود که از خلاص مسیری نگردد و از اصاحت ابتدائی امور خدا محفوظ دارد و این حدیث را بهر ابن ابی الدنیا در کتابها و این مرد و پیر در تفسیر خود بروایت عبید بن رفاعة مرسل و حاکم موقوف بر علی مرتضی آورده اند و آنچه در حدیث شریف وارد است که من حاکم حلال گئی یوشک ان یقع قیبه درین هم بسوی این امر اشاره است گویم این حدیث را بخاری و مسلم بروایت نعمان بن بشیر روایت کرده اند و اصل در بیان اقسام خطرات باید دانست که اکثر متصوفه بر آنند که خطرات بر چهار قسم اند حقایق و ملکی و نفسی و شیطانی اما خاطر حقایق علی است که حق تعالی از لطیفان غیب بر او اسطر در دل این بقیه و حضور اندازد و کما قال الله تعالی قل ان ربی یقدر باطلح علام الغیوب و اما خاطر ملکی آنست که بر خیرات

راهب اولاً از علاج انکار کرد آن بیچارگان اصرار بسیار کردند راهب مجبور گشته قبول کرد و دختر را بهر علاج نزد خویش نگاهداشت پس شیطان نزد راهب آمده و سوسه بد از جانب دختر در دل و انداخت تا اینکه راهب از سوسه باز ماندن نتوانست و مرکب فعل بد گشت و دختر حاکم گردید بعد ازین شیطان در دل راهب انداخت اکنون بسواری شما خواهد شد و مردمان شما را بد خواهند گفت لا جرم بهتر اینست که دختر را بکش و دفن کن اگر کسی خواهد پرسید پس بگو که دختر را بهر پیچیدن کرد و شیطان نزد اعراسی دختر رفت و در دل آنها و سوسه انداخت که راهب با دختر چنین چنان کرد و او را کشته و دفن ساخته است مردمان نزد راهب آمدند و تصدیق قصه را خیالی خود بیاخته را بهر گرفتن قصاص گرفتار گردند پس شیطان پیش راهب آمد و گفت این جمله حرکات من اند اکنون اگر گرفته من دل نمی بجان و دل تابع فرمان من شوی ازین بلا و قصاص برهاتم را بهر پرسیدم چگونه نجات یابم شیطان گفت مراد و سجده کن که خلاص خواهی شد راهب بیچاره از خوف جان سجده هم کرد پس شیطان گفت که من هیچ نمی توانم کرد پس از حال همچو کس حق تعالی خبری دهد کشتل شیطان اذ قال لا انسانی الا کفر فلما کفر قال انی برئ منک انی اخاف الله رب العالمین پس توان دید که شیطان چنان جلیل است راهب را چگونه در گناهان کبیره مبتلا گردانید و نشان آن صرف نیت معلوم شد که راهب درباره علاج و سوسه شیطان را اتباع کرد و مسلم داشت و این امری بسیار آسان بود ابتدا همین معلوم می شود که علاج کردن امری عمده است پس ازین معلوم شد که شیطان اول در دل چنین امری اندازد که آدمی بسبب سخت خیر او را نیکو داند و انجام کار کار از دست بدر میرود و از امری دیگر چنان پیدای شود که از خلاص مسیری نگردد و از اصاحت ابتدائی امور خدا محفوظ دارد و این حدیث را بهر ابن ابی الدنیا در کتابها و این مرد و پیر در تفسیر خود بروایت عبید بن رفاعة مرسل و حاکم موقوف بر علی مرتضی آورده اند و آنچه در حدیث شریف وارد است که من حاکم حلال گئی یوشک ان یقع قیبه درین هم بسوی این امر اشاره است گویم این حدیث را بخاری و مسلم بروایت نعمان بن بشیر روایت کرده اند و اصل در بیان اقسام خطرات باید دانست که اکثر متصوفه بر آنند که خطرات بر چهار قسم اند حقایق و ملکی و نفسی و شیطانی اما خاطر حقایق علی است که حق تعالی از لطیفان غیب بر او اسطر در دل این بقیه و حضور اندازد و کما قال الله تعالی قل ان ربی یقدر باطلح علام الغیوب و اما خاطر ملکی آنست که بر خیرات

و طاعات ترغیب کند و از معاصی و مکاره تیراند و بر ارتکاب مخالقات و تقاعد و کمال از موانع طاعت
 کند و اما خاطر نفسانی آنست که بر تقاضای خلوه ظاهر و اظهار دعاوی باطله مقصور باشد و اما خاطر شیطانی آنست
 که داعی بود بنایابی یا مکاره زیرا که شیطان در سبب احوال بحسبیت انگیزد و چون بیند که بین طریق اغوا و مکاره
 کردن صورت نمی بندد در عین طاعت و پراگنده کردن قلب بجانب افراط که شرعاً مکروه است و موسسه کند چنانچه
 متابعت عقیدت نماز و تطیبات لباس و صیام اسرار و استقبال آب وضو بنحایتی که از حد علم تجاوز نشود و در غیرت
 که بهر وضو شیطانی است که او را و امان گفته می شود و فرق میان خاطر حقانی و ملکی آنست که خاطر حق را هیچ خاطر
 دیگر معارض نشود و چه باطله و سلطنت او بجز اجزای وجود و منقاد و مستسلم شوند و خواطر دیگر مضحک و متلاشی گردند
 چنانکه حسین بن منصور گفت در جواب آنکه از وی پرسیدند که برهان حق چیست گفت که وارو است که فردی آید
 بر دلهای که عاجز اند نفوس از تکذیب آن و با وجود خاطر ملکی معارضه خاطر نفسانی ممکن است و اما فرق میان خاطر
 نفسانی و شیطانی آنست که خاطر نفسانی بنور ذکر منقطع نشود و بر تقاضای مطلوب محمود الحاح نماید تا بجا برسد اگرچه
 سالها بران بگذرد و الا وقتیکه توفیق الهی رفیق گردد و هیچ آن مطالبات از نفس برکنند و خاطر شیطانی بنور ذکر
 منقطع نشود اگرچه ممکن است که بنوعی دیگر در آید و خواهد که بنده را غافل گرداند و اغوا کند چنانکه حدیث آمده است
 که شیطان حاتم است بدول سپهر آدم هرگاه که او حق را یاد کند شیطان بگریخت و روگردانید و هرگاه که غافل شد
 او را حق هجوم می آورد بدول با و بخندان این و آن گوید مراد از شیطان اغواست بهرچه که صورت بندد و مطالبات
 امری مخصوص بیکس از خاطر حقانی و ملکی و نفسانی منقطع نشود و الا در حال فنا یا این معنی بیش از آنچه دست بند
 دیگر باره چون از سر حد فنا در عین شهود و بارسم وجود در جمیع افتد خواطر سه گانه معاودت نمایند و شیخ محمد الدین
 بغدادی برین چهار قسم خواطر سه قسم دیگر افزوده خاطر روح خاطر قلب خاطر شیخ و بعضی بر این سه خاطر عقل افزوده اند
 و بعضی خاطر یقین و حقیقت آنست که این خواطر پنجگانه مندرج اند تحت آن چهارگانه چه خاطر روح و قلب و تحت
 خاطر ملک اند و خاطر عقل اگر در روح و قلب بود از قبیل خاطر ملک باشد و اگر در نفس و شیطان بود از قبیل خاطر
 شیطان و اما خاطر شیخ و آن معنی بود که از مدد سبب شیخ بدل مرید صاوق پیوندد و مشتعل کشف بعضی وصل شکله
 که مرید در شکلات آن از ضمیر شیخ استمداد کند و فی الحال برود کشف و مبین گردد و تحت خاطر حقانی داخل بود

چه وجود شیخ بشناهد بانی است مفتوح بر عالم غیب که از هر لحظه اندو فیض حق بدل مرید میرسد و اما خاطر یقین آن
 وارد نیست که از معارضات شکوک مجرب بود هم داخل است در تحت خاطر حقانی و اصل خاطر چهار گانه وجود الله
 شیطانی و الله ملکی است چه حق سبحانه و تعالی که بنده را خلعت قرب حضرت خود خواهد پوشانید نخست و فو و ملاک را
 که جنود ارواح قلوب اند از برای تائید و نصرت و انزال فرایده تار و روح و قلب مؤید و منصور شوند و قوت گیرند و به بالی است
 در فضای قرب طیران کنند و مستعد نزول حقانی خاطر شوند و چون خواهد که بنده را بتاویانه امتحان و ابتلا مقید کند
 جنود شیطانی را از برای مد و نفس ارسال کند تا قوت گیرند و به بهمت و نیب بگره عقلی و مجتهد طبعی گرایند و از خواطر
 نفسانی تولد کنند و تمیز خواطر چنانکه باید دست نهد الا کسی را که نخست آینه دل از رنگ هم او طبع بمصطفی نهد
 و آفتابی جلاد بد تا صورت حقانی خاطر کماهی در آن کشوف گردد و هر که در زهد و تقوی بدین درجه نرسد و خواطر
 که میان خواطر تمیز کن طریق آنست که اول خواطر را بمیزان شرح بسنجد اگر از قبیل فرائض یا فضائل بود آن را امضا
 کند و اگر محرم بود یا مکروه نفی کند و اگر از مسباحات بود هر طرف که بجا الفت نفس نزدیک باشد امضا کند چه
 غالب آنست که نفس را امیل بخیر می و دوزخ بود و بداند که مطالبات نفس و گوته اند بعضی حقوق و بعضی حظوظ
 حقوق ضرورات اند که قوام بدن و بقای حیات بدان مربوط و مشروط است و حظوظ هر چه بر آن زیادت بود پس
 باید که تمیز حقوق از حظوظ لازم حال او بود و حقوق را امضا کند و حظوظ را نفی و ارباب بدایات او قوت محدود است
 و حقوق لازم است و نتایج و از آن گناه است و امکن بود که طریق وعت بکشایند و از مضیق ضرورات به قضا
 مساهلت و مسامحت راه دهند و آنگاه او را رسد که خواطر حظوظ را امضا کند یا ذن حق است و بعضی مشایخ
 خاطر روحانی را نیز اثبات کرده اند و علامت آن طمانیت است بی اعتراض درونی و فرق میان خاطر ملکی و روحی
 دقیق باشد اما هر دو و مجبورات خوانند و خاطر روحانی داعی باشد بشهوات و بران مطالبات کند و جاذب دل
 بتنعیم و آرایش دنیا و خاطر شیطانی مزین و آراسته مصیبت باشد و جاذب دل ببقعه و حسد و غیر آن از مذمومات
 و محرک دل گردد و بعالم سفلی و بر جمیع روتنگان لازم است شناخت این خاطر چه شناخت آن موجب سعادت باشد
 و نا شناخت آن موجب هلاکت چه که عبادت را اخلاص شرط است اخلاص حق بی شناخت خواطر مسلم نشود
 و چون اعیان بر باطن مستقر شود اگر آن از قبیل حقانی یا روحانی بود بران عمل باید کرد و اخلاص بر آن باید کرد

و اگر آن اعیه نفسانی یا شیطانی باشد از آن دور باید بود که عمل آن باطل باشد و بعضی گفته اند آنچه در دل فرد آید از خواطر
 محمودیه فی القدر علی از بنده آن اوار و گویند آن از قبیل خواطر نباشد بلکه از واردات باشد و وار و گاه از حق گاه از علم پس
 واردات اعم بود از خواطر بلکه خاطر مختص است بنوعی از خطاب یا هر آنچه متضمن معنی خطاب است و واردات را
 اختصاص بر آن نیست و محققین متفق اند بر آنکه سالک در بدایت کار هر چهار خطره نفسانی و شیطانی و ملکی و الهامی را نفی
 باید کرد و بهجت آنکه مبتدی سلوک قوت معرفت و فرق هر یکی نداند و اگر گفته شیخی کامل و مکمل بر سر باشد که متوهمین تعلیم کنند پس
 نزد این بعضی خطره الهامی نیز است و آن آنست که مردم را بیدار کند و بیایا گاه باند که این خطره شرست و این خطره خیر
 و ازین هر دو باز آرد چه خطره خیر هم غیرت و حجاب است و بعضی فرموده اند که خطره شیخی قلبی و روحی هم است فاما تبحر
 این چهار اند و این چهار مذکور بالا اصل اند و در فرق میان هر جنس خواطر و آنکه صوفیه از هاجس خاطر اول تعبیر
 می کنند و آن خاطر ربانی و روحانی و فرج یعنی چنیده است و او را سهل سبب اول می نامند و آن خاطر است پس
 هر گاه در نفس مستحق شود و او را اراده گویند و اگر او را امری بدتر به سوم متردد گرداند او را هم گویند و در چهارم عزم نامند و قوت
 توجیه بر او خویش قصد گفته آید یا شروع در فعل نیست نامیده شود و اگر خاطر فعلی بود الهام گفته شود یا علوم و بهسیه یا ندیم
 پس الهام عام باشد فالحقها فخورها و تقواها و وهبی و لدنی خاص است با ولیا و علمنا ه من لدنا و خواطر خطابی اند
 کبر و لها و ارادی شوند پس گاهی بالقاهر حق می باشند و گاهی بالقهای فرشته و وقتی احادیث نفس باشند و زمانی بالقها
 شیطانی و ربانی را عنایت و لطفت گویند و اگر بد بود خدا لان خوانند و ملکی الهام و شیطانی را و سواس نفسانی را
 خاطر و ربانی وارد می شود بر رحمت و عظمت و حکمت پس هر گاه بر حمت وارد شد نشی در دل باقی خواهد ماند اگر عظمت
 وارد گردد و حیثی در دل خواهد ماند اگر حکمت وارد شد در دل سکونی باقی خواهد ماند و ملکی بر دل می آید خوشخبری و دهنده
 و ترساننده و تنبیه کننده پس هر گاه بشیر بود در دل بسطی باقی ماند و اگر ترساننده در قلب قبضی باقی ماند و اگر تنبیه کننده باشد
 در دل علی بگذرد و خطره نفسانی آنکه دعوت کند بسوی خطا و امیدها و خواستهها و اخلاق بد و شیطانی آنکه شوق باند
 بگناهای و ترسانند از محتاجی و بفرمایند بد کردن را و بر انگیزد بر فکر حضرت جنید رحمه فرموده است که میان احوال نفسانی
 و سواس شیطانی فرق این است که نفس هر گاه از توحیری طلبد و بر آن الحاح نماید پس همیشه آن خواست عود کرده باشد
 و مصمم گردد بعد وقتی که تا آنکه مراد و مقصود نفس حاصل گردد و اگر آنکه مجاهده صادقانه همیشه داری و بجا به نفس را

از خطوط اوبالکلیه بیگانی و غرضهای نفس ساکن سازی انگاه البتة سالک کافات نفس است راحت یابد و در نفس
 ربانی نیست و ضرورت مقصود خویش هر گونه که خواهد بود نیست بر خواهد آورد و اما شیطان هرگاه او ترا بغرضش دعوت کند
 و تو مخالفت آن کنی پس او بغرضی دیگر و سوسه ناک کند زیرا که مخالفات هر همه نزد شیطان برابر اند پس شیطان
 دشمن نادان بود و نفس دشمن انا روزی در همین تذکره حضرت جدنا و مرشدنا مولانا شاه حیدر علی قلندر قدس سره
 ارشاد فرمودند که دشمنی بگیر صعب تر ازین هر دو در انسان موجود است و آن طبیعت انسانی است که سالک در مساجد
 و موافقات برده از راهی اندازد و این کمتر کسی می شناسد تا آنکه این از آن هر دو سخت تر است و طبیعت را گویا
 مزاج این هر دو نفس و شیطان توان نیست پس ازین هر طاهر سر لعل انیتا یابد و انتهی گویم که طاهر الباطن و صراط
 در تصوف آن را گویند که او را حق تعالی از وساوس و هوا حس و تعلیق با غیر از نگاه داشته باشد و طاهر سر آنکه یک چشم
 زدن هم از حق خائف نباشد و طاهر سر لعل انیتا آنکس است که او بفکر دن حقوق حق و خلق بر همه قائم باشد بهر وسعت
 او بر عایت هر دو جانب انتهی و بهر خطره که از ملک باشد پس او امر کند سالک را بهر وقت مشوق داند او را بسوسه
 فضائل و آراسته کند بهر او کسب نیکها و پرستیز کند از دیدها و سالک هر محتاج الیه را می داند و گوید آنکه نظره ملک است او
 ولی است و از اجزای او در دل می و او را عرضی نیست و تخصیص یک فعل نیز که دیگر دید آنکه خواطر از او باندگی بستاند
 خود را بدان خطاقت کند و بهر وقت آن نهایت خود را رنگارنگ داند و از خواطر چارگاه خطره ربانی است او همیشه
 بر صواب باشد و از وفراست بود مومن کامل او سکا شفته نزد سالک صادق و در خطره ربانی سه تجلی وارد می شود
 جلال کمال پس اگر تجلی بجلال وارد شود نیست نابود گرداند و اگر تجلی بحال وارد گردد ثابت و باقی دارد و اگر
 تجلی کمال اید و شوق نیک گرداند و راه نماید و خواطر را چاره دارد پس خاطر ربانی بر روح آید و ملک عقل و نفسانی
 بر دل و شیطانی بر طبع و بدانکه خاطر اول دانا کاذب نبود و دوم همیشه غش نباشد و سوم همیشه صادق نبود و چهارم
 همیشه صامح نباشد و اکثر و در خاطر ربانی انگاه است که سالک از غلوت بر آید از غیبت فصل شود یا در حقیقت اندیشه آن
 مفیدست ولی راد حال کمال می بخشد و تقاضای اعتدال خارق عادت بود در عالم غیب شهادت خاطر ملک و عطا
 کننده هماره نماینده و نسی سوانده و بصیرت کننده می آید و نفسانی وارد می شود بهر و در غصه و عجلت نورانیت وقت
 خوردن حرام و معاشرت بدان و مجالست اهل جهال کلام و شیطانی وارد می شود وقت میل بسوی طبع و گریختن

از قیود و شریعت بر بانی میرساند منازل مقربین او مگاشفت بود آن را مخصوص فرموده است حق تعالی جل و علین
 و آخرین و یکی بری انگیزد بر مقام اهل بهین و شوق می داند بهر منازل صالحین نفسانی رغبت می داند و عیال و زبیر
 می کشاند در اجل و عورت می کشد در رتب فرض میگرداند علت و سبب و تفسیری نماید احوال متقین او و فرودی آورد بهوا
 سوی اسفل السافلین شیطان آگاه می گرداند بجهت حاجی و آراسته گرداند اما فی را پس بیکه وزن کشید ای برادران بجز آنکه
 شمع و بنیاد شود و لیکن اوقات که سالک در میان خواب میبیداری ظاهر می شود پس آن آنکه سالک هرگاه
 شمع کرد در ریاضت نفس ظاهر می گردد و او را عجز و دیت و عالم ملک ملکوت فائده آن در سالک اینست
 که او مطلع باشد بر احوال نفس از زیادت و نقصان و رفعت و جود و شوق بسوی منازل و مقال درجات علیا
 و سفلی و حق و باطل و بدان می شناسد که کدام صفت بر او غالب است از صفات نفسانی و حیوانی و سبعی و قلبی
 و روحی و ملکی و رحانی پس اگر بر سالک صفاتی از صفات مذمومه نفسانی غالب بود و بچو حرص و بخل و قهوه و کبر و خشم
 و شهوت و غیر آن پس ظاهر خواهد بود حیوانات و واقعات پس اگر صفت حرص بر او غالب است ظاهر خواهد بود
 بصورت موش و مری و اگر صفت خفا غالب است ظاهر خواهد شد صورت کژدم و مار و اگر صفت کبر غالب است
 پس بصورت فیل و اگر صفت بهائم غالب است پس بصورت غنم و اگر شهوت غالب است پس بصورت شیاطین و
 خرو و اگر صفت سببی غالب است پس بصورت درنده یا و اگر شیطان غالب است پس بصورت شیاطین و
 ابالین غیالان و اگر حیاء و کراهت غالب است متشکل شود بخرگوش و روباه پس اگر این اشیا را بینداند که این صفات
 بر او غالب اند و اگر نه های جاری و صفاتی بنیاد ستاره یا و ماهتاب و آسمان بینداند که این از صفات قلبیه
 است و اگر انوار و صعود و عروج و طی ارض و رفتن بر آسمان و جود و کشف معانی و علوم لدنی و ادراکات
 بلا واسطه حس بینداند که این از مقامات روح اند و اگر مطالعات ملکوت و موافق افلاک و ستارها و عرش
 و کرسی بینداند که این صفات ملکوتیه حاصل شدن صفات حمیده اند و اگر مشاهدات انوار غیب مگاشفت
 صفات الهیه و الهامات و اشارات و وحی و تجلی صفات ربوبیت بینداند که این از مقامات تخلق باخلاق
 رحمن است و با سجدیه صفت که بر نفس غالب است سالک آنرا در صورتیکه مناسب می است نعم اهدید و بدان
 که هرگاه سالک بتمامی رسد که او را نداند از سلوک منقطع گردد و پس او را ضرورت از شیخی هرگاه که سلوک او

و کثیر بعض الناس علی صوره یحس عندهم التقوه والخشایه فیکون بالتقوی هم بالتقوه
 و شرب بخواب می بینی النوم ان الموت لیدتی فی الانفس حین موتها و لیتی لم تمت فی
 علیها الموت یرسل الاخری الی اجل سببی ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون کما تأملون ثم
 یتبعون ساکر مرموم درین نشاء بخواب اند بعضی میدانند که آنچه مشاهده می کنند بخواب
 در وقت مردن که همه بیدار شوند بتغییر خواب خود رست و نفس تولدی است که علوم و اخلا
 آن لوح اند و بن تو عبارت بر بالای آن ارقام روزی که این عبا مرتفع شود یک
 عنک خطا که فصرک الیوم حدیث شیخ محی الدین بن عربی و فص موسوی می فرماید
 الا و هو من اسی مصدق باجارت بالانخبار الالهیه و اعنی من یحضرین و لهذا یکره مورد
 و بهشت و دوزخ در دنیا همه با است بخاری از این سعود رضی الله عنه روایت می کند که
 فرمود الجنة اقرب الی احدکم من شرک لعله و النار مثل ذلک آن مار که در قبر عاصی خوا
 لیکن او چندان شراب نخوت و بنگ غفلت خورده است که ادراک الهی کند روزی که بخار
 هر دو احساس خواهد کرد و آن جهنم محیطه بالکافرین و عده عذاب آخرت محبت دنیا سر
 علت خالی است و آنکه پندار که این علت ندارد چون نیک نظر کن غلط کرده گاهی عاشر
 که محبت معشوق از دل او زایل شده و در وقت فراق خلالت آن ظاهری که
 اسی دل به واسطه نفس پرموده شود با آتش عشق باش و افسرده شود خواهی که چو
 چون غنچه در گریه خورده شود و کالمان را هیچ علاقه با دنیا نیست میدانند که
 است در بضیه و کمال او شکستن بضیه است بیرون آمدن از انجا صوفی صوفی
 حالیا ویرغانت حواله گاهیم با من خاک نشین خیزد سوی میگردای تا در آن حلقه
 با تروت فی شئی انا فاعله کتر دوی فی قبض روح عبیدی المؤمن بکرم الموت و اگره ساء
 اسی دل چه اسیر فکر پیوسته شود تدبیر خطا کنه و آکوده شودی خواهی که دله
 باید که ز بهشت نیست آسوده شودی حضرت امیر المؤمنین علی رضی الله عنه فرمود پیر و انخوا

۱۴۹
 و کثیر بعض الناس علی صوره یحس عندهم التقوه والخشایه فیکون بالتقوی هم بالتقوه
 و شرب بخواب می بینی النوم ان الموت لیدتی فی الانفس حین موتها و لیتی لم تمت فی
 علیها الموت یرسل الاخری الی اجل سببی ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون کما تأملون ثم
 یتبعون ساکر مرموم درین نشاء بخواب اند بعضی میدانند که آنچه مشاهده می کنند بخواب
 در وقت مردن که همه بیدار شوند بتغییر خواب خود رست و نفس تولدی است که علوم و اخلا
 آن لوح اند و بن تو عبارت بر بالای آن ارقام روزی که این عبا مرتفع شود یک
 عنک خطا که فصرک الیوم حدیث شیخ محی الدین بن عربی و فص موسوی می فرماید
 الا و هو من اسی مصدق باجارت بالانخبار الالهیه و اعنی من یحضرین و لهذا یکره مورد
 و بهشت و دوزخ در دنیا همه با است بخاری از این سعود رضی الله عنه روایت می کند که
 فرمود الجنة اقرب الی احدکم من شرک لعله و النار مثل ذلک آن مار که در قبر عاصی خوا
 لیکن او چندان شراب نخوت و بنگ غفلت خورده است که ادراک الهی کند روزی که بخار
 هر دو احساس خواهد کرد و آن جهنم محیطه بالکافرین و عده عذاب آخرت محبت دنیا سر
 علت خالی است و آنکه پندار که این علت ندارد چون نیک نظر کن غلط کرده گاهی عاشر
 که محبت معشوق از دل او زایل شده و در وقت فراق خلالت آن ظاهری که
 اسی دل به واسطه نفس پرموده شود با آتش عشق باش و افسرده شود خواهی که چو
 چون غنچه در گریه خورده شود و کالمان را هیچ علاقه با دنیا نیست میدانند که
 است در بضیه و کمال او شکستن بضیه است بیرون آمدن از انجا صوفی صوفی
 حالیا ویرغانت حواله گاهیم با من خاک نشین خیزد سوی میگردای تا در آن حلقه
 با تروت فی شئی انا فاعله کتر دوی فی قبض روح عبیدی المؤمن بکرم الموت و اگره ساء
 اسی دل چه اسیر فکر پیوسته شود تدبیر خطا کنه و آکوده شودی خواهی که دله
 باید که ز بهشت نیست آسوده شودی حضرت امیر المؤمنین علی رضی الله عنه فرمود پیر و انخوا

موت بر من افتد دور وقت قصد این طعم فرمود و فرستد رب الکعبة شعر آن نور که هست پس یک ده غیب
 دارد همه جا ظهور بشهه رب هرگز نهیم دل بنیای دنی ما را که بود و نقد حقیقت و حجب
 ایشان را تصور گفته کشید مرا ای معتبرین من بیشک قتل حیات من است و حیات من موت من است شعر
 بعد سیان را اگر گفت آتش نجر من عمر بگو بود که بر من برگ کاهی نیست و هم تصور گفته که ناسوت من فنا
 شود شد در لا موت تو پس ببرکت آن حق ناسوت من که بر لا موت است مغفرت کنی آنکس که طلب کرد قتال من شعر
 فانه نه با حجاب چهر و جان می شود بخاتم خوش آن کمی ازین چهره پرده بر فلکم انتهى باید دانست که دوست من فرق
 از دستان سیان احوال ربانیه و طبیعیه و شیطانیه هم ضرورت است که سالک تمیز کند آنها را عیاناً پس صوفیه گویند که بعضی سماع
 بود که با سه حالات اند

و حدیث نفس است که شیطانی او را این سخن کرده است پس هر چه که بسوی او انداخته شود او خیالی می کند که این علوم
 اند لا اله الا الله این همه سموم اند پس اعتماد کرده شود بر کل آن چیز که مخاطب کرده شود او با و درین حالت اگر چه صحیح هم
 افتد چنانکه فقها گفته اند که هر که نماز خواند در حالیکه کیفیت وضو و صلوٰه و قبله را نداند صحیح نباشد تا او اگر چه صحیح او را
 کرده باشد پس چنانکه این مسئله اصل است پیش علمای مجتهدین است پیش صدوقیه پس اعتماد کرده شود بر آنچه خطاب
 کرده باشد جاهل با و زیرا که او نیکو نداند فرق کرون میان حق باطل پس چگونه اعتماد کرده خواهد شد بر عقل او پس
 این حالت شیطانی است نیست قوت شیطان که ترا از حسن قیاس غائب گرداند پس حالی بقواندن و توانا او که
 کنی و این برده و جاست یا ترا غائب کند مثل صاحب صرع لیکن اندازد بسوی تو چیزی زیرا که او نمی یابد آن را
 که از او گیرد چه که عقل نیست یا غائب نگرداند ترا و نداند از بسوی تو تو قیاس نمی برداشتی و در باطن تغییر می از ترا
 و تو هم و استماع بجزیری نوعی از متغیر خطاب باشد پس اگر شناخت که او از تو سخن شد درین مقام اندازد بسوی
 او خطاب پس او را که کن بداند بر حسب آنچه انداخته می شود بسوی او پس خبر خواهد داد از آنچه که او را نخواهد یافت
 و خبر دادن او که یافت و این او نفس خدو صحیح باشد و گاهی او را می گویند یو واقع خطاب او که ای بنده من من تبار
 بین بسوی من نه غیر من پس اگر خوانی بسوی من از خود شریک نمی گردانید پس من ناظر و منظور و من ساجد و سجود
 و من فرموده که در ام و آنچه بدین خطاب اند و قناعت کند شیطان از و اینکه احمق او کند که این امر از حق تعالی است
 پس غالب شود بر او پس گردد محل او طول عمر من پس اگر دانست این جاهل باینکه خطاب حق منزل احساس نشود
 و تو هم و خیال نباشد نه با استعداد و نه با نظار و نه بخاطر یک در و نه خطور کند و نه بهای حس قال هر گاه بنده با و گردد
 جاهل از جهل خود و اگر بانی که این از جهل است بنفس خویش و بغیر شیطان است بنده هر گاه که بسوی حق نگاه
 و پیش کنی این امور را بر مرشد خود که تناسل ترا حق را پس اگر او نمی کند ترا بسوی از عبارات پس آن شیطانی است
 پس بسیار کن از ذکر خواندن آیه الکرسی و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس الحمد و بسم الله و متغافل و
 گذشتن طبع و نیا پس این هشت سلاح اند اگر حکم کند ترا و لیکن خبر ده ترا آنچه واقع است در کون از مغرب خرق
 عادات پس محتفل است که باشند این شیطانی یا غیر آن پس تمیز کن میان هر دو بر عزت اتقا و تفرقه و اگر نداند
 اشیا را اگر اندک اندک پس آن روح شیطان است فاللهما فاجروها و تقوهما و اگر می واحد همیشه باز پس تو در وقت حال

تیزستی پس به قبول کن از افکار آنچه ترا حاصل باشد در حال قنای کلی از نفس و محسوس و باقی نباشد از تحصیل
و حس سوای مجرد فهم از تو برای آن چیز که از دست تیرا که سیر مشاهده برای حیرانی است و سرکشت برای علم و سیر تقابلی
ادب و سرفرازی توحید و تقرب برای افتقار و ترس بر برای سوال و سیر معرفت برای عجز و اسرار بسیار از اندامی
حاصل در بیان طریق نفی خواطر در کتاب مستطاب مطالب شنیدی است که در رساله شیخ حیرتعلی گویند نزدیک
مسلمانان عدولت گیرین خلوتیان گوشه نشین خلوت بزرگترین کار با نفی خواطر و هوای حس است عام و خاص درین مقصود
گرفتار اند که یک گاه بخیطه حکایت کردن نفس از گذشته و آینده باول طریق افسانه که چنین گفتیم و کردم و شنیدیم نمی توان
گزار و این از آنجاست که همه را بی نظاره جهان و بی گفتاوی اندیشه صلح دنیاوی ممکن نیست نفس برین سالها
عادت و عجز گرفته است و خطی کامل حاصل کرده و در مغ ازین جنبش ثابت شده و بقوت حافظه یادمانده و هر ساعت
مردم را از آن یاد می دهاند چنانچه مردم بطاسر و نازند و باطن گفتگو و جستجوی گاهای دنیاوی درین طریق خطره و هوای حس این
است که اگر خواهد که خطره و هوای حس دفع شود باید که طعام و آب موافق شهوات و مهادی نفس بخورد هر گاه که اشتها می
سخت غلبه کند به نیت عبادت و طاعت و قیام نفس خور و چون استقامت شود خطره و هوای حس دفع گردد و طریق دیگر
در نفی خطره شیخ حیرتعلی فرمودند هر که ذکر و احوام با حضور دل گوید و فکر ذرا لا لغوار و صفات افعال حق کند خطره و هوای حس
بکلی دفع شود و دیگر اگر روزه راه دل خطره و وسوسه در خطره شرفی الحال سوی حق تعالی پناه و عجز کند و از عنایت استبداد
و هب بنیده اگر خطره خیر باشد در حال الفعل مقرون گرداند تا نفس بحیله تزویر در تاخت و غیبه نازد و الطیر لایق خطره طریق دیگر برای
نفی خطره و دفع هوای حس چهار رکعت نماز قضاقل به نیت دفع خطره و هوای حس بگذارد و در هر رکعتی چهار قل بخواند بعد از
هفتاد و بار یا حی یا قیوم هر چنگ استغثت بگویند در رساله شیخ علی بهاری می گویند نیت صلوة القلب ای دفع خطره
این است نیت ان اودی رکعتی بوجهیک الکرم الباقی لا اله الا انت الباقی الله اکبر و قرات و رکعتی و سجود
بتأمل کند و هر چه و اند خواند و سلام سوی قبله و هاتر باشد بسیار دارد و دیگر هر بار که در نماز و غیر آن خطره و هوای حس غلبه
کند کلمه طیب بگوید و مستغفر شود و کاره گردد و بختی گزیند امید است که باز خطره و هوای حس فراموش نماید و اگر در دریا یا
خطره و هوای حس غرق شود در صراط العباد می گویند هر چه بکند در خاطر آید از نیک و بد لا اله الا الله نفسی کند
بدین معنی که نمی خواهم الا خدا را تا دل از نقوش نیک و بد خالی نباشد نقوش غیب از مشاهدات علوم من گذنی

معاند نگردد و قابلیت ربانی نشود و دیگر در تفسیر سوره خناس است که خناس مانند فیل است بر کوه زمزم
 نشسته و خط طوم دراز کرده و دل آوی رامی کند از آن یکدان هزار و سوسه و هوا جس پیدای آید چون معوضه بخند
 از یکیدن بازماند و سوسه دفع شود در رساله رموز الوهین می گوید بر جبهه قلوب هر زمان قهر و لطف نازل است
 اگر سالک به وقت هر یک ازین پاس دارد که قهر نازل شد یا لطف خطره دفع شود قول شیخ خیرعلی است که متعبدان
 صفت و سالکان مبتدی و علمای طایفه از قاضی مفتی ازین بر سر راهی و عنایت یزدانی پی بهره و محروم و بی خبر
 و مجور اند و خطره و هوا جس را انشتاست و طریق نفی آن ندانند و بدان پیروان چون سراسر معنی او لنگ طلق المخبنة
 و لجا استقامت اخرون مانند ایشان را معذور باید و شست است و فقیر از و الذود شنیدم است که اگر خاطره دفع نشود
 بماند و بهر که از نعمت نیز علی دیگر رسیده است که فکر بالایی و باغ دارد که برای سنجوا طریف است و بس
 و طریق دیگر نفی و سادس آنکه اگر خاطری تشویش دهد با حضار خیال صورت مرشد امید است که دفع شود و الا باید
 که سه مرتبه نفس را بقوت ننداخته و باغ چیز بی برآید و الا دل را با زبان موافق گرداند و دیگر شغول شود که دفع
 و سادس این او علی تمام است و محل حضرت امام غزالی در جلد ثالث کتاب احیاء العلوم به بیان سیزدهم در باب اول
 ذکر عجایب طبیعی میفرماید که اول چیزی که بر دل وارد می شود آن را خاطره و حیث می گویند مثلاً صورت زنی در دل
 آید هر که بر پشت او بود اگر خواب پس گردیده او را بنگرد و دوم هیجان رغبت یا بدین امری است یعنی شهودی که در طبیعت
 موجود است متحرک باشد و این امر را خاطره اول می نامند و آن را میل طبع گویند سوم آنکه اجازت قلب به تمییز این
 رغبت بود مثلاً در مثال مذکور اجازت دیدن صورت زن را و چون چرا که بعضی اوقات رغبت طبیعت می شود مگر
 باعث موانع دل اجازت نمی دهد مثلاً بسبب حیاء دیدن نمی تواند یا از دوباره دیدن خوف می کند بر طرفین
 این موانع از قائل می باشد بهر حال او را اجازت عقل است نام این اعتقاد است و این بعد از آن و امری شود
 امر چهارم چنانچه کردن بر اراده و متوجه شدن است این برانیت و قصد و اراده می گویند و بعد از این اراده گاهی ضعیف
 می باشد مگر باعتبار خاطر اول که شش نفس آن قدری باشد که این اراده هم و موکدی گردد و بعد میسر این اراده نهان
 گاهی باعث است ترک فعل نمی شود و گاهی بدین فطری کند که از وجهی خافل میگردد و بدان کار توجه نمی ماند
 و گاهی آنچنان باطنی پیش می آید که در آن کار مستعد میگرد و با بجز دل را باعتبار عقل اعضا و اولاچار حالت

می شود و اول حدیث نفس با میل طبع از اعتقاد با عزم اکنون حکم هر چهار باید شنید که بر حدیث نفس میل طبع
 مواخذة نیست زیرا که انسان ابران اختیاری فی این امور از اختیار آدمی بیرون اند درین حدیث که عقی عن امتی
 ما حدیث نفوسها یعنی از امت من آن گناه معاف کرده شده اند که در نفس خود گویند همین و مراد اند زیرا که حدیث
 نفس همان گویند که صرف در دل گذرد و عزم کردن او نبود و عزم و اراده را حدیث نفس نمی گویند بلکه حدیث نفس
 اینست چنانکه از عثمان بن مظعون روایت است که او شان از حضرت صلی الله علیه و سلم عرض کردند که یا حضرت
 در دل من می آید که زوجه خود را طلاق دهم آنحضرت فرمود که چنان بکنید که از سنت من نکاح کردن است
 او شان عرض کردند که دل من این چنین می خواهد که خصی شوم ارشاد فرمودند که چنین نکنید که خصی شدن امت من
 همیشه روزه داشتن است عرض کردند که در دل من می آید که راهب شوم فرمودند که چنین نکنید که راهب شدن
 در امت من همین جهاد و حج کردن است عرض داشتند که دل من می خواهد که خوردن گوشت بگذارم ارشاد فرمودند
 که چنین نکنید که من آن را می پسندم که اگر می رسید بخورم و اگر از خدا نخواهم و مرا گوشت خوراند پس بر هر خطی که عزم
 نمی شود آن در حدیث نفس داخل اند چنانکه خواطر این صحابی بودند از یثرب او شان از حضور اقدس نبوی درین
 باب مشوره گرفتند که عزم از کتاب آن نبود و امر سوم یعنی اعتقاد پس بر دو قسم است یکی اختیاری دوم مضطاری حکم
 هر دو نیز مختلف است بر اختیاری مواخذة می باشد و بر مضطاری فی امر چهارم یعنی قصد فعل برین مواخذة می شود
 مگر هرگاه بعد این قصد کاری نکرد پس توان دید که آیا از خوف الهی و دامت تکرده یا از سببی دیگر و صورت اول حسنه
 برای او نوشته خواهد شد زیرا که اراده شرگناه است از باز ماندن و بر نفس مجاهده کردن نیکی است و نیز اراده کردن جریب
 آفتضای طبع بر این دلالت نمی کند که از حق بالکلیه غافل است لیکن نفس از مجاهده بر خلاف طبع باز داشتن این را
 قوتی باید پس او هر قدر کوشش کند از جهت اراده فعل در متابعت شیطان نموده است زیاد از و در مخالفت طبع
 و تشکار کردن ساخته بنا بر این سزاوار حسنه شده و اگر از انفعی یا عذری از ان فعل باز مانده پس بران یکت شمی شوی
 خواهد شد زیرا که اراده کردن هم فعل اختیاری قلب است و این احکام مفصله که بنوشته ایم دلیل آنها اینکه بهر الفاظ
 در حدیث مفصل نگویند فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که فرشتگان می گویند که آئی بنده تو اراده گناهی می کنی
 حالانکه خدا را حال بنده زیاد از فرشتگان معلوم است پس بر فرشتگان حکم می فرماید که گران او اند اگر ترکب شود

همچنان بنویسد اگر کند یک نیکی بنویسد چرا که واجب من اگر گذاشته است این حدیث در روایت ابو هریره مذکور است که انی تخرج الاحیاء و در ویست علم علیها آمده است از آنهم مراد است که از خوف خدا نگذاشته باشد و اگر نگذاشته باشد از عذر یا غفله بگذشت پس این صورت سخن نیکی نیست چه در حدیث شریف آمده است که جز بنیت که برداشته نخواهند شد همان بنیت های خویش را این حدیث صحیح بخاری بروایت حضرت صدیق و ام سلمه با الفاظ دیگر در کورست و نیز معلوم است که هر که در شب این اراده کند که صبح مسلمان را قتل خواهد کرد یا از زن یا از محرم و در همون شب بمیرد پس بر اراده بدخواهد مرد و بر آن نیت حشرش خواهد بود و حال آنکه او مرتکب آن فعل نشده پس معلوم شد که در حدیث مذکور مراد از لم یعمل همین است که آن فعل از خوف خدا بگذشته است و دلیل قاطع در باب مواخذه این حدیث شریف است که بخاری و مسلم بروایت ابی بکره آورده که هرگاه دو مسلمان شمشیرهای خویش گرفته با هم و آویزند پس قاتل و مقتول هر دو در دوزخ بروند مردمان عرض کردند که یا رسول الله قاتل مقتول را کشته است او مستحق دوزخ است اما مقتول چه کرده است و برای چه در دوزخ خواهد رفت ارشاد فرمود که ازین جهت که او اراده قتل صاحب خود کرده بود ازین صریح معلوم می شود که از جهت اراده مقتول ناری شد با وجودیکه خود ظلم اگشته شد پس مواخذه نیت هرگاه از انقضای صریح معلوم شد پس اکنون این ظن نمی تواند شد که خداوند تعالی بر نیت مواخذه نخواهد فرمود بلکه از اختیار آدمی خواهد بود و او بر آن مواخذه خواهد بود لیکن اگر نظرش به نیکی خواهد بود پس از مواخذه بری خواهد شد و عزم را بسبب امت فتح کردن نیکی است بهر این مستحق نیکی میشود اما بسبب نافرمانی ترک کردن کار نیکی نیست بنابراین مواخذه می ماند و خوا طویل طبع و اختیار نیند اگر برین مواخذه بود پس گویا امری که از طاقت بیرون است حکم آن شد و همین وجه است که هرگاه این آیت نازل شد و آن تبدوان فی انفسکم و تخفوه یا بسکم باشد چند صحابه حاضر حضور اقدس شده عرض کردند یا رسول الله بر ما حکم چنان می شده که از امکان طاقت بیرون است از آن بعضی قلوب اموری چنان می گذرند که منظور نمی باشد که آن و دل بماند بنا بر اینها مواخذه خواهد شد ارشاد شد که شاید شما نیز چنان می نشینید که بگوید گفته بودند که شنیدیم و نافرمانی کردیم یا شنیدیم و اطاعت کردیم بعد سالی خداوند کریم آن نیکی را رفع فرمود و این آیت نازل شد لایکلف الله نفسا الا وسعها پس ظاهر شد که هر امری که از اعمال قلبی در اختیار بنده نیست بران مواخذه هم نیست اینست بیان شافی این امر و کسانی که گمان می کنند که هر امری که بر دل گذرد آن

حدیث نفس است و تفریق این اقسام هیچکدامی کنند و نشان ضرورت هر یکی از او چه وجهاست که بر اعمال قلبی انداخته نشود
حال آنکه کبر و عجب و ریاضت و غیره همه از اعمال قلب اند بلکه اصل همین است که اعمالی که در اختیار بنده اند
خواه افعال جسم باشند یا گوش یا دل بر همه مواخذه خواهد شد تا اینکه اگر چشم بی اختیار بر غیر محرمی افتد بر آن هم مواخذه
نیست بآن اگر دوباره باز دل بسته نخواهد دید بر آن مواخذه خواهد شد همچنین حال عواطف قلبی است پس اول مواخذه و ب
باید که اصل همان است و حدیث شریف است که تقوی اینجا است و بیوسی ل اشاره فرموده است حضرت این الفاظ را شاد
فرمودند و در علم برایت ابوهریره موجود است و حق تعالی میفرماید این نیال است و عباد و اولاد با و لکن میان الله التقوی
است و حدیثی است این گویند که اگر از شما کسی که الاثم جواز القلب کند و گفتند و خلجان در او است این هم فرمودی که است
اگر از دل اطمینان باشد این اطمانی بر و است ابی ثعلبه آورده است تا اینکه می گویم که اگر دل مفتی و عجب چیزی را
گفت او مثلاً بر غلطی است تا هم او را ثواب خواهد بود یا کسی است که من با وضو ام و نماز خواندم و بعد از نماز خیال
شد که با وضو نمودم پس او را ثواب نماز اول خواهد شد لیکن با وجود اینست که طهارت خود اگر نماز خواهد گذشت
مستحق عقاب خواهد شد گوید و عقب یا آید که مرا وضو نمود یا کسی بر بستر زنی ریافت و است که منگو که من است
و از جماعت کرد پس گنهگار نخواهد شد گویان عورت اجنبی بود و اگر بالفرض او منگو که او می شد مگر این کس را عین
خود دانسته صحبت می کرد گنهگاری است پس بنای این جمله مسائل دل است اعضا را درین مضمی نیست و اصل
در بیان اینکه هنگام مذکر و سوا س با الحلیه منقطع می شود و بانه واضح یاد که آنکه اگر آن احوال قلوب اند و صفات عجایب
او را می بیند درین سلیخ گروه اند فرقه اول می گوید که از ذکر الهی و سوسه منقطع می شود زیرا که فرمود است حضرت فاذا
ذکر الله خنس بهرگاه ذکر خدای کند پس از دل فراتر میرود این ابن ابی الدنیا و ابن عدی بر وایت انس رضی الله عنه
آورده است معنی خنس خاموشی اند که یا که شیطان خاموش می شد و قول فرقا است که اصل سوسه نمی و دیگر اثر آن
میرود و وجه این آنست که هرگاه دل از ذکر خواهد شد پس سوسه اثر کردن نخواهد یافت چنانکه کسی در فکری باشد پس
بعضی اوقات کلامی فمداگر چه آواز بر گوش او رسد و فرقه گویند که نه و سوسه منقطع می شود تا تاثیر میرود مگر علیه فرو میشود
یعنی و سوا س می شود و دیگر بسیار ضعیف فرقه گفته که از آنکه توقف ذکر و سوسه معدوم می شود و در سوسه می تواند
او سوسه ذکر معدوم میشود و از پی پی و زود زود آمدن بختیاری بسته می گردد و مثلاً این چنین است که اگر چه چشم

نقطه متفرق داده اگر برزور را برگردانند پس آن نقطه لشکر را که معلوم خواهد شد چرا که باعث سرعت حرکت یکی
از دیگری پیوسته معلوم خواهند شد ایشان دلیل قول خویش چنین می فرمایند که در حدیث شریف خلعت کورست اما مارا با ذکر
و سوسه می فهمیم می شود پس تطبیق آن بجز بیان مذکور هیچگونه نمی تواند شد و فرقی کمی گوید که و سوسه ذکر در دل
همیشه یکی بعد دیگری روان می ماند و منقطع نمی شوند چنانکه کسی در حالت از چشم خود و چیز بیند چنین دل هم مقام
و چیز می شود و حدیث شریف آمده است که هر بنده را چهار چشم می شوند و در سر که از آن کار دنیاوی می بیند و
دو در دل که از آن مریدین می بیند (این ابو منصور دلی و زین الدفردوسن و سواست حضرت معاذ رضی الله عنه
آورده است) مگر در آن بجائی لفظونه لفظ الاخره آمده است همچنین حدیث محاسبی است سمعه السعیه نزد
این جمله ایست درست مگر حصر اقسام و سواس نیست هر یک و سواس را که دیدیم چنان بیان نمود اقسام
آن می نویسیم وی گویم که و سواس بر سه قسم اند.

قسم اول اینکه شیطان و سوسه مشتبه کردن امر حق کند مثلاً بفرماند که لذت دنیا نباید گذاشت زندگی بسیار است
خواهشات چندین ایام باز در شستن عذاب شدید است پس آن وقت اگر بنده حق او تعالی که ثواب عظیم عذاب
او را خواهد کرد و نفس او را بفرماند که از خواهش بازماندن سخت است اما تاب آتش و زنج کرون سخت تر از این بود
یکی همچنین تواند شد پس هر گونه که وعده و وعید را یاد کرده تجدید یقین خود خواهد کرد و شیطان خواهد گریخت چرا که این
نمی تواند گفت که انجام گناه و زنج نیست چرا که اگر چنین خواهد گفت پس بنده از ایمان شستن بر کتاب الله
سخن او کی خواهد شنید هر کیف و سواس منقطع خواهد شد همچنین اگر هر عجب و سوسه نازد مثلاً در دل این سخن
اندازد که امروز بچو تو در معرفت عبادت کسی نیست و رتبه تو نزد خدا بزرگ است و آن وقت بنده این یاد کند
که معرفت حق اختیار و قلب اعضا که از وداسته و یا کار کرده ام همه حق تعالی آفریده است پس عجب بر که
توان کرد پس آن وقت نیز شیطان خواهد گریخت چرا که این نمی تواند گفت که این از جانب حق نیست و اگر
گوید محبت ایمان شنوای آن کی خواهد شد غشای چشم و سواس بالکل منقطع می شود و آنرا که عارف اند از اولیائی
و معرفت روشن ضمیران نیز ندان نمی ماند.

قسم دوم اینکه شهوت را حرکت دهد و درین تفریق است که تحریک از جانب چنین چیزی شود که بنده را

یقینی معلوم شود که آن چیز معصیت است یا صرف غلبه نطن شود پس در صورت یقینی دشمن شیطان از بهمان
شهوت باز نخواهد ماند و گریختن همچنان نخواهد کرد و کلاً از تحرک یک شود و اگر امری نطن خواهد بود پس اکثر مؤثر خواهد ماند
تا اینکه هر دفعه او ضرورت مجاهده خواهد بود پس سوسه موجود خواهد ماند و گریختن را آید.

قسم سوم از اقسام سوسه خواطر اند و یاد کردن حال ایشان غالبه پس نل هرگاه متوجه یاد آیی می شود پس آنکه
فرای رود و بازمی آید و باز بهر اندک باخیری فرامی رود پس فکر و سوسه هم این گونه می آیند این خیال می شود که
سلسله هر دو یکی گشته است تا اینکه در همین معنی فراغت نیز می آیند و خواطر هم می مانند گویا مقام این چیز در دل و چنان
متقطع شدن همچو سوسه با کلیه بسیار مشکل است مگر حال نیست بنابراین فرمود حضرت صلی الله علیه و سلم که هر که
دو رکعت چنان گذارد که در نفس او امری دنیاوی نگذرد پس بخشیده شوند گناهان گذشته او پس اگر این امر محال
می بود آنحضرت ذکر نمی فرمود البته این امر در بهمان می ماند که بروحبت آیی حاوی شود چرا که قلب الباطنی که مشغول
تمام باشد بجز این چیزی بر دل نمی گذرد و همچو عاشق که اگر در فکر محبت مستغرق می باشد پس فکر محبوب امری دیگر در دل
او گذشتن نمیدهد تا کسی که خیال دشمن می باشد پس بعضی اوقات در مقدار دو رکعت یا زیاده چنان در فکر
مستغرق می ماند که بجز سخن آن دشمن چیزی در دل نمی گذرد تا اینکه اگر درین عرصه کسی از پیش او بگذرد یا سخنی
گفته رود او را خبر نباشد آن چنانکه گویا این او را ندیده است و کلامش نشنیده پس هرگاه که در تفکرات دنیاوی
حال برین منوال است پس اگر کسی را از خوف نوزخ یا حرص جنت این مستغرق نصیب شود چه بعیدی می تواند بود
آنکه به نظر حضرت البته نشاند و نادرست پس هرگاه که این اقسام وسوس را ندانند معلوم کرد و که در مذاهب
مذکوره بالا هر یک را وجهی است اما محاش مخصوص است خلاصه اینکه رنگاری از شیطان لحظه یا ساعتی بعید نیست
البته تمام عمر از نجات حاصل شدن بسیار بعید است بلکه محال چرا که اگر این امر ممکن الوجود بودی آنحضرت صلی الله
علیه و سلم را قسمی از سوسه نشدی حال آنکه سوسه آنحضرت را نیز نشده چنانکه در حدیث شریف آمده است که
آنحضرت در نماز بر نقوش لباس خویش نظر فرمود و سلام داده آن پارچه از تن بر کشید و فرمود که شغل
عن الصلوة باز داشت مرا از نماز و یک مرتبه قبل تحريم ذهب در دست مبارک آنحضرت انگشتی طلا بود و آنرا
نظربخوانی نظر برو افتاد آنحضرت او را از دست بر آورده بنیاخت و فرمود من یکبار این ای بنیم و یکبار

شمارا این انسانی بر وایت ابن عباس آورده است پس متحرک لذت گناه را انگشتی طلا یا نقش یا پیریه
 باعث وسوسه بود بهر این آنحضرت آن ابتداخت ازین معلوم شد که وسوسه متاع دنیاوی و نقد همان وقت قطع
 خواهد شد که او را علحده کرده دهند و تا وقتیکه یک و پیه هم در ملک نخواهد اند شیطان در نماز وسوسه آن خواهد کرد
 که او را کجا پوشیده شود که نظر غیر بر او نیفتد و حفاظت چگونه شود و در کدام خرج صرف کرده آید و چگونه او را اطعام
 کرده نام پیدا کرده آنچنین صد ها وسوسه میکند پس هر که در دنیا آلوده نشده این طبع کند که مرا از شیطان بچا
 حاصل شد مثالش چنین بود که شمد بر بدن لیسیده پندارد که برین گیس نخواهد نشست این محال است غرض که
 وسوسه دنیاوی دروازه عظیم است راه او کی نیست بلکه بسیار اند حکمی گوید که شیطان اول از دنی آدم از جانب
 معاصی می آید اگر او اطاعت شیطان نکرد پس بطور نصیحت پیش می آید که در بدعتی بیامیزد و اگر آن است قبول
 نکرد پس راه حکم تنگی و شدت می کند تا که چیزی که حرام نباشد او را هم حرام کرده گیرد و اگر این هم نپذیرفت پس در
 وضو و نماز شبهه می اندازد که یقین کسی نماز و اگر این هم نپذیرفت پس اعمال نیک ابرو آسان می کند و هر گاه
 او را مردمان صابر و عقیقت می بینند و بسوی او راغب می شوند پس در عجب انداخته تنباه می سازد و درین رت
 دقیقه فرونی گذارد زیرا که میدانند که اگر این مرتبه در قیام نیامد پس در حجت خواهد رفت انتهی اصل در بیان فرق
 میان الهام و تعلیم و وضاحت امر حق میان صوفیه و علما و ظاهر در احیاء العلوم است که علمی که بدی نیست و در دل
 گاه گاه می آید اما در علم چند گونی شود و گاهی بر دل بدین گونه می آیند که گویا کسی بخیر در دل انداخت و گویا بطریق
 تعلم و استدلال حاصل می شوند پس علیکه بدون اکتساب دلیل حاصل می شوند آنهارا الهام می گویند آنچنانچه استدلال
 حاصل می شوند آنرا اعتبار و متبصار نامند پس علم اول و قسم اند اول اینکه بنده را این خبر نبود که علم مذکور از کجا و
 چگونه حاصل شد آن را الهام و نفخ فی القلب می گویند این اولیا و صفیای رای باشد دوم اینکه از رویه که آن علم حاصل
 شود آن بنده را معلوم گردد یعنی فرشته که در دل می اندازد و نظری آید آن را وحی گویند این خاصه انبیاست هر علم که
 از اکتساب استدلال می شود و آن علمای رای باشد حقیقت امر این است که در دل استعداد این امر است که در دل امور
 امر حق را معلوم گردد و دیگر همان پنج وجه که ذکرشان بالا رفت او را انعام می شوند پس گویا که این امور در میان آنین
 قلب لوح محفوظ حجاب نیست لوح محفوظ آنست که در رو امور شدنی تا قیامت منقوش اند و از لوح محفوظ حقا

تا اینکه به قرأت قرآن و معانی تفسیر غیر هم و من خود را پریشان نکنم بلکه درین کوشش که بحر حق از فکر در دل چیزی نماند
و در خلوت نشسته همیشه بجزو قلب اندک گویم آن اند و خیال این هم پاک چندان در و کند که برین حالت رسد که
اگر حرکت زبان موقوف کند تا هم همین معلوم شود که از زبان اندک بر می آید پس برین حالت بوده اثر آن لفظ
از زبان بخوبی و از قلب مخلص آن ذکر کن حتی که از قلب صورت و طبیعت الفاظ خود گردد و در صورت معنی آن لفظ تمام
موجود مانند گوئی که یا قلب لازم اند و درین کلمات این حد رسیدن و در آن اوستن بنده را اختیار مانند یحیی و سوسا
غیر از او فرستاده مانند لیکن شش رحمت آبی در اختیار نیست بلکه ازین فعل لیاقت جذب رحمت میشود پس
همین با و اندک این درجه را رسیده فقط فتوحات غیبی مانند چنانکه حق تعالی بر انبیا و اولیا امور حق مفتوح فرموده
برین کس نیز منکشف فرماید درین صورت اگر اراده او راست خواهد بود و بهجت نیز درست خواهد بود و مطلب
نیز خوب خواهد کرد و از جناب شمول محفوط خواهد ماند و امری از علائق دنیاوی در دل نخواهد آمد البته لوازم
حق بر دل او خواهند درخشید و البته اگر بجز برق خواهند گذشت و اندک قیام نخواهند کرد و باز دوباره هم چنان
خواهند و بعضی اوقات دیر هم خواهند شد و اگر دوباره خواهند آمد پس گاهی قیام خواهند کرد و گاهی نه و صورت
قیام هم گاهی زیاد مدت خواهد بود و گاهی اندک بعضی اوقات اینچنین لوازمی به پی خواهند بود و بعضی وقت صرف
بر یک فن اختصار خواهند نمود و بطایین امور مذکوره بالاتفاوت متنازل اولیا انتهائی ندارند و همچنانکه تفاوت اخلاق
شان انتهائی ندارد و عرض کنم مال تقریر اهل تصوف این است که تصفیه و جلا از جناب بنده باید شد و باز بعد
حصول لیاقت میدوار رحمت باید اند و علما و خطا هر را در امکان این طریق و بر سبیل شاد و امنزل مقصود رسیدن
پس چگونگی انکار نیست چرا که حال اکثر انبیا و اولیا همچنین می شود و گوی گویند که این طریق نهایت شکل است و نتیجه این
پیر چنان می شود و در امتناع این شرائط هم بسیار بعضی است چرا که علائق دنیا این درجه کم کردن گویا غیر ممکن است و اگر
باشد پس باقی ماندن و اندان هم زیاد تر شکل است زیرا که از اندک سواس اندیشه قلب تشویش می شود و چنانچه
آنحضرت فرمود که دل مومن سخت ترست و تشویر شدن از جوش زدن یک لاین را احمد و حاکم بر وایت مقداد بن
الاسود آورده اند و این هم فرمود که قلب مومن میان و انگشت است از انگشت می حق این اسلم بر وایت عبد
ابن عمر آورده علاوه بر این درین مجاهده گاهی مزاج پرموده می شود و عقل خطای گردد و بدین چهاره اگر از اول حقائق

علوم آموخته تهذیب نفس کرده نمی شود پس در دل صد گونه خیالات فاسد جمع می شوند که بدون رفع کردن آنها نفس
 در آن مبتلا می ماند و اعمار آن حل نمی شوند بسیار صوفیه که برین راه رفتند در خیالی بخت بست سال پیچیده مانند اگر
 از اول علم می آموختند التباس این گونه خیال بر او نشان نمود را گشاده می شدند ازین معلوم شد که اشتغال بطریق
 تعلم معتبرست و اقرب الی المقصود و علما این محبت پیش می کنند که مثال اهل تصوف چنین است که کسی نقه ناموزد و
 چنین گوید که آنحضرت آن آموخته بودند از وحی و الهام بلا قید نقیه شدند پس باین است و مواظبت کرده
 همچنان خواهم شد پس یکسکه چنین خیال کرده و بر جان خویش ظلم نمود و عراض تلفت ساخت بلکه او چنان است
 که گشتکاری و کتاب بیگ کند و متوقع شود که از جانی نخراند دستیا پیش گوین امر ممکن است مگر نهایت بعید
 است و درین باب قول علما این است که اول تحصیل علم باید کرد و معانی اقوال علمایایه فهمید بعد از آن منتظر امر
 باید ماند که علمای دیگر را معلوم نشد آن را معلوم شود پس شاید که بعد از این امر حاصل گردد و انتهی **صل در بیان**
فرق هر دو مقام باید دانست که عجائب قلب از حواس درک نمی شوند چنانکه خود قلب از حیطه حواس خارج
 است و چیزی که درک الجواس نمی شود پس تا وقتیکه مثال و در شی محسوس بیان نکرده شود خوب تر فهم نمی آید لاجرم
 بهر کم فغان و مثال آن بیان می کنم کی آنکه فرض کنید که جسمی در زمین کنده است و در آن بهر آب شدن و طریقه
 اندیا از اعلی راه با ساخته از جانی آب در آن حوض پر کرده شود و یا زمین چندان کافته شود که خود بخود از اندیش
 آب بر آید آب این طریق دوم زیاده ترصاف هم خواهد شد و همیشه هم خواهد ماند و بعض اوقات زیاده هم خواهد بود پس
 قلب از حوض باید دانست و علم را آب حواس غمسه امثل بحاری تصور باید کرد پس رسانیدن علم بسوی قلب انگیز
 همی تواند شد که بند بر حواس خمس هر قدر شایعات شده و تا آنکه علم شرف گردد تا آنکه قلب از علم خوب پر شود و موقوف
 این است که بحاری حواس را باعث عزلت بند کند و خود را گوش قلب این گونه سعی کند که در خلوت نشسته
 او کند و طایقات پرده باز و دور کرده شود تا آنکه خود از غمسه های علوم پیدا شوند مگر درین این اعتراض می شود
 که هرگاه علم در دل موجود نیست پس اندر نفس خشمه چگونه خواهد آمد جزو البش اینک از اسرار قلبی این امری عجیب است
 و در علم معامله همین قدر ذکر می تواند شد که حقائق اشیا و روح محفوظ مکتوب اند بلکه در الهامی فرشتگان مستور همچنانکه
 معمار و ابر کاغذ ساده نقشه عمارت می کشد باز موافق آن عمارت می سازد و چنین خالق این سما حال عالم از

اول تا آخر روح محفوظ نبوده است و مطابق آن می سازد پس تشکیل این عالم ظاهری در حسن خیال آدمی هم موجود است مثلاً بسوی آسمان زمین دیده اگر کسی چشم بند کند پس صورت این هر دو در خیال معلوم خواهد شد گویا بسوی جهان می بیند تا اینکه اگر بالفرض آسمان زمین باز روشنند و بینند صرف باقی مانند هم صورت آسمان زمین در خیال آنچنان خواهد یافت گویا که بسوی آدمی بیند باز از خیال آخری بر قلب می افتد پس در آن خالق آن اشیای آید که در حسن خیال موجود می مانند پس هر چه در دل حاصل شده است آن مطابق صورت خیالی است صورت خیالی موافق وجود ظاهری است که از انسان قلب با هر دو مخلوقه موجود است و این عالم ظاهری مطابق آن نقشه ایست که در لوح محفوظ است این بیان کنیم معلوم شد که عالم ظاهری را چهار وجود دارند -

یکی در لوح محفوظ و این وجود از وجود جسمانی او مقدم است -

دوم وجود حقیقی که در دنیا می شود -

سوم وجود خیالی که بعد وجود حقیقی در خیال موجود می شود -

چهارم وجود عقلی که از صورت خیالی در قلب صورت حاصل می شود و درین هر چهار وجود بعضی وجود جسمانی اند و بعضی روحانی و از وجود روحانی بعضی روحانیت زیاده است و بعضی کم و در چنین امور حرکت آبی نظری افتد پس بدینکه که در چشم را چنان ساخته اند که با وجود صغر صورت جهان زمین و آسمان در آن پیدا میشود و بسط بساط این چیز را آن قدر است که از بیان بیرون است باز از ذریعیه چشم وجود این اشیاء و خیال میرسد و از آنجا در دل می رود و نگاه دل معلوم میشود چه اگر آدمی تا وقتیکه چیزی با او نمیرسد او را خبر نمی شود پس اگر خداوند تعالی صورت عالم در دل آدمی نیساخته پس چیزی را می که از آدمی معلومی اند علم آنها گاهی نمی آید سبب آن در قلب و البصار چنان امور عجیب نهاده اند که بعضی قلوب البصار را تسلیم هم نموده تا اینکه اکثر دانا را مطلق خبر نفس خویش و عجائب آنها نیست اکنون بسوی اصل مطلب رجوع می کنم که در قلب آنچه حقیقت عالم می آید آن گاهی از حواس می آید و گاهی از لوح محفوظ آنچه در چشم صورت آفتاب گاهی از دیدن آدمی و بسوی آن می آید و گاهی از بصر دیدن آب که در آن عکس آفتاب می افتد و این صورت عکس آفتاب مشابه صورت اصلی است همچنین هرگاه از پیش دل حجاب می شود پس اشیای لوح محفوظ نظر آدمی گیرند و علم آن با دران می آید در صورت آنکه از استفاده مستغنی میشود خیالش

چنین است که گویا زمین را اینقدر رکاوید که خود بخود از او آب برآید و گاهی توجیه قلب بسوی آن خیالات می شود که از
محسوسات حاصل شده اند پس او را این از مطالبه لوح محفوظ مانع می شود و چنانکه آب هرگاه در عرض جمع نشود پس
از زیر بر نمی تواند آید یا هرگونه که ششخصه عکس آفتاب او آب بند پس او را خود آفتاب نظر نخواهد آمد حاصل اینکه قلب
دور و از آنیکه بسوی عالم ملکوت و لوح محفوظ و دیگری جانب حواس خمسہ مفتوح است که از عالم ظاهری اخذ
اشیائی کنند و با هم این هر دو عالم نوعی مشابهت است پس از دروازه عالم ظاهر هرگونه که قلب بپذیرد حواس
علم میشود و آن معلوم است دروازه که بسوی عالم ملکوت است از وسط مطالبه لوح محفوظ می گذرند لکن آن هم میتواند
اگر این اماندیشی که در خواب حالات عجیب عجیب پیش می آید و دل الاحوال گذشته و آینده معلوم میشود و حالا که حواس
را در آن پیچ و خل نمی باشد و این دروازه برای آنکس گشاده میشود که در ذکر حق تعالی مستغرق ماند چنانکه فرمود
آنحضرت صلی الله علیه و سلم که سبقت کردند مفردون مردمان عرض کردند یا رسول الله مفردون کدام اند از شما
فرمودند که آنانکه باعث فخر حق پاک و صاف گردیده اند یا بحق باشند از دوشهای شان برداشته و در قیامت
اوشان سبک سید و جمله اول را مسلم بروایت ابوهریره نقل کرده و ترمذی با اختلاف الفاظ کل مضمون نقل کرده است
و گفته که حسن و غریب است که ذاتی تخریج الانبیاء باز تو صیفت این مردمان این ارشاد حضرت ایزد جل شانہ فرمود که باز هر چه
نموده بسوی او شان کرده متوجه می شوم ترا معلوم است بسوی که چهره خود مقابل می کنم و کسی نمیداند که من آنهارا
چه دوان میخواهم باز ارشاد فرمود که اول همین عطا میشود که در او امانی شان و شتی می اندازم که اوشان از حال
من خبر میدهند چنانکه من حال ایشان می گویم و مدخل آن خبر را دروازه باطنی است ازین بیان فرق علوم اولیا
و انبیاء و علوم علماء و حکما ظاهر شد و آن اینست که علم انبیاء و اولیا اودان دروازه است که بسوی عالم ملکوت گشاده است
و علم حکمت و غیره از ابواب حواس حاصل می شود و غرض که عیای قلبی آمد و شد آنها در دو عالم غیب و شهادت
در علم معاملات حصرنی توان شد صرف ازین مثال مدخل هر دو علم معلوم شد اکنون مثال دیگر برایین بیان کرده میشود
که از فرق میان علم اولیا معلوم شود و علم انبیاء است که نفس علوم را حاصل می کنند و او را بسوی دل کشند
و اولیا و صوفیه صرف در تجلیه قلب تصفیه آن می کوشند مثال این هر دو آنست که می گویند که اسکنان نقاشان
خطا و صین افرود که در دیوار تقابل نقش کنند پیرمادریان آونختن تا که از طرفین یکی را بر حال گیری اطلاع نشود

نقاشان خط نقوش غریبه و مختلفه می نگاشتند و استادان چین تصفیه و تجلیه بکار می داشتند بعد از رفع حجاب و
کشف نقاب آنچه نقاشان خط را بعرق چین و کوج چین حاصل شده بود زیبا تر از آن تصفیه استادان چین می نمود
ای دل نه طریق اهل صورت بگذر آئینه شو و زهر که دورت بگذر گر نور صفای عارفان بخوابی
از هر چه ترا نیست ضرورت بگذر پس توجه اولیا هم همچو نقاشان چین به تجلیه قلب و تطهیر و تصفیه صورت
می مانند تا اینکه در طلب امور حق درخشیدن می گیرند و توجه علمای طاهر مثل نقاشان خطا بسوی اکتساب
و نقوش علمی می باشد بهر صورت در علم قلب هر گونه که حاصل شود و قلب فنا نمی گردد و علم او بموت می رسد و نه
و صفای قلب که در حق می آید چنانکه حضرت خواجہ حسن بصری فرمود که خاک محل ایمان را نمی خور و بلکه وسیله بقا
الی اندمی شود و نفس علم که در دل می آید و صفای استعداد حصول آن علم این امور لابدی از سعادت ابدی بدون
علم و معرفت کسی را بدست نمی تواند رسید و درین سعادت نیز بعضی مردمان شرف اند از بعضی هر گونه که بهر تو نگری
ضرورت حال می شود پس اندک را در نیز غنی گفته می شود و آنکه نزدش خزائن باشند نیز غنی خوانده شود اما
میان هر دو فرق می باشد همچنین میان معرفت و ایمان هم تفاوت درجات است که آن انتهائی نیست معرفت
نور است که از او اهل ایمان بسوی دیدار حق خواهند رفت که فرمود حق جل شانه تو هم تسبیحی بین ایدهم و بایانهم و
در حدیث شریف وارد است که بعضی را نور همچو کوه عنایت خواهد شد و بعضی را کم از قوائیکه آخر از آنها کنشی ابرود
که او را صرف بهر روز انگشتان تابش نوری عنایت خواهد شد و آن گاهی درخشیدن خواهد گرفت و گاهی
فرو خواهد بود و در حالت درخشیدن قدم پیشتر خواهند گذاشت و در صورت فرو آمدن استاد خواهند ماند و گوشتن
بر پل صراط نیز موافق نور خواهد بود کسی در مفرقه دون عبور خواهد کرد و بعضی همچو برق و بعضی مثل ابرو و بعضی همچو شهاب
و بعضی مثل اسپ تیز رفتار و هر که که صرف برز انگشتان تابش نور خواهد بود و ایدهم بالان خواهد رفت که اگر سستی
را حفاظت خواهد کرد و دست دیگر خواهد آویخت و همچنین دست پایا را آتش نوده خلاص خواهد شد ازین میان
تفاوت ایمان مردمان معلوم می شود و اینکه در روایت آمده است که اگر ایمان حضرت صدیق اکبر با ایمان تمام جهانیان
جز بنیغیران زن کرده شود ایمان حضرت صدیق کران خواهد شد مثال این چنین است که کسی گوید که اگر نور آفتاب
با نور جمیع اشیا عالم مقابل کرده شود نور آفتاب غالب خواهد آمد پس از عوام بعضی را نور ایمان همچو نور چراغ است

لکه که در میان نقاشان است

و بعضی را به پیشوایان صدیقین همچو نوراد و انجم است و نورایمان حضرات اندیامان نور آفتاب است پس هر گز
 که از نور آفتاب صورت حیات آفاق با وجود صوت شکست می گردد و از نور چراغ صرف گوشه مکان ظاهر می شود
 همچنین فرق انشراح سینه توان دانست که بر قلب عارفین بپا عت معرفت تمام ملکوت شکست میگرد و بنا بر
 این وجه پیش آمده است که روز قیامت حکم خواهد شد که از دوزخ آنکسان را بر آید که در الهامی شان معرفت
 یک انتقال ایمان باشد یا نصبت انتقال یا چهارم انتقال یا بر این چو بود این را بخاری و سلم بر وایت ابو سعید
 رضی الله عنه بر آورده اند اما لفظ راجع انتقال نیست که انی تخرج الاحیاء ازین حدیث چند امور مفهم شدند
 یکی آنکه در درجات ایمان تفاوتی است -

دوم آنکه اینقدر ایمان مانع دخول دوزخ نیست -
 سوم اینکه هرگز از آمدن انتقال ایمان نخواهد بود و داخل دوزخ نخواهد بود زیرا که اگر او هم داخل می شد علم راجع و نیز
 چهارم اینکه ردی که برابر زره ایمان بود اگر چه او در دوزخ رود اما جاوید نیاید همچنین در حدیث شریف است که چیری
 نیست بهتر از زهره ایمان و دیگر انسان مومن (این اطبرانی بر وایت سلمان با ستاد حسن بر آورده است) اشاره
 است بر فضیلت قلب عارف با صدیقین کامل داشته باشد چرا که او از هزار قلب عام مردمان بهتری باشد حق تعالی
 میفرماید و انتم الاعوان ان کنتم مومنین و این کیت مومنین را بر سلسله فضیلت داده اند و غرض از مومن اینست که
 عارف باشد نه تقلید و نیز فرموده است الله الذین آمنوا و الذین اوتوا العلم درجات و این آیت از الذین انما اولوا
 آن کسانی که آنها بلا علم تصدیق کرده اند و شان از اهل علم علییه بیان فرموده و از این استیم یافته می شود که فظ
 بر تقلید هم گفته می شود و اگر چه تصدیق او از کشف و بصیرت نشود و حضرت عباس و تفسیر الذین اوتوا العلم درجات
 فرموده اند که الله تعالی درجه عالم از درجه مومن برهفت صد درجه بلندتر خواهد فرمود و فاصلا آن درجه آن را خواهد بود
 که میان آسمان زمین است و در حدیث شریف است که اکثر جنتیان نادان خواهند بود و درجه بلند بر اعی قلند ان
 است (این را بر این بر وایت انس خبر وایت ضعیف آورده است مگر در ان علیون لذوی الالباب نیست و چنان
 این جمله فرموده بنظر نایده بلکه درج است که انی تخرج الاحیاء و نیز آمده است که بزرگی عالم بر عابد همچو رتبه است
 بر ادنی مردی از صاحب من و در روایتی چنین آمده که همچو بزرگ ماه شب چهارم بر جلد ستارگان این آیت

پس بخار
 غالب
 بسیار
 پیش
 بنده
 ضلالت
 برای
 بیان
 اندیشه
 و آنکه
 عطا
 شد
 ایشان
 و علم
 در آن

تری بر وایت ابی الماس نقل کرده است ازین واضح شد که تفاوت درجات اهل جنت مطابق معارف قلوبشان
 خواهد بود و بهرین و قیامت از روز نقابین می گویند چرا که هر که از رحمت حق محروم خواهد ماند و نقصان عظیم او بود
 و میسر کس خود درجه های بلند خواهد دید پس بدین او همچنان خواهد بود که کسی مالک وی زمین است کسی مالک
 ده و چه میا اگر چه هر دو غنی اند لیکن در هر دو فرق آسمان زمین است پس هر که از درجات بزرگ و فضائل آخرت برسد
 او را چه قدر نقصان بزرگ خواهد بود اشتی و صل و معنی سر یا آنکه سر پیش صوفیه لطیفه مودع است و در دل پیچید
 و آن محل شایده است چنانکه روح محل محبت دل محل معرفت است و سر آنست که انسان را از خبر دارد و سر هر اجز
 حق تعالی کسی دیگر نداند و سر پیش صوفیه لطیف تر از روح است وی فرماید که هر آن که آگاه کرده شده اند از رقی اغیار
 از آثار و اطلاق کرده می شود و فقط سر چیزیکه حفظ باشد میان بد و خوب و احوال از اینجا گفته می شود که سینه
 آن احوال گویای سر را ندور و صیاح الهی است نوشته که طائفه از متصوفه بر آن که سر لطیفه است از طائفه و حانی
 محل مشابهه چنانکه روح لطیفه است محل محبت دل لطیفه است محل معرفت طائفه بر آن که هر از جمله اعیان است
 بلکه از جمله معانی است و مراد از احوال است مستور میان بد و خدا که غیر بر ابران اطلاع نیفتد و گویا بنده و یا خدا را می
 است سر السریست که آن اشقی خوانند چنانکه نفس کلام مجید است فان تبه بالقول فانه يعلم السر و اخفی سر آنست
 که جز بنده و خدا بران اطلاع ندارد و سر السریست که بنده نیز بران اطلاع نیابد مگر عالم السری و انقیاد است از طائفه اول که سر را
 عین مخصوص است و بنده بران اند که سرفوق روح و قلب است و بعضی بر آنکه فوق قلب است تحت روح است و
 نزد شیخ الاسلام آنست که سر و عینی دیگر است چنانکه روح و گفته که سبب تصور آن جماعت که سر و فوق روح
 و نیست آن بود که روح را بعد از خلاص کلی از رقی تعلقات قلبی و نفسی و نفسی تا ندیر معهود یافته نگان بردند که مگر
 عینی دیگر است علاوه روح و بر ایشان پوشیده ماند که آن همین روح است متصف با صفتی غریب و سبب اشتباه
 آن طائفه که سر و تحت روح و فوق قلب گفته آن بود که دل را در نهایت احوال که کلی از دل استرقاق نفس آن را
 کرده و از تعلقات هوا و نفسانی دور و ساوس شیطانی خلاص یا بدو صفتی غریب یافته که بر ایشان مستجب نمود
 تصور کردند که عینی دیگر است رای دل و ندانستند که آن خود عین دل است و صفتی دیگر غریب است که بعضی
 سر التفسیری دیگر گفته اند که معنی لطیف است که عین و صمیم روح و عقل التفسیر آن منحدر و زبان التفسیر آن

از اینجا که سر را ندور و صیاح الهی است نوشته که طائفه از متصوفه بر آن که سر لطیفه است از طائفه و حانی

متعسرست و همچنانکه زبان ترجمان و معبر دل است عقل ترجمان روح و مفسر اوست هر معنی که روح را از غیب میکشود
شود و نظر آن مشاهده کند و خواهد که بطریق مکالمات و محاورات بادل در میان هند عقل که ترجمان اوست
واسطه شود و تقدیر و تفسیر آن بادل کند و لیکن بیشتر معانی مدبر که روح آن بودند که عقل از تقریر آن بادل قاصر آید
همچنانکه اکثر معانی دل آن بودند که زبان از تعبیر آن عاجز شود و پس آن معانی که در روح باقی ماند عقل تفسیر آن
مسلم نشود و اسرار روح بودند که دل را بران اطلاع نیفتد و آن معانی که در دل باقی ماند و زبان از تعبیر آن قاصر آید اسرار
دل بودند که مخاطب بران اطلاع نیابد و از اینجا است که طائفه از متابعان عقل چون فلاسفه و غیرهم از بیشتر مدبرگان
ارواح انبیاء محروم ماند و آن را انکار کردند چه در جمیع مدركات روح و تحت احاطه عقل نماند عقل اگر چه اشرف
و اکرم مخلوقات است و در صدر آفرینش منصب تفوق و تصدیر دارد چنانکه در خبر است که حق تعالی اول عقل را
آفرید بعد از آن او را فرمود که برو و شو پس برو و شد باز گفت پشت اوده شو پس پشت اوده شد باز گفت بنشین
پس نشست باز گفت گویا شو پس گویا شد باز گفت خاموش شو پس خاموش شد پس فرمود که قسم عورت
و جلال عظمت کبریا و سلطنت و جبروت من که پیدا نکردم پیدا شد و دست تر بخود او تو نه عالی تر از من
از تو بترش انچه می شوم و بتو تعریف کرده می شوم و بتواضعت کرده می شوم و بتوقی گیرم و بتومی دهم
و بتو عقاب می کنم و بتو ثواب میدهم و بر تو عقاب و نه بزرگ کردم ترا چیزی فاضلتر از بصر لیکن مرتبه روح فوق
مرتبه اوست چه اولیت و تصدیر او در عالم خلقت است روح از عالم امر است از عالم خلق و نیز قیام او بر روح
است قیام روح بدو مثال او یا روح همچنانست که شمال نور آفتاب با قرص آفتاب نور آفتاب اگر چه پست
است لیکن قیام او بقرص آفتاب است و همچنانکه نور آفتاب بصورت محسوسات در زمین ظاهر شود بواسطه
نور عقل صور معلومات و مقولات در دل روشن گردد و اگر کسی گوید که میان این حدیث اول ما خلق الله العقل
و این حدیث اول ما خلق الله نوری و این حدیث اول ما خلق الله القلم توفیق و تطبیق بر چه وجه صورت بند و گویم
که این هر سه از یک معنی بیش نیست چه وجود حضرت سید کائنات در عالم شهادت منظر صورت روح اصنافی بود
در عالم غیب عقل اول نور است خالص از روح اصنافی و قلم هم عبارت از عقل اول است که بواسطه انوار
صورت کمالات الهی است و الباطن آن از محل جمع بمقام تفصیل و بیچ مناقات نبود میان این سه حدیث

و هب بن منبگوید که در هفتاد و کتب منزله یافته ام که عقل جمیع خلایق از بدو وجود نیافته اما انقطاع آن در جنب عقل
نبوی بچنانست که نسبت آنرا به جمیع رمال دنیا و اندام و صل در بیان عقل عقل در لغت بمعنی خرد و دانش متمیز
میان یکی بدی و غیر و شرست و قوی است نفس را که بدان تمیز اشیا کند و اغراض مصلح باند و آفات آن وقت
خفته کردن طفل است تا بوقت بلوغ قوت می گیرد و غیرین معانی که در کتب لغت مذکور اند و عقول جمیع آن مراد از عقل
نزد حکما موجودی است که جسم بود و در آئینه در جسم و نه او را تعلقی باشد بچیزی از اجسام در تدبیر و تشکیل که ذاتی باشد
لمبذی و غیاث است که عقل قوی است نفس انسان را که بدان تمیز کند قاطع اشیا را و آن نفس ناطقه نیز گویند
و مولانا دوست در شرح نصیاب نوشته است که عقل در اصل لغت مصدر است بمعنی بند و پابستن چون خرد
و دانش را قوی عقل طبیعت می شود و بسوی افعال و تمیزها خرد و دانش را عقل گویند و در اصطلاح حکما بعضی تنگ
یعنی یک فرشته از ده فرشته گان که نزد ایشان محسوس هستند عقول جمیع عقل فعال فرشته دهم است و نزد حکما همه افراد
عالم مهیون پیدا کرده است و جبرئیل برین عقل فعال است چنانچه در مبدی مسطور است و عقل اول فرشته اول که
از فرشته دیگر پیدا شده و جوهر اول نیز آن را گویند و در برهان نوشته که عقل اول نور محمدی است و عقل کلی کنایه از
جبرئیل و از نور محمدی و گاهی کنایه از عرش عظیم باشد و حضرت امام غزالی در جلد اول احیاء العلوم در باب علم می نویسد
که مردمان مختلف اند و تعریف عقل و حقیقت آن کثری کاغذ این امر کرده اند که این لفظ بمعانی مختلفه اطلاق
کرده می شود و همین امر وجه اختلاف شان شده است و درین امر حق و ظاهر آنست که لفظ عقل مشترک است بر چهار
معنی گفته می شود و چنانکه لفظ عین که بر سه معانی گفته می آید پس نباید که یک تعریف برای کل اقسام یافته شود
بلکه حال هر یک قسم جدا گانه باید کرد و اول مراد از عقل صفتی است که بسبب آن انسان از چهار پائیکان ممتاز است
یعنی باعث آن انسان را مستعد و قبول علوم نظری و صناعات خفیه فکری می شود و این همان معنی اند که شارح
ابن سید محاسبی مراد گرفته اند چنانچه او شان و تعریف عقل گفته اند که آن قوی است که از انسان مستعد او را که
علوم نظری می شود و گویند که آن نور است که در دل انداخته می شود و باعث آن آدمی قابل ادراک می شود و کسی که
انکار این تعریف کرد عقل را صرف برداشتن علم بدی نبصر داشته پس او انصاف نکرد زیرا که هر که از علوم خافل بود
یا خفته باشد آن هر دو را عاقل نخواهند گفت با وجودیکه او را آن وقت علوم نمی شود مگر صرف بهر بودن آن قوت

دوران قوت و را عالم می گویند و همچنین اشیای قوتی است که بسبب آن مرد و به حرکات اختیاری و ارادی مستعد می گردد
 و اشیای حسیه را که می کنند همچنین قوت عقلی نیز چیزی است که از بعضی حیوانات قابل علوم نظری می شوند و بالضرر
 اگر خدا انسان را در قوت طبیعی و ادراک اشیای محسوسه برابر گردان بماند باشد چنین گفته شود که میان هر دو فرقی
 نیست جز اینکه حق تعالی حسب جریان عادت خویش در انسان علوم پیدای فرماید و در خرد و چارچاگان فی پس
 این هم جائز می تواند شد که در خرد و عبادات در باب حیات مساوات کرده شود و گفته اند که در هر دو جز این فرقی نیست
 که حق تعالی از هر دو حسب جریان عادت و حرکات خاصه پیدای فرماید چنانکه اگر خردی مرده جاود فرض کرده شود پس
 واجب خواهد بود که حرکتی که از او معلوم می شود و اندک تعالی آن حرکت را در او بتدریج کمی فیه پدید آوردن و قادر است
 و هرگز که این گفتن واجب است که میان حرکات خرد و خردی قوتی خلاف که آن اشیای می گویند
 همچنین ایشان از چارچا پدید آورنده بودن گفته اند که انسان در ادراک علوم نظری قوتی دارد که آن عقل گویند و عقل
 مثل آئینه است که از دیگر اشیای درین امر ممتاز است که صدور و زنگه را نقل می کند و لکن کمال این صدور و زنگه داران عقل
 از جهت صفت خاص است که آن اجلا گویند همچنین چشم نیز از آن صفات و مہیات علمیه است که از آنها او را
 یاقوت دیدن شد و این قوت را بسوی علوم آن نسبت است که چشم را به نگاه است و قرآن و شریعت و توضیح
 علوم بسوی این قوت آن علاقه ایست که نور آفتاب را از نور نگاه است پس این قوت را همچنان فهمیدن باید
 معنی دوم مراد از عقل آن علوم اند که در ذات طفل متمیزی باشند یعنی علوم حوزا اشیای جاریه و مستحاله اشیای محال
 مثلاً علم این امر که در زیاد و اندک یک بودن شخص در وقت و دو جا ممکن نیست و این معنی آن اندک بعضی اهل کلام
 و تعریف عقل مراد می گیرند چنانچه گفته اند که عقل بعضی علوم است چنانکه علم حوزا اشیای جاریه و محال چون
 اشیای محال و این معنی هم فی نفسه درست است زیرا که این علوم موجود اند آنها را عقل گفتن نیز ظاهر است مگر
 خرابی درین است که آن قوت مذکوره بالا را انکار کرده شود و گفته اند که بجز این علوم بهی عقل چیزی دیگر نیست معنی
 سوم عقل آن علوم را گویند که بماند حالات و بود و تجارب آن محال شوند چنانکه برکت که در تجارب مشاق و از
 طریق اکت می شود و او را بموجب سن یا قوت می گویند و سبب که بتجرب و تکرار نیست و از اجال و غبی و متعجب
 می گویند و غرض که علوم تجربیه نیز قسمی است که از علوم است عقل می گویند معنی چهارم عقل آن را گویند

که طاعت قوت طبیعی آن قدر شود که انجام امور را داشتند گیر و هر خواهش می که سر دست نخواهد لذت باشد و او را
 از پنج برکن در مملکت بود آن گونه که هرگاه این قوت در آدمی آید پس آن عاقل گویند ازین اعتبار که او بر
 امور اتمام و جرات می کند که فکر انجام یافته نفسی این نیست که بوجوب خواهش سر دست مرکب گردد و همین
 قسم است از خواص انسان از دیگر حیوانات بلکه هر چه است حاصل آنکه معنی اول عقل پنج و بنیاد و منبع است
 است و دوم فرع اول و قریب از آن است و سوم فرع اول و دوم اند زیرا که از قوت طبیعی و علوم بدی علم تجار
 حاصل می شود و معنی چهارم آنکه استی و عقلت غائی است پس در عقل اول برستی است و در آخر او کسب حاصل شود
 و اول مراد است ازین قول نبوی که حق تعالی مخلوقی نزد خویش بزرگ تر از عقل نیاورد این احکیم ترندی
 بروایت حسن از چند صحابه بسند ضعیف آورده و هم چارم مراد ازین حدیث که هرگاه آدمیان از خیرات جمال
 صالحه تقرب حاصل کنند پس تو از عقل تقرب حاصل کن (ابو نعیم بسند ضعیف این روایت کرده) و همین مراد
 است ازین ارشاد که آنحضرت صلی الله علیه و آله فرمود که هرگاه که عاقل یاده شود تا که از رب خود در قرب زیاده
 نشوی او شان عرض کرد که خدا بانشاء بر حق و یاد و پدر من از من اینچنین کی درست خواهد آمد آنحضرت فرمود
 که از محارم آنی اجتناب کن و فرائض او ادا کن که عاقل گردی و از اعمال علی نیک کن تا درین دنیا عظمت و کرامت
 تو افزاید و ازین جهت قریب کرم تر حاصل شود (این را ابن الخیر و حکیم ترندی روایت کرده) و از سعید بن مسیب
 مروی است که حضرت عمر و ابی بن کعب ابو هریره حاضر حضرت اقدس شدند و عرض کردند که یا رسول الله از جمله
 مردمان عالم تر کدام است آنحضرت فرمود که عاقل عرض کردند که از همه عاقلتر کدام است فرمود که عاقل باو
 عرض کردند که از جمله فاضله کدام است فرمود که عاقل او شان عرض کردند که عاقل همان است که مروت کامل
 داشته باشد و در ظاهر فصیح بود و سخن درست و در منزلت بزرگ ارشاد فرمود که این همه هر دو ندگی نیا اندوزند
 متقیان آخرت بهتر است عاقل آنست که تنقی بود اگر چه در دنیا خسیس و ذلیل بود (این را ابن الخیر روایت
 کرده) و در حدیثی دیگر ارشاد است که عاقل همان است که بر حق ایمان آورده تصدیق رسل او کند و طاعت
 حق بجا آورد (این را ابن الخیر روایت سعید بن مسیب مرسل روایت کرده) و تحقیق چنین معلوم می شود که
 لفظ عقل در اصل لذت و استعمال موضوع بهر همان قوت جمعی بود و بر علوم آتعالش صورت ازین جهت شد که

علوم ثمرات آن قوت اند بهیچا که تعریف شی از ثمره او کرده میدهند مثلاً می گویند که علم خوف خداست عالم بهمان
است که از حق ترسد زیرا که خوف خدا ثمره علم است همچنین لفظ عقل را اگر بپذیرد او اطلاق کنند این هم مجاز خواهد بود
اما را مقصود بحث از لغت نیست بلکه مطلب اینست که این چهار اقسام عقل موجود اند و لفظ عقل بر همه اطلاق
کرده می شود و ادان چهار بجه وجود و قسم اول در وجود یکی هم اختلاف نیست و صحیح اینست که این هم موجود و مکمل هم
است این علوم همه در آن قوت شری در آمده اند لیکن ظاهر نگاه می شود که گاهی چنان بود که او را موجود و گاهی تا
این علوم چنین نیست که بر این قوت از بیرون می آمده باشند پس ضرورتست که در آن مخفی باشند و باز از هیچ ظاهر گرفته
و شالش چنینست که هیچ آب که از کنیدن چاه بیرون می آید هر جمع گردیده محسوس میگردد این نیست و اگر بیرون
چیزی در آن انداخته شده باشد چنین سخن و بر بادام و در گل گلاب بوی باشد و بنا بر این حق تعالی فرمود و او
آخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذریعتهم و اشد هم علی أنفسهم الست بر کتم قلوبی و این آیت مراد از اقرار
و حدایت اقرار نفوس است و اقرار زبانی چه که اقرار زبانی کسی مقدرست کسی منکر همچنین حال است درین
ارشاد خداوندی و لیکن سالتهم من خلقهم ليقولن الله یعنی اگر اعتبار آنها کرده شود پس بواطن نفس آنها مشاهد
آنجا اند و فرمود فطره الله التي فطر الناس علیها یعنی سرشت آدمی بر همین امر شده است که بر حق عزوجل ایمان آورد
بلکه اشیا را بموجب ماهیت آن شناسد یعنی سرشت انسانی گویا متضمن این معرفتست زیرا که در آن لیاقت ادراک
آن بسیار قریب است باز چونکه باعتبار سرشت ایمان و نفوس و طبیعت کرده شده است ازین چه مردمان بر دو قسم
شدند یکی آنکه او گردان یعنی گشت و صرف سرشت خویش فراموش نمود آن کافرست و دیگری آنکه خیال خود را در او نهید
و او را یاد آمد بهیچا که کسی شا به قرار داده می شود و از غفلت آن امر را فراموش می کند باز یاد می آید و ازین وجه
حق تعالی یاد او ماند و اکثر جا ارشاد فرمود لعلم یتذکرون ولیه که اول البای ذکر و نعمته الله علیکم و ینتاقه الذی
و انکم به و لقد یسرنا القرآن لذلک لعل من یدکر و اما این قسم تذکر نهادن بعینه نیست که تذکره و قسمست یکی آنکه در دل
صورت حاضر شود و بعد وجود بر و و او را یاد کند دوم آنکه آن صورت از سرشت و آدمی آمده باشد و او را یاد کند
و این حقیقت نزد آنکس که از نور عقل می بیند ظاهر اند و بر تقلید و سماع کلیه ارد و بر کشف و دیدن بر او البته این
امور تفصیل اند لهذا او را می بیند در سحر آیات و در خطابی افتد و در معانی تذکره اقرار نفوس و تمویل بحلیف نوع بنوع

سوالی از ایشان
کیا بپذیرد ایشان
بالله گویند و اما
اسلام
افراد بپذیرد
و اما بر این
باشد که
ایشان چنین
شوند تا این
دل عقل
عقل و یاد کند
نعمت خدا را
خویشتر و بیان
خدا را که حمدیه
است با شهادت
او هر کینه انسان
کرده از قرآن
یابد بر تریس
آیا هیچ بیند
است ۱۲

می کند و احادیث آیات و خیال اختلافات بسیار معلوم می گردند و گاهی این چنان بر او غالب می آید که
 آنها را چشم حقارت می بیند و در آن معتقدی معنی و لغو بودن می گرد و مثال همچو کس چنین است که کوری و خانه
 رود و ظروفی که به ترتیب نهاده اند بران پایش نهد و گوید که این ظروف از راه چرخ اعلیٰ کرده نمی شوند
 و بموقع خویش چون نهاده نمی شوند پس از گفته شود که ظروف همه بجای خود اندگر عقل نظر است همین حال نظر
 باطنی است که باعث نقصان آن در آیات و احادیث تبری دیده می شود و اختلاف فهمیده می آید حال آنکه آنها
 اختلافی نیست اینهمه قصور عقل خود است بلکه نقصان نظر باطن نسبت نقصان چشم زیاد تر است زیرا که
 نفس مثل سوار است و بدن مثل مرکب ظاهر است که نابینائی سوار نسبت کور شدن اسب زیاد تر مضرت
 و بهر شباهت تصرف باطنی با بصارت ظاهری حق تعالی ارشاد فرمود ما کذب الفواد و ارای و فرمود و کذب
 نری ابراهیم ملکوت السموات و الارض و ضد آنرا نابینائی فرمود ما تاملی الابصار و لکن تعقی القلوب التي
 فی الصدور و فرمود من کان فی ذمه اعلمی فمونی الآخرة اعلمی و اصل سبب او این امور که انبیا را ظاهر شده بودند
 بعضی از آن چشم ظاهر و بعضی از چشم باطن معلوم شده بود و دیگر نام هر یک دیدن هم فرمود و حاصل اینکه هر کرا
 چشم بصیرت نخواهد بود و از دین بجز پوست و مشاها و دیگر هیچ نخواهد آمد و مغز و حقیقت او را نخواهد رسید این بیان
 و تعقی آن الفاظ شد که بیان لفظ عقل اطلاق کرده می شود و حاصل در بیان کمی زیادتی عقل در مردمان
 و برباب زیادتی و کمی عقل نیز مردمان اختلاف کرده اند و اگر آمان را که علم کم است از نقل تقریر آنها فایده چیست ابراهیم
 و مناسب اینکه هر امر که حق صیرج بود میان کتم پس حق صیرج درین امر این است که کمی و زیادتی در جای اقسام عقل
 مجزوم دوم می تواند شد یعنی علم بدیهی در امکان امور جائز و امتناع محالات چنان است که درین کمی و بیشی نیست
 مثلاً هر که خواهد دانست که دوازده یک یا ده اند او اینهم خواهد دانست که بودن جسمی در دو جا محال است و یک
 چیز قدیم و حادث هر دو نمی تواند شد همچنین دیگر امثال و آن امور بوده اند که همه آن بطور تحقق بدون شک معلوم
 اند و در قسم بانی کمی و بیشی می شود چنانکه در قسم چارم معنی بودن زیادتی قوت بدان درجه که شهادت الازلیج
 بیکند درین ظاهر است که مردمان متفاوت می باشند بلکه درین باب صرف در حالات یک شخص نیز کمی و بیشی
 می شود و این تفاوت گاهی از تفاوت شهوت می شود و چیزی که ماعقل گاهی برترک شهادت قادری باشد

و بعضی گویند که آن‌ها امری محال نیست مثلاً مرد جوان از ترک نماز عجز می‌شود و هرگاه که عمر از اندکی بگذرد
 کامل میگردد و نگاه بر ترک آن قادی شود و شهوت از نمودن و افزونی ریاست و قوت افزون میگردد و ضعف
 و کمی و بیشی این قسم گاهی ازین وجه می‌شود که ضرر شهوت از عقلی که معلوم می‌شود و در تفاوت می‌باشد ازین وجه
 از بعضی طبع مضرة قاصری باشد و دیگری آنکه عقل بر طبع طبیعت می‌باشد ازین جهت که بر سبزه دگوارا
 فی الجملة اعتقاد می‌باشد که درین طعام ضررست مگر طبعی که علم کامل است ازین جهت خوف و نیز زیاده می‌باشد
 پس درین صورت خوف درکندیدن شهوت سرسنگ عقل می‌گردد و همچنین بنسبت جاهل عالم زیاده بر ترک
 گناهان قدرت میدارد چرا که عالم ضرر معاصی را می‌اندوختن با عالم حالم حقیقی است جاهل لسان نیست پس
 اگر تفاوت از جهت شهوت است نگاه به تفاوت عقل جمیع نخواهد کرد و اگر از جهت علم خواهد بود پس باهمی قسم
 علم را نیز عقل گفته ایم ازین جهت که این طاقت علم قوت طبیعی از زیاده می‌کند پس گویا تفاوت این علم بعینه تفاوت
 عقل شده و گاهی این تفاوت صرف از جهت بودن تفاوت و قوت عقل می‌شود مثلاً هرگاه که آن قوت قوی‌تر
 پس ظاهرست که قلع و قمع شهوات نیز بسیار خواهد کرد قسم سوم که علم تجارب است در آن هم مردمان کم و بیش
 می‌باشند بعضی فی الفور سخن می‌رسند و رای آنها اکثر ترجیح می‌باشد و بعضی چنین نمی‌باشند پس درین قسم انکار
 تفاوت نمی‌تواند شد چرا که ظاهرست که تفاوت یا باعث اختلاف طبیعت خواهد بود یا از وجه تفاوت طبیعت
 و قسم اول که اصل است یعنی قوت طبیعی پس در تفاوت بودن آن انکار را راه نیست چرا که حال او مثل نوری است
 که بر نفس می‌درخشد و طالع و ابتدائی تابش او هنگام سن تیزی شود باز پیوسته افزون می‌ماند تا اینکه آهسته
 آهسته قریب چهل سال عمر کامل می‌گردد و مثالش چنین است که روشنی بچ که در ابتدا چنین خفیه می‌باشد
 که معلوم کردنش مشکل می‌افتد باز بتدریج افزون می‌گردد تا اینکه هنگام طالع آفتاب کامل می‌گردد و فرق کمی
 و بیشی در نور بصیرت همچو نور چشم است که در اعوار و تیز بینانی فرق معلوم می‌شود بلکه عادات اسد و مخلوق بمیان
 جاریست که با جد بتدریج می‌شود تا اینکه قوت شهوت طفل هنگام بالغ شدن یکبارگی ظاهر نمی‌شود بلکه آنکه
 ظاهری شود همچنین در جمیع قوی و صفات را حال توان نیست پس یک درین قوت طبیعی منکری و بیشی است
 او گویا از راه عقل خارج است و هر کس این را اندک نقل تخفیرت نمینماید که تسبیح یا دیبانی رای باشد پس

انکس خود از دیهائی اکثر است انکار کی و پیشی درین صورت چگونه می تواند شد اگر درین تفاوت نبود پس
 در فهم علوم مردمان چرستفاوت شده اند و چنین چرستندی که کسی کند و هن بود که در بسیار زمانین انچه کسی
 نیز درین بود که در ادبی امر و اشاره ایها کسی چنان کامل بود که خود از نفس احتیاج امور جوش زنند و بخت تعلیم
 نرسد که قال الله تعالی یکا دزیتها فیضی و لو لم تسسنا رزق علی نور و این کاملین انبیا علیهم السلام اند که حضرت
 شان را سخنان باریک و در دل بلا تعلیم و ساعت از غیر بیایند این از الهام تعبیری کنند و بهر امر را آنحضرت
 و ارشاد خویش بیان فرمود که روح القدس در دل من انداخت که هر که را خواهید دوست بسازید از شما جدا
 شدن خواهد شد و هر قدر که خواهید زنده ماند شما روحی اید و علی که خواهد بکنید جزایش شما را خواهد بود و این را
 بلبرانی بروایت علی بسند ضعیف و شیرازی در القاب بروایت سهل بن سعد آورده اند و همچنین خبر دادن ملائکه
 مرانیا علیهم السلام را از وحی علیهم السلام است زیرا که در وحی صد از گوش شنیدن و در شسته را از چشم دیدن می شود
 و در الهام این نیست بنا بر این آنحضرت فرمود که در دلم انداخت و از الفاظ ارشاد نفرو و در جات می بسیارند
 و در آن خوض کردن مناسب علم معامله نیست بلکه متعلق به علم شکافته است و این گمان نکنید که معلوم کردن در جات
 وحی مقتضی است به وحی می شود زیرا که در نشستن چیزی بچیزی دیگر است و یا حق آن چیزی دیگر مثلا هیچ بعید نیست که
 طبعی افت در جات صحت بیمار باشد و عالم بدکار در جات عدل است باشد حال آنکه در طبعی بود صحت و در
 عالم وجود عدالت نیست همچنین کسی که نبوت و ولایت او اندر و نیست که او نبی و ولی گردید هر که تقوی و ورع
 راستا پس او تقی گردد و در میان چنین کس می باشد که خود از نفس خویش متنبه شده بجهت و تنبیه
 و تعلیم نه فهمند و بعضی انبیا تعلیم هم کار گزینا شد مثال این زمین است که اقسام او سه اند یکی آنکه در آب جمع می شود
 و زودی گیر و چشمه زو جاری شدن می گیر و قسم دوم آنکه دران حاجت چاه کندیدن می شود و آب و ن کندیدن
 برقی آید و قسم سوم آنکه دران آید کندیدن هم برقی آید شکاف می ماند و در این اقسام آنکه جوهر زمین صفات عجیبش
 منسلک می باشد چنانچه مثال نموده اند و در این قوه عقل سه دلیل نقلی یکی پیشی عقل آن و است است
 که از قوه عینیه است و درین سه است که او شان را آنحضرت دریافت کرد و آنحضرت حدیثی طویل فرمود و در
 آن حدیث فرمود که من فرموده اند که انکس از حق تعالی است که در آنکه الی چیزی از عرش هم زیاده تر پیدا کرده

ارشاد فرمود که بان عقل از عرش افزون است عرض کردند که مقدارش چه قدر است حکم شد که علم شماران محیط است
 شمار علم شمارهاست عرض کردند حق تعالی فرمود که عقل اهرم موافق شمار یک مختلف پیدا کرده هم بعینه
 که آن یکی عقل عطاشه و بعضی را او کسی است کسی اچار کسی چنان است که او را مقدار یک فرق یعنی تو بی
 هشت آثار عنایت شده کسی یک سق یعنی برابر با شتر کسی از اید ازین هم محبت شده اکنون اگر چنین گوید
 که هرگاه حال عقل نیست پس صوفیه عقل معقول اچار بی گویند پس وجه آن اینست که مردمان لفظ عقل
 و معقول را بر معنی اصلی گذاشته بهر چه بود و مناظره نفسل کرده اند که آن را فن کلام می گویند که
 اکنون معقول همین مانده است که خشک شدن طوط ثانی را الزام دادن تواند پس از صوفیه
 نتوانست شد که از مردمان آفرید کردند که شما این علم را از غلطی معقول قرار داده اید زیرا که این امر در دلها می رود
 قرار گرفته است و بر زبان هیچ پس از غلط گفتن صوفیه از دلها می شان کی محوی توانست شد زیرا که او شان نیست
 آن عقل معقول کردند که آن امر و آن عقل معقول می گویند و نه نور بصیرت باطنی که از حق تعالی شناخته می شود
 و تصدیق رسولش کرده می شود از مذمت او چگونه متصور می تواند شد تعریف آن خود حق تعالی فرموده است
 اگر مذمت او کرده شود پس تعریف کدام چیز خواهد بود چرا که اگر شرح قابل تعریف است پس علم درستی آن از کدام
 چیز است اگر بان عقل بدست که بران اعتبار نیست پس شریعت نیز معاذ الله بد قرار خواهد یافت اگر کسی گوید که
 علم صحت شریعت از چشم یقین نور ایمان معلوم می شود بر این قول خاطنا باید کرد زیرا که غرض ما هر چه از عقل است
 همان از عین یقین و نور ایمان است یعنی آن صفت باطنی که از او انسان از چهار پائگان ممتاز باشد تا اینکه با عیش
 آن حقائق امور معلوم می کند و اکثر هیچ خطا از جهالت آنکسان می افتد که آنها حقائق را از الفاظ می طلبند اینقدر
 و بر بیان عقل کافی معلوم می شود و الله اعلم قائلان توان انکاشت که نیز حضرت امام غزالی در احیای العلوم می یابند
 که مدلول این هر چهار الفاظ قلب و نفس و روح و عقل جدا جدا موجود اند یعنی قلب جسمانی و روح جسمانی و نفس شهوانی
 و علوم و معنی پنجم یعنی لطیفه مد که انسانی آن درین چهار الفاظ مشترک است درین صورت الفاظ چهار است مذ
 و معنی پنجم و دود معنی هر لفظ شده و چون که بر اکثر علما اختلاف و اشتراک این الفاظ مشتبه گردیده است ازین سبب
 ایشان در خطاطی نویسنده که این خاطر قلب است این خاطر نفس این خاطر روح مگر ناظر درین چیز با اختلاف

معانی هیچ معلوم نمی شود و بعضی رفق این قباحت شرح این الفاظ اولاً کرده دادیم و در قرآن مجید یا حشر
 شش هفت هر جا که لفظ قلب واقع است پس اواز و چیزی در انسان است که می فهمد و حقیقت اشیا را معلوم کند
 و آن را کنایه بران قلب اطلاق می کنند که در سینه انسانی است چه که در آن لطیفه جسم قلب علامه حاصل است
 اگر چه از تمامه جسم متعلق است و از جمله اعضا کاری گیر و لیکن تعلق از دیگر اعضا بواسطه قلب است پس تعلق
 لطیفه مذکوره اول از قلب جسمانی است گویا که قلب جسمانی محل دار سلطنت و مرکب است از این جهت
 حضرت سهل تستری به قلب جسمانی را از عرش و سینه را از کرسی تشبیه داده اند و فرموده که قلب عرش
 است و صدر کرسی و ازین بیان کسی این نداند که غرض نشان این است که قلب عرش خلاست و صدر کرسی او
 زیرا که این امر محال است بلکه مراد نشان اینست که قلب جسمانی و صدر از لطیفه قلبی و دار سلطنت و تخیلگاه اندک اول
 تصرف و از همین به آغاز می شود و غرض که قلب جسمانی و صدر را از لطیفه قلبی همان نسبت است که عرش کرسی
 راست باین دو پاک و بی شائبه هم صرف از لطیفه و جوه درست می نشیند و چون غرض از این تعلق نیست لاجرم
 او را فرو گذاشت می گویم حاصل در بیان روح پاک که پایه معرفت روح نهایت رفیع است و ذروه او را که او بپای
 منبع سیر می رسد که بر قاف غرض همین درود و ام عبارت رسیدن نتواند از باب بیان کائنات صاحب
 قلوب که از قیاس هوا و اطاعت نفس از گذشته اند گذشته آن غیر متوجه اند و از آن جز بیان اشارت عبارت
 آنکه چه چاره که اگر بکفیه اشاره علی ای کلام را در ماهیت کفیه روح اختلاف است امام راغب از اهل سنت و جمهر
 از قدما معتزله و جمعی از تشیع امامیه بآن رفته اند که روح چه می ست مجرد از ماده و عالم است نفس خویش با آنچه
 خارج از وی است از موجودات متعلق است ببدن امانه بخوی که داخل در بدن باشد و حلول در وی کرده باشد بلکه
 بد بروی است و تصرف در وی مثل خادم اسپ که بد بروی است نه داخل در وی ثبوت عبارت است از رفع این تعلق
 یعنی نیست شدن ببدن و تصرف او از اینجا است که اگر انسان در حیات خود در خاک گرم نشیند بدن می متعفن میگردد
 و طوبان بدنی او بی یزید و اجزای این اواز هم نمی باشد و بعد مردن حالات مگورده و در وی ظهور می نماید و قاضی قاضی
 و نظام حشری بآن رفته که روح جمعی است لطیفه ساری در بدن مثل سریان آب در گل و آتش در داخل و روحی که در
 و قابل تغییر و تبدل اصلا نیست بعضی اگر دست شخصی قطع کنند بجز و روحانی که در آن است دست قطع نمی شود

بلکه مقبوض و منجذب خواهد شد و جزوی که متصل آن دست قطع بود چنانکه شعل آفتاب که از قطع منقطع نمی گردد
 اما از مکان بکمان و گیر منجذب می تواند شد و از تشکیل جمعی از مختزله جمعی از اشاعه بآن فته اند که روح هر شخص
 عبارت از همان جسدی است باعراضی که قائم اند بوی مثل سمع و بصر و حس و حرکت باقی صفات جمعی عظیم و کلین
 بآن رفته اند که جسم هر انسان مرکب است از جزوی چند که بعضی از آن اجزا سخت اند بر تپه که از بریدن بریده نمی شوند
 و از شکستن شکسته نمی گردند و تغییر و تبدل زیادت و نقصان و زوال و انحلال ابدیها راه نیست روح عبارت از
 وجود این اجزا است و بعضی دیگر از این اجزا نرم اند قابل بریدن و کاستن و افزودن و این اجزا را اجزای عارضه
 می نامند و قسم اول اجزای اصلیه زیرا که آنها مقدم اند و اینها عارض آنها و کلام امام رازی در این صریح است و آنکه
 این مذمب مختار محققین تشکیل است اما کتاب خدا و حدیث حضرت محمد مصطفی تا فی این و ذمه این خیر است قال الله
 ولا تحسین الذين قتلوا في سبيل الله و اوليائهم و اوليائهم يرثون و الايضاً ثم خلقنا النطفة علقه فخلقنا العلقه
 مضغه فخلقنا المضغه عظاماً فخلقنا العظام لحماً ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارك الله احسن الخالقين و قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم اذا حمل المیت علی نعشه ترقق روحه فوق النعش و یقول یا ایلنی یا ولدی لا تلعبن کلم الذی کلم
 لعنت یعنی فرمود که حضرت وقتیکه بار کرده شود مرده بر چارپایی آواز می کنند و می گوید پس زنده های خوش که ای
 ایل من و ای فرزندان من هر گویا بازی نکن بشما دنیا و نحو مشغول سازد چنانکه بازی کرد با و نحو مشغول ساخت را
 و ذوق مستقیم و طبع سلیم بیدار عقل میداند که این هر سه احوال دال اند بر آنکه روح انسانی غیر جسد و غیر اجزای است
 امام از وی جمعی دیگر متفق با وی گفته که روح عرضی است از اعراض بدنی و وصفی است از اوصاف آن لیکن تعین آن کرده اند
 که ویرا چه نام است و مجلس کدام است و این او ندی گوید که جمعی بآن فته اند که روح جزوی است لا یختری و قلب و محقق
 کاشی و اصطلاح گفته که روح در اصطلاح قوم لطیفه مجردة انسانیة است و در اصطلاح حکما بخاری لطیف است متولد در قلب
 قابل قوت حیات و حس و حرکت این اصطلاح شان نفس گویند و متوسط میان هر دو که یک کلیات و جزئیات قلبیه
 است و نیز و حکمایان قلب روح فرقی نیست او شان این هر دو نفس ناطقه نام نهاده اند حضرت امام غزالی و جلالت احوال را
 فرموده که لفظ روح بر ذهنی گفته میشود و آنکه روح جسمی لطیف است که منبع آن خلق قلب جسمانی است از اینجا بدو شریانه ها و تمام
 اعضا ساری است و بر بدن او و درون حیات حواس خمس با اعضا چنانست که چنانچه در خانه نهاده شود و از دور بر

چهار طرف مکان نشینی رسد در مکان هر جا که این روشنی رود آنجا روشن گردد پس روح بمنزله چراغ است میخانه
 نور و حرکت روح و باطن سرایان او در بدن آنجا است که مثلا چراغ را در اطراف خانه بگردانند این معنی روح اندر
 اصطلاح اطباء یعنی روح بخاری لطیف است که از حرارت قلب نفع می یابد پس مقصود من ذکر کردن این معنی نیست
 غرض اطباء البته از این متعلق است که او نشان علاج ابدان می کنند و طبیبان دین که معالجات قلب این می شوند که
 او را با بحوار رب العالمین برسانند او نشان از این روح اندکی هم بحث نکنند بلکه غرض نشان از معنی دیگر است معنی
 دوم این آنکه روح لطیفه مد که انسانی است و اینهمه معنی آنکه شرح آن در معنی دومی قلب کرده ایم همین معنی مد است
 از این آیه شریفه قل الروح من امر ربي و این شئی عجیب ربانی است که در ادراک کتب حقیقتش اکثر افهام عقول عاجز
 اند انتی و در معنی دوم قلب اینچنین فرموده اند که او لطیفه روحانی ربانی است که او از قلب جسمانی تعلقی است
 سیم بطیفه حقیقت انسانی گفته می شود در هر عالم و مخاطب و معاتب همین است از این باز پرس است علامه که این
 لطیفه را با قلب جسمانی است و ادراک آن عقول اکثر مردمان حیران اند زیرا که تعلق او از قلب جسمانی آنجا است که
 اعراض با اجسام است یا صفات یا موصوفات یا تعلق کار گیر از آنکه تعلق کلین از مکان و با چون آن چه باین
 نمی گنیم پس این او و وجه تداول اینکه این امر از اسرار غیبی است و ما را درین کتاب صرف بیان علوم معالیه مقصود است
 دوم اینکه تحقیق بر فاش شدن راز روح است و این آن راز است که در آن آنحضرت صلی الله علیه و سلم چیزی را شاد
 نفرموده پس دیگری را نیز طلب کشادن درین باب نباید انتی و با بحله روح جوهری است مجرد قائم بذات خود و خصوصی
 از اعراض و جسم نیست از اجسام متشکل از اجسام متشکل است در مکان و نه مقید در قید است زمان متفصل بدن عالم
 و متفصل از آن نه داخل بدن نه خارج از آن بلکه ذاتی است موصوف باوصاف ربوبیت و اقربا شایسته تمام کرامت
 ازینجا است که حق سبحانه تعالی رسول خویش را امر بکشف ذات اظهار صفات وی بر مردم اهل کدوین
 لطیفه روحانی و متفصل از اجسام مختلفه و محروم از اجزاء متحد و میگردد و بسبب هر صفت دیگر بر وی اطلاقی می یاب پس اگر
 آنها که در صفات مذمومه و شہوات مرده نماید آنرا نفس الماره یا سوء خوانند و خریست شیطان مانند قال الله تعالی
 ان النفس الماره بالسوء بدستی که نفس سرکشیه بسیار گفته اند است انسان با افعال شلیعه ناموصوف می شود با افعال نیکه
 و اگر شتاعت افعال را زالت انلاق نامست بحال عوی نماید و طریق توبه پیش می گیرد و برادرین مرتبه نفس را میگویند

قال استعالی لا اقسام لنفس الملائمة قسم می خورد نفسی که بسیار است کند است صاحب خود را از کردار ناهنجار اگر آرم
 گیرد و اقبال داور و ناهنجاری را با رباب بخوی که ویر اقلق و اضطراب در عبادت و اطاعت نماید و حضور تمام جمیع الملائک
 سرخجام حال فرخنده مال می گرد و ویر این مقام نفس مطمئنه نامند قال استعالی استیثان النفس لطیفه ارجی الی الکمال
 مضمینه ای نفس مطمئنه که سکون اطمینان و طاعت و عبادت ماکرفته و از غیر ماکسته رجوع مکن بسوی پروردگار خویش این حالت
 که اصنی استی بر او ام و احکام می و الهی کرده شده یعنی او تعالی را ضعی است بر افعال احوال تو و نزد ایشان غیر از روح انسانی
 که بالا فرود شد و دیگر است که آن روح حیوانی خوانند و آن در جمیع اجزای بدن ساری است و حرکت هر جزو
 بنی شعلای وی است چنانچه آفتاب بر آسمان چارم است و شعلای وی محیط روی زمین است چنانچه شعلای آفتاب از
 قطع منقطع نمیکرد و همچنان نور روح حیوانی لقطع عضو منقطع نمی شود و روح انسانی را ربط محبت و تعلق عشق این
 روح حیوانی است و روح حیوانی را ارتباط بحسب است اما که حسن اعتدال و صحت مزاج جسمانی باقی است و بعد از فساد
 مزاج و رفع کمال اعتدال روح حیوانی از جسم می گریزد و جسم صورت جاد پیدای کند و موت عبارت از این
 حالت است و تحقیق آنست که شکل روح حیوانی وزنگ او و قامت او مشایه بحسب است بخو که اگر در مکان جسم
 زید روح حیوانی وی برآید نشیند و جسم معدوم گردد و بنشیند و معلوم نشود که جسم زید معدوم است روح حیوانی و
 بجای می نشسته و علی هذا القیاس روح حیوانی عمر و بکیر است و سایر حیوانات و علی هذا القیاس ارواح نبات
 و جمادات و جمادات از دگر حکما و اشراقیین صوفیه روحی است که آن روح عالم است خود را و خالق خود را
 و سایر مخلوقات را و آیه کریمه ان من شی الا تسبیح بحمد و لکن لا تفقهون تسبیح و بسیاری از آیات احادیث دیگر میگوید
 این قولست یعنی بودن هر موجودی از موجودات بحالتی که تسبیح می کند از پروردگار و پروردگار خود را لیکن شما می مردم
 و نمی یابید تسبیح ایشان را و این طایفه را بالاتر از تحقیق حکما و تمکین تحقیقی دیگر است و تحریر آن موقوف بر توفیق فکر است
 بنا بر آن حرکت قلم از قلم آن کوتاه نموده اند و علم و علمه حکم حضرت جنید فرمود که روح چیز نیست که برگزیده و ارحم تعالی عالم
 خویش یعنی علم حقیقت می مخصوص بخویش گردانید و از مخلوقات کسی را بر او مطلع نگردانیده و نه ممکن است بیان او از
 اکثر موجودات خلاصه اینکه روح مشوب با و تعالی است کما فی قوله و نفخت فیه من و حی و بازمی فراید قل الروح من
 امر ربی از ارشاد و لفظ کن اثری که در ماسوی پدید آید همان روح است بر توه اثر این آن اثر است که هرگاه بزرگی از خودی

به کردن فعلی ارشاد فرماید و بر روی خود نشانیده حکم کند کفنی در محکوم پدید می آید که از آن او بر کردن فعل معذرت
 و مجبوری اقتدا و این اثر همان ارشاد امری است چون ارشاد کننده قدیم است اثر ارشادش نیز دیر با ضروری
 است که باشد پس این پر تو غیر آن پر تو چگونه می تواند شد پس هر که این را شناخت اصل کار را رسیده و الحق را
 تم می یابد نیست از اینجا است ارشاد حضرت جنید که جائز نیست بیان کردن حقیقت روح از اکثر موجودات
 پس لفظ اکثر فرموده و نه کل از این معلوم شد که بعضی فهمیده باشند همچنین استفاده کرده ام از ارشاد حضرت
 جد امجد مولانا و مرشدنا حضرت شاه حیدر علی قلندر قدس سره لاطهر و الله اعلم بحقیقه الحال حضرت ابو عبد الله
 انساج می فرماید که روح جسمی لطیف است که قیام کرده است در جسم کثیف و جمود علی گویند که امری باطنی است
 که بسبب آن جسم زنده است بعضی گفته که روح هوای نرم و لطیف و بویاست که بسبب آن ذی روح را حیث
 حاصل است ابو بکر خطیبی گفته که روح داخل در امر کن نیست یعنی هر گونه که تمامه عالم از لفظ کن پیدا شد آنچنان
 روح نیست بلکه او صفتی خاص الهی است چنانکه احوای صفت محیی است و خلق صفت خالق است و بعضی
 متعین فرموده که روح چیزی باطنی است در جسم و مخلوق است همچو جسم بعضی فرموده که جسم عنصری خود را ترک
 کرده در عالم مثال سیر می کند و همین را انخلاع و انشراح و موت اختیار می گویند و خلاصه کلام حضرت بحر العلوم در
 شرح فتاوی شریف در تحقیق روح اینکه روح حیوانی جسمی لطیف است بر ذرات میان عالم مبر و ماده و ساری است
 در تمامه بدن انسانی بدین گونه که هر جزء و او متعلق است از هر جزء بدن اما سرایتش به کل است و اگر چه جسم
 است لیکن آن گونه الطاف است که شاکر آن در مجربات است و از صور مثالیه هم زیاده تر لطیف است ابدی است
 و روح انسانی لطیفه الهیه و تعین خاص است و بی ماده بصورت روح حیوانی است و علاوه این روح حیوانی است
 که حکما آن را گویند که از انچه لطیفه غذائی پیدا است و روح انسانی لطیفه الهیه و تعین خاص است بی ماده بصورت
 روح حیوانی یا روح حیوانی مرکب است پس روح انسانی را با روح حیوانی همان نسبت است که متعینات را
 با ذات مطلق است و روح انسانی اگر چه در عالم اطلاق عالم است با شیا و از لذت عالم میراست لیکن هرگاه متعین
 و متصور شود روح حیوانی گردد در آن صورت از علوم ساده از عالم و لذت متعین گردد و در عین حال
 می شود چه که در سقراط تحصیل علوم حاصل است و هنگام موت این روح از جسم برآمده جسم بر ذرات قبول می کند و باقی

برزخی مسؤل در قبری شود روح انسانی در حالت اطلاق قدیم است مگر روح حیوانی قدیم نیست در هر شخص
 خواه کامل بود یا ناقص اما کلاً آنچه که حقیقت روح خویش میدانند لا یرم گفته می شود که ارواح اولیا و اشد قدیم ناقص
 چه که از حقیقت ارواح خویش نمی دانند لهذا ارواح شان حادث گفته می شود حضرت امام غزالی می فرماید که جسم انسانی بنابر
 قانون است و قلب انسانی مثل قتیله و روح حیوانی مثل آتش و روح انسانی مثل نور فرق این قدر است که روشنی
 شمع تابع آتش می شود مگر روح انسانی تابع روح حیوانی نیست بلکه روح انسانی اصل است و روح حیوانی تابع آن
 پس چنان باید فهمید که شمع از انوار غیبی روشن است پس ازین مثال این قیقه مستنبط می شود که همچنانکه حق تعالی
 در بعضی اشیا خاصه نماده است که عکس اشیا مقابل هر گاه در آن می افتد صورت پذیر می گیرد و در بعضی آن مقتضای
 عکس می گردد عکس ساخته می شود و همچنان در روح حیوانی این خاصه عطا فرموده شده است که بر تو انوار غیبی
 بران می افتد و او از آن روشن می گرد و در صورتی جدید در آن پیدای می گردد پس آن بر تو نورانی مع آن قدر جزو
 روح حیوانی که بران او منطبق است روح انسانی است و بعد قیام آن صورت چونکه روح حیوانی بخاری از اخطا و لطیف
 روزمره پیدای می شود و جسم یا بطور مرکب اوی ماند که جسم هم فانی پذیرد لیکن از آنجا که انوار غیبی ابدی اند چه که مطلع
 شان روح کل یا روح عظم یا حقیقت محمدی است که جزو بر تو نور قدیم است و حکم کن محمد اعلم به قائم است لا جریم بر تو
 آن هم ابدی باشد لهذا روح انسانی نیز ابدی است زیرا که او را نسبت به مطلع خود همیشه قائم می ماند چنانکه بر تو آفتاب
 از آفتاب و چنانکه از انهدام خاتم بر تو آفتاب بدستور قائم می ماند و همچنان از فانی جسم و روح حیوانی فانی روح
 انسانی ممکن نیست دوم تعلق روح انسانی از عالم دنیای ماند زیرا که در آن جزوی از روح حیوانی شامل است لهذا
 بعد فانی جسم در عالم برزخ که میان عالم ارواح و عالم اجسام است روح انسانی قائم می ماند و این روح انسانی در آنجا
 خلقت معلوم باشد مگر استعداد تحصیل علوم در آن می باشد پس اگر ریاضت کرده علم استدلال حاصل کرد پس ناقص ماند
 و اگر از ریاضت تصفیه چنان حاصل کرد که عالم علم شود می شد پس کامل گشت لیکن مراتب شود و کمال متفاوت
 اند لهذا در درجات اهل این نیز تفاوت آمد بعضی براتب اعلی و بعضی با وسط و بعضی براتب ادنی و علی القیاس در درجات
 متفاوت آمدند و تفسیر معالم التدریج است که بعضی گویند که روح خون است آری نمی بینی که جاندار هر گاه می میرد جز
 خون از دوت نمی شود و قومی گفته که روح نفس حیوان است بلیل اینکه حیوان می میرد و احتیاس نفس قومی گفته

که عرض است و قومی گفته که جسمی لطیف است بعضی گویند که روح معنی است که در نور و طیب و علو و علم و بقا مجتمع اند
 نمی بینی که هرگاه او موجود بود انسان و صوفی و جمیع این اوصاف بود و هرگاه این معنی بدو و همه برود و اولی الا قایل
 است که بسیار و علم روح البسوی حتی و این قول از سنت است و عباد الله بدین بریده فرموده که حق تعالی خبردار از نفوذ
 هر روح ملکی مقرب نیستی هر سلسله انتہی و در تفسیر روحانی است که سهیمت روح امر وجودی است که حاصل شد از امر رب بلا واسطه
 ماده پس نبود او را شکی در تقداری و نه دخول بدن و نه خروج از بدن و نه اتصال و نه انفصال از بدن و این اسی فهم آنکه در
 علم خالق و تفسیر ما را که است که بهر گویند که پرندگان چون از حضرت صلی الله علیه و سلم سوال از حقیقت روحی
 کردند که در جان است پس خبر داد حق تعالی که او از امر آبی است که او را جز او کسی نداند و از بریده مروی است که او اهل از
 او را که سهیمت روح عاجز از بعد اتفاق عمر با طویل و ریخوض کردن در آن و حکمت درین عاجز کردن عقل است از ادراک
 چیزی که بهر او مخلوق و مجاز است که نادانانست که بدین که عقل را هرگاه حال نیست که از ادراک بهر خودی عاجز است
 پس از ادراک خالق خویش اما عاجز تر خواهد بود و بهر این ذکر کرده شد آنچه در حقیقت روح گفته اند که آن جسم لطیف
 هوایی است در هر جزو از حیوان و بعضی گویند آن خلقه عظیم است و حیاتی بزرگ از فرشته و از ابن عباس مروی است که مراد
 از روح درین آیه کریمه و یسئلونک عن الروح جبریل علیه السلام اند و دلیل او نزول پال روح الامین علی قلبک است
 انتہی و بعضی گویند که عالم ارواح مخلوق است بی ماده و مدت و عالم اجسام مخلوق است بماده و مدت ازین مجوز قرآن مجید
 آمده است که و یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی یعنی سوال نخواهند کرد و ترا از کیفیت روح که بدن انسان بی
 زنده است بگوای محمد که روح از امر رب و در گار من است یعنی از بسدعات او که با مرکن پیدا شده بی ماده و از انجمله است که
 مخصوص است بعلم خدا و غیر حق کسی بدو دانست انتہی و بعضی گویند که روح امر است و امر او کلام است و کلام
 مخلوق نیست صحیح نیست که روح معنی است در بدن و مخلوق بهر بدن و بدانکه در اصطلاح این طائفه عالم ارواح
 مخلوق است بی ماده و مدت و عالم اجسام مخلوق است بماده و مدت پس معنی قول قل الروح من امر ربی این است که
 روح در عالم امر است که موجود شده است از امر حق بی ماده و مدت و روزی حضرت جدی و مرشدی مولانا شاه حیدر علی
 قلندرقیس سر ملاطمت و تذکره خالق که با بعضی مخلصین پیدا شدند از شاه فرمودند که برون سخنان طول و طویل
 مذاہب کثیره در روح فشا اینهمه اگر بخوریده شود بهین می نماید که از فکر صائب توفیق مصوب حقیقی کار گرفته شد

۹

ف

روح

الامین

چنین

چنین

بدین

بدین

در نه ناظر غیر مناظر خود میداند که آنچه از قرآن مجید فهمیده می شود همان اصل حقیقت روح است یعنی روح انزاه
 مجرد حق جل شانته است و حسب مخلوقات بلا حلول طبعی و سریانی و واقع شدن این چنین خیال باید کرد که چون
 حق تعالی محض کرم ام خویش موجودات را از مرتبه صوره علییه بمرتبه تعین و تشخص آورده بدینسان
 متوجه گشت بر سبیل استعلا حقیقی خویش بفرمود که کن یعنی بشوید ازین فرمودن و توجه ساختن اثری
 و هر یک پدید گشت و همان سرای نمود و حیات و وجود همه گشت و کیفیت این اثر را آنکه بطلان توحید
 می دهد یا توحید خویش چیزی ساکنه را متحرک می سازد نیکوی فهم و تعلق روح باین چون تعلق
 عاشق است با معشوق و آنچه ارشاد می شود که و ما او یتیم من العلم الا قلیلا یعنی نداده شدید شما مرا از
 علم کمتر و از ان علم علمی است که حاصل کرده می شود و متوسط عقل زیرا که اکتساب عقل و معارف نظریه
 را از ضروریاتی است که مستفاد است از احساس جزئیات و بهر این گفته اند که هر که جس گم کرد علم گم کرد و
 اکثر اشیا را ادراک نمی تواند کرد و چیزی را از احوال آن نمی شناسد و این است مراد از آن ذات شی را
 و این بدان اشاره است که معرفت ذات روح ممکن نیست مگر بجاوض که میسر روح باشند از تلبس روح
 پس علم تمامه روح بلا گشتن روح حاصل نمی تواند کرد و به روح معانی روح ازین عقل جزوی که آلوده
 تعلقات و خیالات ما و من است نتوان رسید الا ما شاء الله تعالی انتهى اصل این است که معرفت روح
 بنظر عقلی و ترتیب مقدمات فکری نمی تواند شد زیرا که نظر عقلی و ترتیب مقدمات فکری سالک احتیاج
 می کند بسوئے استعلا قوای بنیه عاقله و ادراک انوار مجروده که شناخت آن بغير کشف روحانی
 یا عنایت الهی نباشد و این حاصل نمی شود مگر بتقطع نظر از حواس ظاهره و ترک عمل بقوای باطنه و
 تجربه قلب از شوائب بنیه و توجه بسوئے قلب همیشه به فکر در امور مجروده روحانیه و باین طریق منکشف
 می گردد سالک را حقیقت روح و ازو حاصل می شود برای او معرفت نفس و ظاهر شود او را ماهیت ذات او
 آن ذات که آن نورانیه محضه و صفائیه صرفه است زیرا که روح انسانی امری است از امور
 آگهی پس بهر این منبرمود حق تعالی قل الروح من امر ربی استغفره در مطالب
 مطالب رشیدی است که اما روح انسانی پس حکماست محققین و علمای مسلمین

دانسته و دریافته و از کتب الهیه فهمیده اند که آن مجرب است از بدن و متعلق بدان توجه تدبیر و تصرف در بدن می کنند
عالم غیب است و شهادت نه معقول نه محسوس نه داخل بدن و نه خارج و متصل ببدن و منفصل و نسبت آن
ببدن چون نسبت حق است با عالم و آن را بزبان حکما نفس ناطقه بشریه گویند و او متوجه تدبیر بدن باشد چون
او از تدبیر بدن و تعلق آن مفارقت کرد ارواح و قوی و اعضا همه بیکار گردند و آن را موت گویند یعنی موت بدن
و کالبد نه موت آن نفس ناطقه که آن را موت نیست باشد که بعد مفارقت بدن عنصری ببدن مثالی محل ریخ
و راحت و نعمت باشد و الله اعلم بالصواب و همین روح مجرب که آن را نفس ناطقه بشریه نیز گویند باعث تفرقه در میان
انسان و سایر حیوانات است و همین نفس ناطقه است که مأمور و منتهی و محاسب و مخاطب باشد و همین است که کسب
کمالات کند و از مرتبه ماده بلوامة و از لوازم بلوامة از مله مطبونه میسرند و همین است که از نام نفس بام قلب بنام روح
در عرفانی و اخفی اترقی نماید و همین است که منظره را اگر دو دو بمولد مقصود من الخلق انتهی در رساله مراتب الروح آورده
اگر آدمی راسته روح است -

یکی نباتی که موجب نمو است -

و دوم حیوانی که بسبب آن حس و حرکت است درین دو روح نباتات و حیوان شریک است اما روح
ثالث که نفس ناطقه است این روح اضافی است که حق سبحانه تعالی بخود اضافت کرده فرمود و نفخت فیهم من
روحی درین روح با او شیرکی نیست و علو و جبر آدمی است و عجب غرائب ازین واقع است و روح حیوانی نباتی
را که از جسم متولد شده اند بعد از فساد جان و وجودی نیست روح ثالث اضافی تا که بدن عنصری فاسد نشود و تدبیر بدن
و تصرف آن کند بعد فساد بدن خود باقی ابدی است علاقه او بحیسم و دایمی نسبت دخول و خروج و اتصال و انفصال
ست چنانچه معیت حق با اشیا الهی ماصلی علیه و سلم فرمود (من عرف نفسه فقد عرف ربه) ازین نفس روح
مراست و شیخ اکبر فرمود که اهل تحقیق در بیان کیفیت روح دو فرق اند یکی بر آن است که روح در اصل یکی است که آن را
روح کل گویند و این روح صادر اول است از ذات واجب بطریق ابداع بنا بر اختلاف اعتبارات اسامی مختلفه
دارد و گاهی حقیقت محدثش صلی علیه و سلم خوانند و گاهی عقل کل و قلم و غیر آن و صد و رار و روح از این پنجین است
که هرگاه جسم انسانی تسویه یافت بر قوی از ان برین جسم پیدای شود و چنانچه جسم قلی بقابل آفتاب و شن گردد

باز در وقت موت جسد خود را برین می شود که روح کل است و این را روح جزئی بعد از انتقال بدان جسد و بر این
 می شود و صلا انداختن از باقی نمی ماند چنانچه آب نهر باعتبار طرقت متعدد و شعاع آفتاب باعتبار اراکین این تجزیه
 تبعض اعتبار است و الا روح کل چه بسا بیست و پنج تبعض ادران را نیست و گروه دیگر گویند که با بدن منحصراً
 در اجسام منحصریه یافتیم بلکه این روح را و بدن است منحصری و مثالی اگر چه منحصری فانی شود اما مثالی فاسد نمی شود
 تا درین نشان است باین تعلیق دارد بعد از فساد این بدن بدن مثال متعلق می شود اما نشان را اندک تبعضی بود
 همه را معلوم است چنانچه در خواب که بدن منحصری معطل می شود بآن بدن دیگر خود درین وقت تدبیر هر دو بدن میکنند
 و اگر تدبیر بدن منحصری ترک کند بدن فاسد شود و موت عبارت از این است و کمال اولیا و حکما را حالتی است که
 انشراح و انخلاع گویند که روح انسان تازه روز بکر زیاده ترک تدبیر بدن کرده و در عالم مثال سیر می کند این را
 موت اختیاری گویند و این ریاضت حاصل می شود بر این طائفه موت آسان می شود و موت اولی ان تموتوا
 عبارت از این تبعضی است و جمعی از افاضان بر آنند که آدمی مثل حیوانات روح حیوانی دارد و بعد فساد و ترکیب فاسد
 شود بواسطه قصور علم خود را در جمیع منحصری منحصراً نیستند (اولی که انعام بل هم منحل سبباً) سعادت مندانی که
 خود را شناخته اند دانسته اند که خرابی بدن موجب ظهور کمالات روح است لاجرم در ریاضت کوشیده اند و با امان
 هم قاصد خود را در پرورش بدن فانی در اند کرده اند سیاهات هیوات و دیگر بواسطه ترکیب روح باین بعضی امور
 اگر روح را قبل از آن نبود محال شده نفس و قلب و سر و روح و خفی و لطیفه خفیه هر کدام را آثارا علیحد است و اکابر
 اولیا سلوک طریق را بسبب اطوار سبب تغییر کرده اند یعنی اول طهارت بدن باید که ظاهر شریعت بدان ناطق است
 و بعد ترکیب نفس بجا افتد و اما ای او بعد تصفیه دل از اخلاق زمیه چون حسد و قهوه و حرص مال و جاه و غیره
 و بعد تخلیه سیر از باغ غیر حق و تجلیه روح یعنی مشاهد حق بعد از معرفت آگاه می شود و لطیفه خفیه حقیقت یعنی
 اینها اولی افشام وجه الله شکست شود و سالک منتهی می شود و این لطیفه را با ذات آن نسبت است که شعاع را
 یا آفتاب و سیرانی است اینچنان است و سیر فی الله را نهایت است انتی از جمیع الفواید قول بآنکه شریف تر موجود
 و نزدیک تر مشهودی بحضرت حق روح عظیم است که حق تعالی او را بخود انصاف کرده است لفظ من روحی بن
 روح آدم که بر خلقین اول و ترجیح آنی و شفاعت و چه در قلم ایما و تبت ارواح همه عبارت از ارواح است

صلوات

آن کسان

نشد

باید

نشد

بلکه

افشان

عند

کنند

۱۲۰

صلوات

و غیر

بالا

گفتند

۱۲

و اول صیدی که در شبکه وجود افتاد ذات او بود مشیت قدیمه او را بخلاقیت خود در عالم خلق نصب کرد و مقالید
 خزان آن سر او بود و تلفو فیض نمود و او را بتصرف در آن ماذون گردانید و از بحر الطیبه نهی عظیم بروی کشت و بایست
 از او استمداد فیض حیات می کند و بر اجزاء کون افاضت می نماید و صور کالات الهی را از مقرر جمع اعنی ذات مقدس
 بجل نفقه که عالم خلق است میرساند و از عین اجمال و اعیان تفصیل جلوه میدهد و کرامت الهی او را در نظر جتیدگی آن
 برای مشابه جلال قدرت ازلی دوم از برای ملاحظه جمال حکمت لم یزل عبارت از نظر اول عقل فطری و قبل آمد نتیجه او
 محبت الهی عبارت از نظر دوم عقل خلقی و بعد بر نتیجه آن نفس کلی چنانچه خبر است اذ قال اقبل فاقبل ثم قال له ادبر فادبر و
 هر نفسی که روح ضائی از عین جمع استمداد کند نفس کلی آن اقبال گردد و در محفل تفصیل آن شمع و در میان روح اضافی نفس کلی
 بسبب فعل منفعالی قوت و ضعف نسبت کورت اوثت پیدا کند و رسم تعاشق و ملاصق ثابت شود و به ایطه امتزاج و سوطه
 از دواج ایشان متولدات کوان موجود گشتند و بدست قباله تقدیر از مشیمه رغیب بعالم ظهور آمد پس جمیع مخلوقات
 نفس و روح آمد و نفس نتیجه روح و روح نتیجه امر حق سبحانه روح را بنحوی خود آفرید بی هیچ سببی که لفظ اشارت
 بدانست و جمله مخلوقات را با واسطه روح آفرید که خلق عبارت از انست الاله المخلق و الامر تبارک و العالیین
 و چون لا بدست مرخلفه را که مستجمع اوصاف استخلف بود نفس الهی مکرر نامتناهی روح را در خلقت ایجاد خلعت جمیع
 اسما و صفات جلالی و جلالی خود در پوشانید و در مسند آفرینش مکرر و موقر گردانید و چون دائره تکوین به نقطه انتها
 رسید و بر نقطه ابتدا منطبق گشت صورت روح در آینه وجود آدم خاکی منعکس شد و جمله اسما و صفات الهی در او
 مستجلی گشت پس خطاب الی جاعل فی الارض خلیفه در رسید و آوازه خلافت آدم علیه السلام در ملا علی مستقر شد
 و بر نشو و نما خلقت او این توفیق آمد که ان الله خلق آدم علی صورته و بر او اگر است او این کرامت ظاهر شد که علم آدم
 الاسما کلها و از آنکه تسخیر و اعنة تقدیر در قبضه تصرف او نهادند و ملائکه را بسجده او فرمودند و ملائکه را آن کمال و
 جمیعت نبود که او را اذن جهت که بعضی از ایشان مظهر صفات جمال اند و پس و ایشان ملائکه لطافت و رحمت
 اند و بعضی مظهر صفات جلال و پس و ایشان ملائکه قهر و عذاب اند و آدم را جامع صفت جمال و جلال و جل
 لطافت و قهر و رحمت و غضب گردانید و عبارت از ان این آمد که خلقته بیدی لا جرم حق را جمیع اسما و صفات
 و ملائکه حق را نشان دادند و الا بدان اسم که مظهر آن بود و لا علم لنا الا ما علمتنا اشارت بدانست و همچنین که وجود آدم

و اول صیدی که در شبکه وجود افتاد ذات او بود مشیت قدیمه او را بخلاقیت خود در عالم خلق نصب کرد و مقالید
 خزان آن سر او بود و تلفو فیض نمود و او را بتصرف در آن ماذون گردانید و از بحر الطیبه نهی عظیم بروی کشت و بایست
 از او استمداد فیض حیات می کند و بر اجزاء کون افاضت می نماید و صور کالات الهی را از مقرر جمع اعنی ذات مقدس
 بجل نفقه که عالم خلق است میرساند و از عین اجمال و اعیان تفصیل جلوه میدهد و کرامت الهی او را در نظر جتیدگی آن
 برای مشابه جلال قدرت ازلی دوم از برای ملاحظه جمال حکمت لم یزل عبارت از نظر اول عقل فطری و قبل آمد نتیجه او
 محبت الهی عبارت از نظر دوم عقل خلقی و بعد بر نتیجه آن نفس کلی چنانچه خبر است اذ قال اقبل فاقبل ثم قال له ادبر فادبر و
 هر نفسی که روح ضائی از عین جمع استمداد کند نفس کلی آن اقبال گردد و در محفل تفصیل آن شمع و در میان روح اضافی نفس کلی
 بسبب فعل منفعالی قوت و ضعف نسبت کورت اوثت پیدا کند و رسم تعاشق و ملاصق ثابت شود و به ایطه امتزاج و سوطه
 از دواج ایشان متولدات کوان موجود گشتند و بدست قباله تقدیر از مشیمه رغیب بعالم ظهور آمد پس جمیع مخلوقات
 نفس و روح آمد و نفس نتیجه روح و روح نتیجه امر حق سبحانه روح را بنحوی خود آفرید بی هیچ سببی که لفظ اشارت
 بدانست و جمله مخلوقات را با واسطه روح آفرید که خلق عبارت از انست الاله المخلق و الامر تبارک و العالیین
 و چون لا بدست مرخلفه را که مستجمع اوصاف استخلف بود نفس الهی مکرر نامتناهی روح را در خلقت ایجاد خلعت جمیع
 اسما و صفات جلالی و جلالی خود در پوشانید و در مسند آفرینش مکرر و موقر گردانید و چون دائره تکوین به نقطه انتها
 رسید و بر نقطه ابتدا منطبق گشت صورت روح در آینه وجود آدم خاکی منعکس شد و جمله اسما و صفات الهی در او
 مستجلی گشت پس خطاب الی جاعل فی الارض خلیفه در رسید و آوازه خلافت آدم علیه السلام در ملا علی مستقر شد
 و بر نشو و نما خلقت او این توفیق آمد که ان الله خلق آدم علی صورته و بر او اگر است او این کرامت ظاهر شد که علم آدم
 الاسما کلها و از آنکه تسخیر و اعنة تقدیر در قبضه تصرف او نهادند و ملائکه را بسجده او فرمودند و ملائکه را آن کمال و
 جمیعت نبود که او را اذن جهت که بعضی از ایشان مظهر صفات جمال اند و پس و ایشان ملائکه لطافت و رحمت
 اند و بعضی مظهر صفات جلال و پس و ایشان ملائکه قهر و عذاب اند و آدم را جامع صفت جمال و جلال و جل
 لطافت و قهر و رحمت و غضب گردانید و عبارت از ان این آمد که خلقته بیدی لا جرم حق را جمیع اسما و صفات
 و ملائکه حق را نشان دادند و الا بدان اسم که مظهر آن بود و لا علم لنا الا ما علمتنا اشارت بدانست و همچنین که وجود آدم

در عالم شهادت مظهر صورت روح آمد در عالم غیب وجود و خدا و عالم شهادت مظهر صورت نفس است و در عالم غیب
 و تولد او از آدم که خلق منها از و جهامثال تولد نفس از روح است و تاثیر از دواج نفس و روح و نسبت ذکورت و
 انوشت ایشان بصورت آدم و منتقل گشت در مثال صدور ایشان از روح و نفس ذرات و ذرات که در عالم آدم
 و ولایت بود و بواسطه از دواج آدم و حواء وجود آمد پس وجود آدم و حواء نسخه وجود روح و نفس آمد و در هر شخصه
 انسانی از نسخه وجود آدم و حواء نسخه دیگر منتسخ شد و وجود از دواج روح جزوی و نفس جزوی و تولد قلب از هر دو
 تولد صورت ذکورتی آدم از صورت روح کلی مستفاد آمد و لیکن متمیز بصفت نفس و تولد صورت انات از صورت
 نفس کلی پیدا با متمیز بصفت روح و بدین جهت هیچ نبی بر صورت انات مبعوث نگشت چه نبوت بسبب تصرف
 در نفس نبی آدم و تاثیر در عالم خلق نسبت بذکورت دارد و نیز بواسطه ظهور سرانبا روح است روح مقید صورت
 ذکورت است و اسد علم و صل باید دانست که روح بر چند قسم است یکی حیوانی و آن بخاری لطیف است که از
 آمیزش اخلاط لطیفه بطوری خاص در دل پیدا شده است و بسبب آن دل را قوت تغذیه یعنی غذا و اوان
 و پرورش اعضا کردن و افزودن و بالیدن است و قوت تولید اخلاط و اعضا و قوی حاصل می شد باز هرگاه
 که همان بخار لطیف در دماغ میرسد کیفیت جدیدی پذیرد و مقیض حس و حرکت می گردد و بسبب او قوت نفسانی
 قائم می شود و قوت شنوائی و گویائی و بینائی و غیره حاصل می شوند و در حکما نفس ناطقه بهیوست و نام او روح
 نفسانی است بعد از همان بخار لطیف هرگاه در جگر میرود نام او روح طبعی می شود و قوت طبعی او جود قائم می شود
 و این هر سه از دل با جسم فنا پذیر اند علاوه آن قسم چهارم روح انسانی است که آن را حضرت امام غزالی در احیاء
 الیممیه ای سعادت فرموده که از قسم چهارم فرشتگان است و محدث و حضرت البیه است و در عالم شهادت که دنیا است
 مسافران بهر کسب تجارت حصول معرفت الهی دارد و او بادشاه تمام جسم است و صفت او مشاهد به جمال
 حضرت حق و معرفت اوست و بدون محکمت و فحاطب ثواب و عقاب و شقاوت و سعادت است و او جسم است
 در امور مذکور بالا و اگر چه ازلی نیست یعنی مخلوق و حادث است مگر ابدی ضرورت یعنی قائم خواهد ماند و از فنا
 جسم او را فنا نیست همچنانکه از مردن اسب سوار نمیرود و او جسم است و در عرض و حضرت مولانا آدم روح انسانی
 را در مثال ارشاد فرموده اند اول اینکه انوار شنیده را که از روح کل صادر شده اند مثل دریا تصور بایک و دو افراشته تر

روح انسانی را مثل موج دریا اگر بسوی دریا نظر کرده شود پس جلوه بجمع اندران آمد و حقیقت همه یک اند و اگر
 با موج نگریسته شود پس متعدد و متکثر علیحد علیحد نظر آیند بچنین اولیاء الدین هر چند بطاهر علیحد علیحد اند و بکثر
 اند اما حقیقت یک اند و اینک مطلع انوار غیبی یعنی روح کل را سبب همه آفتاب چنان باید دانست هر یک
 افراد روح انسانی را که در اجسام افراد بشری جاگزین است مثل و شنی آفتابی که از وزن در هر خانه می بین اگر آفتاب
 دیده شود آن یک است و اگر و شنی هر خانه دیده شود پس هر یک و شنی علیحد معلوم می شود و بچنین ارواح
 اولیا اگر چه بطاهر علیحد متعدد و متکثر اند لیکن وقت نظر حقیقت همه متحد است عارف آنها خوب میدانند و این
 اتحاد و تفرقه را مشاهده است اما غیر عارف و عجب و در شک و فتنه است و فهم حقیقت روح انسانی هیچ نمی آید
 تفرقه در روح حیوانی بود نفس واحد روح انسانی بود روح انسانی کف نفس احد است
 روح حیوانی مثال جا است در تمامات جامع الاصول است که روح انسانی یک لطیفه عالمه بلکه
 انسان است که مرکب از روح حیوانی است ناول از عالم امر عقول از ادراک کنش عاجز اند و این روح گاهی
 مجرد بود و گاهی منطبقه و در بدن روح حیوانی جسمی لطیف است که مشتمل در تجوین قلب جسمانی است بواسطه
 رگهای ضواری بسوی سائر اجزای بدن متشرعی شود و روح عظیم همان روح انسانی است مظهرات الهیه
 من حیث یو بیت آن و بنا بر این کسی که زنده گردوی نمی تواند گذشت و طالبی بوصلش نمی تواند رسید نمی آید که نه اول
 سوا می حق و آن عقل اول و حقیقت محمدی است و نفس واحد و حقیقت اسمائیه و او اول موجودیت پیدا
 کرد و او را حق تعالی بر صورت خود و او خلیفه اکبر است و او جوهر نورانی است و باعتبار جوهر تیره نام او نفس است باعتبار
 نورانیت عقل اول همچنانکه او را در عالم کثیر مظاهر اند و اسماء از عقل اول و ظلم اعلی و نور و نفس کلیه و لوح محفوظ
 و غیر آن و او را در عالم صغیر انسانی مظاهر اند و اسماء بحسب تطورات او و مراتب او و اصطلاح اهل الدنیا غیر هم این
 سر و خفی و اخفی او روح و قلب و کله و روع و فواد و صدر و عقل و نفس است انتهی شیخ شهاب الدین مقتول
 در حکمت الاشراق می فرماید که نور اسفندی یعنی روح انسانی چون در غایت لطافت و نورانیت بود تصرف
 در جسم که در غایت کثافت و ظلمانیت است نمی کرد زیرا که تعلق و ارتباط میان دو شیء بی تناسب است اتی بحال
 است بنا بر آن حکیم علام جوهری لطیف را که سبب روح حیوانی است ایجاد کرد و آن روح حیوانی چون هم

هم نسبت به بجم لطیف است و نسبت به روح انسانی کثیف بنا بر آن وی را با هر دو طرف نسبت است که از راه مناسبت
 لطافت اخذ فیض از روح انسانی میکند و از جهت مناسبت کثافت آن فیض را بجم می بخشد و آن روح حیوانی
 بخار است گرم لطیف تر از هوا و شقیف تر از آبگینه و منشاء آن لطافت اخلاط اربعه و خلاصه آنست و اخلاط اربعه
 عبارتست از سودا و صفرا و خون و بلغم و مثال این بخار بخار است که در دیگر بچو شامند و منبع این بخار جوف
 ایسر قلب است زیرا که قلب را در جوف است جوف ایمن که خون جگر را در خود می کشد و بسبب بله حرارت
 که در آن جوف است آن خون بخار گشته در جوف ایسری آید و بسبب غلبه حرارت جوف ایسر بخاری لطیف شبیه با جوامع
 سماوی در لطافت و شفافیت پیدای شود و مبداء حسن حرکت می گردد و حواس خمسۀ ظاهری و باطنی را امدادی بخشد
 و نزد اطباق روحی که انسان بوی حیوانات است همین بخار مذکور است و غیر از این بخار روحی دیگر که حکما ویرا
 نفس نامیده گویند موجود نیست شیخ ابوعلی سینا در رساله معراجیه میگوید که مراد از روح ان نفس نامیده است یعنی
 روح انسانی و مراد از جان روح حیوانی که در تجولف ایسر است و این تجولف بمنزله چراغی است که آتش او روح
 انسانیت و فقیله وی بخار است که از تجولف ایمن بدو میرسد و در وغن و سۀ خویش که از جگر می کشد و نور او
 حسن حرکت و حیات است و حرارت او قوت شهوی و دوا سۀ او قوت عصبی و چنانچه نیست شدن وغن و
 فتنه سبب مردن چراغ است همچنین نیست شدن خون و بخار موجب نیست شدن روح حیوانی زنت و نیست شدن
 وی مرگ است و آنچه جالینوس گوید که روح حیوانی در دماغ است چنانچه بار در سبب روح حیوانی حار و قول صحیح
 آنست که بالا مسطور شد که محل وی قلب منصوب بری است زیرا که طبع وی حار است مناسب طبع روح حیوانی
 و الله اعلم و پایدار آنست که روح بی جسم نمی تواند بود و چون از بدن عنصری محمول فیه جدا شود او را جسمی
 مثالی ابدی در عالم برزخ است که آنرا بدن کتب گویند و من لا اله الا یوم یقیون و ابو جعفر طوسی از تفسیر الاحکام
 از یونس بن طیب نقل میکند که پیش از امام حسین رضی الله عنه نشسته بودم پرسید که مایقول لناس فی ارواح المومنین
 گفته میگویند در حواصل مرغان بنشینند و در فدا دل زیر عرش فرمود سبحان الله الذی اکرم علی المومنین ان یجعل وجهه فی
 حوصله طاهر خضر بالولس المومن اذا قبض الله تعالی صیبه و وجهه فی قالب لقاله فی الدنیا فیا کلون و یشر یون فاذا قدم
 علیه القادوم عرفه بتلك الصورة التي كانت فی الدنیا و شیخ محمد الدین ابن عربی در باب سیصد و شصت و یکم از فتوحات

اینکه بخار است
 از روح حیوانی
 که در جوف ایسر
 قلب است
 و این بخار
 در جوف ایسر
 قلب است
 و این بخار
 در جوف ایسر
 قلب است

گوید بر زخمی که روح بعد از مفارقت آنجا منتقل می شود غیر بر زخمی است که میان ارواح و اجسام است اول غیب
محالی گویند و ثانی را غیب امکانی و جمعی که مشاهده غیب امکانی کنند و از حوادث آینده واقف باشند بسیار اند
بجلاف غیب محالی که کاشف احوال موتی نادرست و در وصایای فتوحات دیده ام که شیخ ابو الزینج المقتی
شنیده بود که مصطفی صلی الله علیه و سلم فرمود هر که هفتاد هزار بار لا اله الا الله بگوید و نیت آزادی خود یا کسی دیگر از
آتش دوزخ کن آن آزادی تحقق شود و او این ذکر کرده بود شخصی اورا بضیافت برد و جوانی از اهل کشف آنجا
حاضر بود در اثنا طعام خوردن بگریست و گفت ما و خود را در دوزخ می بینیم ابو الزینج در دل خود این ذکر را وسیله نجات
ما را و ساخت جوان در حال گفت الحمد لله که ما درین آرزو دوزخ خلاص شده و راحت عذاب قبر و امثال آن
اعمال اخلاق است که بتجسد می شود ان شاء الله اعمالکم ترد الیکم ستم از غمزه میاموزد که در مذمت عشق
هر عمل اجری دهر کرده جزائی دارد یوم تجد کل نفس با علمت من غیر محض او با علمت من سود تو و دلوان بینما
و بینما ادا بصیرت گاه با لطف او گاه بلا می رسد صورت اعمال است هر چه با می رسد
حضرت فرمود که تحقیق جنت زمین صاف و هموار است در عمارتی نیست پس بسیار کنید از درختهای جنت
در دنیا گفتند یا رسول الله درختهای جنت کدام اند فرمود آتش و تسبیح و تسبیح و هم آنحضرت فرمود که دوزخی آتش
با خود بدوزخ می برد پس هر دل که بواسطه فتنه راه نبرد پی جانب بجزی مع الله نبرد
ای وای بر آن که وقت فتن نهان با خود دل پاک و جان آگاه نبرد و استبداد نکشی که چگونه عمل ما که
درین موطن عرض است در آن موطن جوهر باشد بدین که صدقه و هبیه جوهر قائم بدین اند و در خارج قائم بذات
خود اند استی کدانی الفواح للیبی حاصل باید دانست که کمال مرتبه روح در تجلیه اوست بصفات ربوبیت تا
خلافت آنحضرت را شاید و در این معنی روندگان را اندازد اهل مختلفه اندطائفه بر آنند که بی تجلیه روح ترکیه نفس
بکمال دست نه بدو طائفه بر آنکه تا ترکیه نفس حاصل نیاید تجلیه روح میسر نشود و مشتایح با بر آنند که اگر چه علم
در ترکیه نفس بسیرند تمام مزکی نشود و روح تجلیه پذیرد و لیکن چون اول نفس را در قید شریعت محکم کنند درو
به تصفیة دل آورند و تجلیه روح بر قضیه من تقرب الی غیره التقرب الیه و احاطه الطاف خداوندی به تقبال کرم
پدید آید و تصرفات جذبات عنایت فیض فضل الهیست متواتر گردد که من آتانی سر و آتیه سر و لشک است

احوال شما
آنکه در کرده
کاشف غیب
شما را معلوم
آن روزی که
حاضر کیست
آنچه که در دست
آنچه که در دست
او دست
و از کاشف
بود که
در میان آن
در میان
ساخته و در
عقل کیست
باید از آن
نمی یابیم
را چون بر

چندان که نفس حاصل آید که بجایه عمری حاصل نشود و جنبه از جنبه های حق مقابل می کند عمل هر دو جهان را ولیکن هدایت
 حال روح مثل طفل باشد و از ترس می باید تا سخن تجلیه شود زیرا که روح تا در رحم مادر که آنجا غذای مناسب آن مکان باید
 و او را علمی و شناختی باشد لائق آن مقام ولیکن از غذای متنوع و علوم و معارف و معانی مختلف که بعد از ولادت
 تواند یافت محروم و بی خبر باشد بخین روح را در عالم روح از حضرت حق غذای که در حیات کنی بود و مناسب حوصله
 و همت روح در مقام خود بر کلیات علوم و معارف اطلاع روحانی داشت ولیکن از غذای متنوع است عند ربی
 یطعمنی لیسقینی محروم بود و از معارف و علوم و جزئیات عالم شهادت که بواسطه آلات حواس انسانی و قوای شری
 و صفات نفسانی حاصل توان کرد بخیر بود و در آن وقت که بقالب پیوست چون طفل بود که از رحم مادر و بهر آید اگر
 پرورش نیابد زود هلاک گردد پس مادر او را در گهواره نهد و دست و پایی او بر بندد تا حرکات طبعی نکند و دست
 و پایی خود نشکند و کثر نکند آنکه او را از غذا و آن عالم که هنوز غریب است نگاه دارد زیرا که معده او هنوز قویست
 قوت این عالم ندارد و او را غذای پرورماندن عالم که او نه ماه در آن بوده است و با غذای آنجا می خورد که آن
 غذا شیر است که هم از آن عالم است تا چون شته بر آید و بهر این عالم بخیر و شیرین و او را با غذای لطیف
 این عالم پرورش دادن گیرد و تا معده او بدین غذاها قوت گیرد و آنکه او غذا را کشید را مستعد شود که حرکت و قوت
 کارهای عینف کردن را بداند و آن بود بخین طفل روح چون از عالم غیب بهمد قالب پیوست تمام دست و پایی
 تصرفات او را بندا و امر و نهی شرع باید بست تا حرکات بر مقتضای طبع حیوانی نکند که خود را هلاک کند بصفت
 قویه نفسانی او را از دوستان طریقت و حقیقت شیر تصفیه و تجلیه می باید داد که آن هم غذا است از آن عالم که
 او چندین هزار سال در آنجا مقیم بوده است و از آن نوع غذا پرورش یافته و دل او که بشناخته معده است طفل
 و از میان غذا قوت یابد و مستعد آن گردد که در عالم شهادت از غذای مختلف و معاملات خلافت و حکم خلافت
 الارض تناول کند و او را مضرب باشد بلکه مقوی و مفیدی او گردد چه قوت تحمل اعباء بارانیت بدان توان یافت چنانکه
 آنجا آن طفل شیر از پستان مادر خورد یا از پستان دایه پرورشیده بواسطه ایشان یابد و الا هلاک گردد این طفل روح
 شیر طریقت و حقیقت از پستان مادر نبوت خورد یا از دایه ولایت شیخ و پرورش از نبی یا شیخ که عالم مقام نبیست
 توان گرفت و الا هلاک شود و آنچه گفته طفل روح چون بهمد قالب پیوست تمام این آنست که بوقت بلاغت

شیر
 قلم
 بدو
 زینش
 طعام
 ی خوراند
 آن را
 دایه
 ی نشانی
 آن را
 شش
 یظفها
 دین

حاصل آید که وقت ظهور آنرا عقل است روح از بعد آنکه بتصرف نفخه در شکم مادر طفل سپید و تا بوقت بلوغ طفل
 آن نسبت دارد که طفل در وقت ولادت بعضی اعضا بیرون آمده و بعضی بیرون نیامده تا آنکه اعضا طفل تمام از
 مشیمه بیرون آید و بدست قابل رسیدن که روح را تعقل با قالب بتدیر بچ می آید تا قالب بر رحم مادر باشد تعلق روح
 با ابوحیات بود که حرکت نتیجه آنست و تعلق او هنوز با حواس تمام نیامده است بدین چشم نه بیند و بدین گوش نشنود
 چون از رحم بیرون آمد تعلق او با حواس تمام پیدا آید اما قوای بشری هنوز بتدیر بچ پیدا آید تا بچنین بهر وضع آن قالب
 که محل صفات انسانی است تعلق تمام نگیرد الا بعد از کمالیت آن محل چنانکه حرص و غضب و شهوت و دیگر
 صفات هر یک از اموصعه و محلی معین است تا آن محل کمالیت نگیرد و آن صفت در آن محل ظاهر نشود و روح بدان
 محل تعلق تمام پیدا رود و آخرین صفتی که انسان را حاصل شود تا او مکلف و مخاطب تواند بود شهوت است چون
 شهوت ظاهر گشت و روح بدان صفت و بدان محل تعلق گرفت از مشیمه غیب تمام به عالم شهادت بیرون آمد
 اگر صاحب سعادت است در حال بدست و ای نیویست رسد و او را در همد شریعت نهد و دست و پاس به بند
 او امر و نواهی بر بندد و از دوستان طریقت و حقیقت می پرورد و پرورش او در آنست که هر تعلق که روح از
 از دو عالم قالب بوجودات یافته است بواسطه حواس و قوای بشری و دیگر آلات انسانی جمله بتدیر بچ پل
 کند زیرا که این هر یک از راجحانی و بعدی شده است از حضرت عزت و با هر چیزی که انس گرفته است و بخوش آمد
 طبع در آنجخته آن چیز پای بند او شده است و سلسله کردن او آمده و حیثیت با حق پیدا کرده و از ذوق شهوات
 جمال باز مانده چون هر یک از این تعلقات باطل می کند راجحانی و بعدی و غلی از و برمی خیزد و قریب پدید آید و شیم سعادت
 بوی از انس حضرت بدشام جاننش رساند فریاد در نهاد روح او قوت و از سر و میگوید در باغ
 یاد آمد و بوسه آشنای آورده وین عشق کهن گشته مارا کو کرد ای یاد تو بوسه آشنای آری
 ز نهاد بگرد و هیچ بیگانه نکرد اینجا طفل روح پرورده و مواد شود از یک جانب از پستان طریقت شیر
 قطع تعلقات و الوقات طبع می خورد و از یک جانب از پستان حقیقت شیر و اودات غیبی و لولوع و لوا مع الوار
 حضرت می خورد و لو بین روضه و غدیر تا آنکه بتصرفات و اودات و تجلیهای الوار و روحانی روح از بند تعلق چسبنا
 آرد و شود و از حبس صفات بشری خلاص یابد و تا سر حد فطرت او را رسد باز مستحق خطاب است بر کرم گردد و

بحجاب بی قیام نماید اینجا همون روح از لباس بشریت بیرون آید و آفت تصرف و هم و خیال از منقطع شد هر چه
 در ملک ملکوت است بروی عرض در تداوم مراتب آفاق و آئینه انفس آیات حقیق مطالبه کند درین حالت
 اگر دید چه حواس بیرون گردد در هر چه که نگاه کند اثر آیت حق در آن مشاهد کند آن بزرگ ازینجا گفت که گفت
 ما نظرت فی شئی الا در آیت الله فیما اینجا عشق صافی گردود از غیب عین و شین و قاف بیرون آید هم عشق به روح
 و آویز دوم روح به عشق در آمیزد و هر چند روح خود را طلب کند عشق را یاپیت پس غم که در عشق ماه روی نور دوم
 خود را بیان عشق در گم کردم تا اکنون زندگی قالب روح بود اکنون زندگی روح به عشق بود و باغی
 گزیده می نیم ای عشق پرست تا ظن نبری که در تخم جانی هست من زنده به عشقم نه بجان بیجان
 اندر طلبت نهادم برکت دست درین مقام عشق تا کم مقام روح گردود و در قالب نیابت اومی ارد و روح
 پروانه شمع جلال صمدیت شود و بدان دو شهر طلوعی و بهولی که از تعلق عناصر حاصل کرده است و فایده تعلق عناصر
 خود همین بود در سرفاقت بارگاه شمع احدیت پروازی گیر و همچنین عاشقان سرست نغمه زمان و فریادگان
 بزبان حال می گویند رباعی شمع ستیغ خوب تو پروانه منم دل خویش غم تو گشت بیکانه منم
 زنجیر مرزفت که در گردن هست برگردن بنده نه که دیوانه منم درین مقام الطاف ربوبیت
 بر قضیه من تقرب الی شریب القرب الیه ذرا عا استقبال کند و روح را بر بساط انبساط راه دهد و ملاطفه و معاشقه
 بچشم محبت در میان ارد و مخاطبات و مکالمات عاشقانه آغاز دهد و مناسبیت این ضعیف خطای بی تقییر سرگشته
 ای عاشق اگر کوی ماگام زنی هر دم باید که سنگ نام زنی سر رشته روشنی بدست تو دهند
 اگر آتش مهر را تو در کام زنی چون رطها اگر آن شراب معانیات اناسلقی علیک قولا تقیلا بکام
 روح رسد و تاثیر با جزا وجود او تا حق بر د از سطوات آن شراب هستی روح روی ذیستی آرد و از آبادانی نبود و
 و خرابی خرابات شود و در باغی و شش می گفتند پیری خرابات آمده است آتشش با صراحی در باجاست آمده است
 عیسی که در دستش تکه مسجی شود یارب این قبل چنین صاحب گمات آمده است روح را یک چشم درین منزل
 اعراف صفت که میان بهشت عالم صفات خداوندی و دوزخ عالم هستی است بارند و شراب شهود
 بقایا صفات وجود او و محو کنند آن معنی شنوده که یوسف علیه السلام را پانصد سال بر در بهشت بداند

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

گنجیست وصل وی تو خلقهست منتظر | این کار دولتست بین تا کارسد

درین مقام چون بر تیر جد که در جبهه عهد بندگی بود انداخته باشند و هیچ بر نشانه قبول نیامد اینجا چون گل سراید انداخت
و چون چنار دست بدعا باید برداشتند چون بنیخه برباید کشیدند چون نیلوفر سر بر سر آب توان افکند بلکه چون سوسن
یاوه زبان خاموش باید بود و چون ز گس حشم نهان و چون بنفشه بجز سر فکند و چون لاله با جگر سوخته می
مشک از دزدن اینجا مقام ناز معشوق و کمال نیاز عاشق است تا این غایت روح با هر چه پیوند داشت همه در شعله
عشق درمی باید تاخت باغی جانبا که وصل او بدستان ندهند شیراز قنق شرع بمستان ندهند
آنجا که مجروحان بهم می نوشند یک جزعه بخوشتن پستان ندهند هر وقت که نسیم نفحات الطاف حق
از صیب عنایت بشام روح میرسد یعقوب و آریه گرم و دم سردی گویدانی لاجد یحیی یوسف کو لایق تفتن
چندان غلبات شوق و قلق عشق روح را پدید آید که از خود ملول گردد و از وجود سیر آید و در پناه خویش کوشد
حسین را فریاد کند **شعر** اقلونی یافتانی ان فی قتل حیاتی و سیاتی فی ماتی ماتی فی حیاتی بیت
از هر بزرگ آن چنان خورسند صد تحفه دهم اگر کنون بکشند درین مدت که روح را بر آستانه عت
بار نماند و بشکوه فراق و در اشتیاق مبتلا کردند دیوانگی بر دیوانگی و در درد پدید آید عقل و صبر نیست
و درین مضطراب و غم و اندکسار روح از خود و معاملات خود مایوس گردد و بحقیقت بداند لطلب و لاسبیل
والاضطرار بدست خود را بیندازد و او بد و بنالد چون آواز ناله این سوخته از مقام مضطراب حضرت رحیم باز رسد قضیه
امن عجیب اضطرار او آه تنق عزت از پیش جمال صمدیت براندازد و عاشق سوخته خود را بهر از ان لطافت از دیا
بر خیز بیا که خانه پر دستم ایم در بر ترا پرده بر انداختم ایم باا بشرابی و کبابی و سراز
کین هر دو ز دیده و ز دل ساخته ایم چون شمع جمال صمدیت در تجلی آید روح پروانه صفت پروبال بکشد
جذبات اشعه شمع بی پلزد را بر باید بر تو نور تجلی وجود پروانه را بجلیه صفات شمع بیاراید باز شمع جلال احدیت
چون شعله بر آرد یک گاه بر کسی در زمین وجود پروانه روح نگذارد باغی در عشق تو شادی و غم هیچ نماند
با وصل تو شور و مایه هیچ نماند یک نور تجلی تو ام کرد چنان کز نیک و بد و بیش و کم هیچ نماند
ایجا نور جمال صمدی روح روح گیر که اولنگ کتب فی تلویم الایمان و اید هم روح مندر آن جان باخته باشد

یاد باد وی دولت را از او این خبر نیست بر او کانی از مقام کانی عجز نماید کشته ای بیرون جفای در قتل زنی من است و تنگی من در دوران من در زنی من ۱۲ **شعر** خونی از دیوانه و راه مند در دنیا از این دور است **شعر** بکلام است که قبل که بیزوار دادی باز گام آن بفرزادان کسی با تو همگام

چشم عکس در شخص پنهان تو چشم عکس و او نور دیده دیده دیده را دیده دیده
جهان انسان شده و انسان جهانی ازین پاکیزه تر نبود بیانی یعنی عدم که اعیان ثابت اند آئینه
وجود حق است و عالم عکس آن وجود که بسبب تقابل در آئینه عدم ظاهر گردید و این عکس انفل نیز منبجوا چنانچه
ظهور ظل نبوت و قطع نظر از نور عدم است همچنان ظهور عالم نبوت وجود حقیقی است و نظریات خود قطع نظر از
وجود ظلمت و عدم حال است تعالی الم ترالی ربک کیست در لفظ یعنی دیده اعتبار نمی کشانی و بی بینی که حق چگونه
وجود اضافی را که ظل و پر تو نور وجود حقیقی است مستند و منسب بر اعیان ممکنات گردانید و انسان همچو چشم این
عکس است یعنی چشم این عالم است چه چنانچه چیز با چشم دیده می شوند و ظاهر می گردند همچنان اسرار الهی
و معارف حقیقی با انسان ظهور می یابند و آنچه مقصود ایجاد عالم است از انسان حاصل می شود و در انسان
که چشم این عکس است شخص پنهان است یعنی آن شخص که در مقابل آئینه است که حق باشد چه حق انسان یعنی
یعنی مرد و یک این چشم عکس است که مراد انسان است و از کمال لطافت آن شخص درین دیده که انسان است
مختی است و مرئی نمی گردد و حقیقت در صورت انسانی که چشم عالم است حق است که مشاهده جمال خود می نماید
و انسان چشم عالم است که عکس وجود حق است و حق نور این دیده است یعنی انسان یعنی این دیده است
نه آنکه شخصی که در آئینه می نماید و آن صورت عکس که در آئینه نموده شود چون صورت آن شخص نگرفته است باید
که هر چه در صورت اصل باشد در صورت عکس هم باشد و صورت اصل آتش است پس صورت عکس آسمان است
چشمه خواهد بود چنانچه در دیده نگرفته تمام صورت عکس منطبق است و در دیده عکس نیز تمام صورت نگرفته منطبق خواهد بود
نما چنانچه گفته شد مرئی نمی نماید و آن صورت منطبقه در دیده عکس که انسان یعنی چشم عکس است نور دیده عباد
از آن است باز دیده دارد و آن چنانکه چشم صورت اصل نظر صورت عکس است چشم عکس هم دیده اصل نظر
همان اصل است پس اصل معنی مصرع دوم بیت چهارم چنین باشد که دیده یعنی با انسان که چشم عکس است
دیده را یعنی انسان یعنی آن که حق است و نور دیده چه دیده با و می بیند دیده یعنی دیده انسان که در انسان
پنهان است دیده است یعنی با انسان که چشم عالم است حق را دیده حق دیده و خود بخود نگرفته خودی خود است
و انسان با خود از انسان یعنی است ازین جهت که با و می بیند و این نکته عجیب است که از و می حق انسان یعنی

و از وجهی انسان اینست چون عالم با انسان که بجای دیده اوست مثل یک شخص است پس
 با انسان کسیرت و انسان از ان جهت که خلاصه حقیقت و منتخب همه است جهانی است علمی و فی الواقع همان
 نسبت که حق را با انسان است انسان را با جهان است یعنی جهان با انسان انسان کسیر باشد و انسان که خلاصه
 همه است جهانی است علمی و چنانچه حق را با انسان خواهد گشته و دیده وی شده و دیده خود را مشاهده و خود را
 انسان در جهان پدید آورده و دیده جهان گشته و بخود خود را مشاهده و خلاصه این سخن آنکه چون انسان
 منظر اسم الله است چنانچه اسم در حقیقتش مثل بر جمیع اسم است و در تمام اسم حقیقت است و اسم که ظاهر
 است حقیقت انسان که منظر این اسم است البته باید که شامل جمیع مراتب عالم باشد و همه حقائق منظر حقیقت
 انسان باشند چه مرتبه و هر تعین منظر یکی از اسرار الهیه است و جمیع اسرار تحت اسم الله که جامع جمیع اسرار و صفات
 است مندرج اند پس حقائق این همه مراتب تعینات در تحت حقیقت انسانی آن اسم است مندرج خواهد بود
 و ازین جهت مجموع عالم مفصل سبی با انسان کسیرت زیرا که حقیقت انسان است که بصورت همه عالم ظاهر شد
 و بسبب این جامعیت سطحی خلافت گشته است زیرا که خلیفه باید که بصورت مختلف باشد و این است معنی خلق الله
 تعالی آدم علی صورت و حقیقت آئینه و مجلای حق حقیقت انسانی است که جامع جمیع مراتب جهانی و روحانی
 و عالم با سرایم آیه حقیقت آن کامل است که تفصیل آن اجمال است و دریافت حقیقت این سخن وقتی میسر
 می گردد که سالک واصل از مرتبه قنای اسم بتمام بقا با اسم رسد و حق از حق بجانب خلق بسیرت الیه بیاید آن
 زمان که او نباشد اجمال تفصیل تمام او باشد که فی نقایح الاعجاز واصل حقیقت انسان سخن است این اسم چه چیز
 است و چه چیز را سزاوارست و علم این بر همه طلاب فریضه است زیرا که هر که بخود جاهل بود بغیر جاهل تر باشد
 چون بنده مکلف شد بمعرفت خود وی را باید که تا بصحیح حد و حد خود قدم خدای را بشناسد و بانشاء خود بقای
 حق را معلوم کند نفس قرآنی باین ناطق است و خداوند عالم مکره را را بجهل خود و صفت کرده فرمود و این مرغ
 عن مله ابراهیم الامین سلفه نفس اماره جهل نفس بزرگ میفرماید که هر که از ذات خود جاهل است بغیر جاهل تر
 باشد و آنحضرت فرمود که هر که بشناخت نفس خود را شناخت رب خود را یعنی هر که خود را قانی شناخت رب خود را
 باقی شناخت و بدینگونه گویند که هر که نفس خود را شناخت فیصل او رب خود را عزیز شناخت و هر که نفس خود را

بعدویت شناخت رب خود را بر یو بیت شناخت پس هر که خود را شناسد از شناخت کل محجوب باشد و در این
 جمله همین معرفت انسانیت است و مردمان در آن مختلف اند گریه از اهل قبله گویند که انسان جز روح نیست این
 جسده خوش و بیکی آنست و موضع و ما و ای آن تا از خلل طبائع محفوظ باشد و جس عقل صفت آنست این قول
 باطل است از آنکه چون جان ازین بهیئت جدا می شود وی را انسان می خوانند و این نام از آن مرده بر نمی خیزد
 و علاوه این اگر علت انسانیت روح بودی پس بایستی که هر جان را انسان گفته شدی و اینچنین نیست که انسانی
 و گرویی گویند که انسان اسم روح و جس است و چون یکی از دیگری جدا شود اسم ساقط گردد و این نیز بیجهت نیست بقوله
 حق عزوجل اِنِّیْ عَلٰی الْاِنْسَانِ حَسَنٌ مِّنْ الدَّمِ لَمَ یَکُنْ شَیْئًا مَّا کَانَ اَیَّامًا کَدَّ شَتَّهٗ است بر انسان گفته از آنکه کد شود
 وی که ذکر کرده می شد پس وقتی که نوع انسان را در عالم وجودی نبود بلکه نام انسان هم در ذهن و بر زبان ملائکه
 و جنه نبود یعنی وجود ذهنی و لفظی هم نداشت پس وجود خارجی از کجایی یافت و شی در اصل ثابت چیزی را گویند
 آنچه موجود مطلقا یعنی بلا قید هرگاه این لفظ را گویند پس ثبوت و تحقق خارجی که مبدا آثار است فهمیده می شود و
 گاهی بسبب قید وجود ذهنی لفظی را هم شامل می شود همچنانکه درین آیت کریمه از مقید بودن شی بصفت مذکوره
 فهمیده شد و لفظی بسوی قید راجع است و لفظی مطلق شکی نیست که خارجی است بطریق اولی فهمیده شد گویا اینچنین
 ارشاد شد که وقتی بود که انسان نه وجود ذهنی داشته و لفظی پس وجود خارجی چه چیزیست که می بود و این سلب مطلق
 در تحقیق انسان معلوم نمی شود زیرا که علم الکی از طرات ذهن بالاتر است و همچنین شیون ذاتیه در مرتبه الهیه و
 مرتبه اعیان ثابت نیز منافی این سلب مطلق نیست زیرا که اینجا نفی وجود انفکاک کیست و انسان درین مرتبه عین الیه
 وجود اتحادی داشت بنابراین از حضرت عمر رضی الله عنه مرویست که هرگاه ایشان این آیت را از قاری می شنیدند
 می فرمودند ای کاشکے این حالت تمام شود و از جانی که آمده ایم آنجا باز رویم و در کثرت وحدت متلاشی شویم و مثل
 حباب در دریای بی پایان اول نیست و با بود کردیم و علمای نظام را بخوار وایت را بر دوشی دیگر کل می کنند بگویند
 که ما و حضرت فاروق آنست که کاش همان حالت دائمی می بود و انسان پیدا کرده نمی شد و درین ربط وقت و جا
 فرونی گشت و باز تکلیف نمی برداشت و درین بلا گرفتاری نمی آمد لیکن بر عاقل پوشیده نیست که حکمت است که پیدا
 کردن انسان بلا حاجت بودند و همه پیش عارف کامل هر وقت می مانند پس از آنکه وای ایشان بیچاره تصور است

یا جمله خاک آدم بجان را انسان خوانند و هنوز جان بقالب آدم سپیخته بود پس انسان نام جسد مع روح
 هر دو را چگونگی تواند بود و گروهی گویند که انسان جزویست غیر متجزی و محل آن دلست صرف این نیز خبری
 نیست زیرا که اگر کسی را کشته و دل وی برآورند هم نام انسانی از وی نیفتد و پیش از جان با اتفاق اندر قالب
 آدم دل نبود و گروهی از اندعیان تصوف را اندرین معنی غلطی افتاده است گویند که انسان عبارت از خواننده اندیشه
 و محل تغییرست و آن سرآشیست و این جسد لباس آنست و آن مودع است اندر امتزاج طبع و اتحاد جسد و روح
 گویم جمله عقلا و جانین کفار و فاسق و جال را انسان نامست و اندر ایشان معنی نیست ازین اسرار و جمله متغیر و اکل
 و شارب اندر قالب وجود شخص را هیچ معنی نیست که آن انسان خوانند و بعد مدتش نیز خداوند عزوجل اندر او
 برکت گردانیده انسان خوانده است بدون معانی که آن در بعضی آو میانیست توله تعالی و لقد خلقنا الانسان
من سلاله من طین ثم جعلناه نطفه فی قرار کین ثم خلقنا النطفه علقه فی خلقنا العلقه مضغه فی خلقنا المضغه عظاما
فکسونا بالعظام ثم انشأناه خلقا آخر فبارک الله احسن الخالقین انتهی پس بدانکه انسان عبارت از مجموعه روح
 و جسد و هیأت اجتماعیه است و حقیقت او روح عظیمست که عقل کل و مخلوق اولست و در مرتبه دوم از وجود
 واقع ایند اشارت بر جود است و ذات احدیت بحدوث الف که مرتبه اول وجود است و چنانچه صرف الف بصورت
 بظواهر گشته بی بصورت باقی حروف ظاهر گشته و ذات احدیت اول بصورت حقیقت انسانی عجلی نموده تمامی
 اسما و صفات خود را تفصیل علمی در و مشاهده نموده و محبت تحقیق کمالات علمی در عین اذعان مرتبه علم بصورت
 انتشاریه در مراتب ممکنات عالم ظاهر گشته تا انتهی شده بر تبه انسانی که منصف به صنف جمیع مراتب گشته و درین شمار
 حیة انسانیة بشهود عینی خود را تمام کمالات اسمائی و صفاتی مشاهده نموده و هر کمالی را که مخفی بود درین شمار
 آخرین بحد ظهور رسیده که ذاتی مفاتیح الاعجاز و وصل از تفسیر فتح الغیر تحت تفسیر ای که میله الذی خلق الموت
والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملا چنان استفاد می شود که بنجله کارخانه های الهیه اولاً کارخانه نوع و قسم خویش که
 بندگان خاص هر کار انداخت که برکت الهیه مقتضی آن شد که قسمی را از مخلوقات نمونه وظل قدرت اختیار
 خویش سازد و خاص انور و علم و شعور خویش چیزی را عطا فرماید که آن قسم همیشه از اختیار خود در نیکی کردن به
 خلق حق تعالی مشابست پیدا کند زیرا که بجز انسان دیگر مخلوقاتی که هستند همه در گردن امر نیکی اخینین اختیار

ندارد بلکه امری نیک که از آنها می شود و یا دشمنان و ران به اختیار محض شوند بهیچ تاثیر گردیدن آسمان و ستارگان
و عناصر و معاون و نباتات این تاثیر و اختیارشان نیست یا آنکه اختیار میدارند لیکن آن اختیار بطور طبیعت
و عادت می باشد ازین سبب ایشان سزاوار روح و دم نمی شوند و نیکوهایشان همیشه نمی تواند شد بهیچ حیوان یا
اختیار میدارند لیکن در آن مجبور اند و پیش مالک خود بهیچ اختیار از آن قهر و زشتی مالک و ارواح عالمه نابرابر
این حق تعالی قسم انسان بیافرید و قدرت اختیار و فهم و شعور چنانکه باید و شاید عطا فرمود تا انسان این
کارهای نمایان که تاثیر آنها همیشه بود و بسبب آبادی عالم گرد و پس اینچنین قسم نادره را آفرید خلیفه خویش ساخت و او را بطور خود
منتخاب کرده گذشت چون برای اینچنین چیزی باید که انسان بسوی امر نیک رغبت نه از آرزوهای و از کار و خواهش
بدیهی ناروا باز دارد و موت زندگی آفرید که بسبب نیکوکاریهای اختیار می قدرت یابد و بسبب عت نیک آثار آن کارها
ظاهر شود پس این چنان است که شود که زندگی گویا تخم پیدایش و خیرت کار را بسبب است و موت که در آن است
و ظاهر شدن آثار آن است و این تدبیر عجیب و غریب آن بسبب معبود از پیران نمود که همه شملایا زیاده کارها
که دام بهتر و نیکوست در کار کردن و بسبب اعتدال عمل نیک مشابعت قریب شمایا خالق خویش متفاوت می شود
هر قدر خلوص نیست و لیسیت زیاده باشد همان قدر ظهور برکت در شمار زیاده باشد پس ازین تدبیر حق تعالی تخم برکت
کاشته است تا که حاصل آن سبب آبادی عالمی باشد و نام آن عالم آخرت است و این تدبیر بلا شبهه بهیچ تدبیر آن
اول خزانهای بزرگ است که میخواستند که خزان خویش را از تجارت باز راجعت با فرایند که رنگی دیگر پیدا شود
و صورتی دیگر رونمایند لیکن درین هر دو تدبیر فرق این قدر است که اول خزان و از افزایش خزان خویش محتاج دیگری
می شوند و او مالک علی الاطلاق در هیچ کار محتاج دیگری نیست بلکه بعضی مخلوقات خود را از بعضی دیگر کسب
واده صورت آن نقش را جلوه می دهد و این سبب است که با وجود اینکه بندگان را باب قدرت اختیار را در
تحصیل آن نقش واسطه گردانیده است آن کار را بطور آنها و اگر داشته است چنانچه در حدیث قدسی آمده است
که جز این نیست که این اعمال شما آنکه می شماریم آنها را بر شما لیکن در غلبه و عزت و خلل نیاید و نیز که عنان
اختیار هر چه بود قبضه قدرت خویش داشته است او است صاحب این چنین عزت که چنانچه دیگری است
نه و اگر اینچنین عزت نمی بود پس بهر فرمانی و عهد و عقی این مخلوق یعنی انسان را که خلیفه خود ساخته و توفیق

انتخاب کرده اند است مواخذه نمی توانست کرد همچو بادشاه دنیا که اگر کسی را نائب خود گردانیده اختیارات جزئی و کلیه می دهند باز او گرفتار آن منصب شهاری شود و موقوفی و معزولی او دشواری گردد بلکه اگر او امری خلالت سر می زند مواخذه و عقاب نمی تواند کرد و ذات حق ازین نقصان پاک است با وجود این عزت و غلبه صفت دیگر هم دارد که بخشنده و عیب پوش است یعنی بندگان را بر نافرمانی و تقصیرات بقدری گیرد و بلکه همت میدهد اگر بندگان هم بران تقصیر قائل باشند و نافرمانی را پیشینه خود ساخته تا این که لائق مغفرت مانند نگاه البتة جز او سزا می دهد اکنون اینجا دو سوال جواب طلب ماندند -

اول اینکه موت را بر حیات چه مقدم آوردند حال آنکه اول زندگیست بعد از آن موت -
جوابش اینکه سبب ظهور عمل نیک حقیقت موت است و در اینجا منظور امتحان عمل نیک است مطلق فرموده بر اصل عمل پس اصل مقصود موت شد چه که سبب امر مقصود است و حیات وسیله و اوزیر که حیات سبب آن کار است که وسیله است و مرتبه مقصود مقدم است بر مرتبه وسیله اگر چه وجود وسیله مقدم می شود بر مقصود -

جواب دوم اینکه موت در عالم ملک قائم بالذات است و حیات عرض یعنی قائم بالظهور ذاتی مقدم میشود بر حیات
جواب سوم اینکه موت هر وقت پیش نظر انسان می ماند و انسان گاهی از وفا قفل نمی شود چنانچه در حدیث شریف وارد است که بسیار یاد کنید و پیش نظر دارید نیست گفتند که لذتها را یعنی متولد و در حدیث دیگر نیز وارد است که آن بنده بدست که فراموش کند قبر را و آنکه بر آدمی میگذرد یعنی بوسیدن و نیست و نابود شدن و از حضرت ابن عباس مرویست که مراد از موت دنیا است و از حیات حیات آخرت و موت دنیا اول است از حیات آخرت و از بعضی تفسیرین این سخن منقول است که مراد از موت حالت نطفه است و از حیات زندگی دنیا و حیات نطفه قبل از زندگی می شود و اکنون برای تفسیر لیل که میگویم احسن علامنا سبب این گونه توان فهمید که اولاشما را مرده گردانید پس شما را لازم است که بفهمید که شمارا بعد هر موت زندگیست و فائده اعمال نیک و بد آن زندگی شمارا رسیدنی است و سزای اعمال بد و شستنی پس شمارا باید که این تامل کرده در گردن کار نیک کشید و از اعمال بد دورمانید -

سوال دیگر اینکه پیدا کردن موت چه معنی دارد زیرا که موت نام است نفعی زندگی را و رفتن هر چه نیست شدن آن

چیز است این مخلوق نیست پس پیداکردن چیزی همین در بیان نیستی او کافی است -

جواب اینکه در میان موت و حیات نسبت عدم بلکه یافته می شود زیرا که حیات عبارت است از خواست و اراده و خویش در حرکت کردن اگر چه آن حرکت از بقیاری او بود چون دم که خود بخود فرو میرود و برمی آید و چیزی که قیامت حرکت یافته باشد باز از حرکت از اراده خود شدن نتواند این را موت گویند ازین جهت هم و سنگ را مرده اگر نیند و نشدن بلکه بدین طور است که با کل عدم نمی تواند شد بلکه شائبه از وجود و بلوی آن در آن باقی نمی ماند و همین مصیبت است که محلی که لیاقت قبولیت آن بار و در آن موت یافته نمی شود و پس هرگاه شائبه وجود یافته شد پس قابلیت مخلوق شدن نیز در آن یافته شد چنانکه در حیات -

جواب دوم آنکه از حضرت ابن عباس نقل است که مراد از خلقت موت و حیات صورت مثالی که نه است زیرا که در عالم مثال موت را بصورت گوسفند ابلق پیدا کرده اند که هرگاه بر چیزی گذرش می شود و بلوی آن و غش می رسد همان وقت اوی میزد و حیات را بصورت اسب ابلق پیدا فرموده اند که هرگاه بر چیزی میگذرد و بلوی آن با غش می رسد آن چیز زنده می شود و همین جهت است که در حدیث صحیح آمده است که روز قیامت بعد از فصل شدن اهل بهشت و درختان و درختان و موت را بصورت گوسفند آورده و بچ خواهند کرد و درختان او گوشت غم شود و بهشتیان خوشی بی انتها حاصل آید و حصه مری نیز واقع است که او جبریل علیه السلام ابراهیم اسب ابلق سوار دیده بود و از زیر غش یک مشت خاک برداشته بود و آن را در گوسا که از زیر قطبان آخته شده بودند آخته بود و آن طلسمی ساخته بود و خویش قرار داده بود و حدیث شریف است که آنحضرت صلی الله علیه و سلم هرگاه این آیت را خواند و برین نظر رسیدند که انکم احسن عملا و تفسیر این ارشاد فرمود که کدام از شما نیک عمل است بسیار بر هر چه کننده از محارم الهی و شتابی کننده در زندگی حق یعنی از اعمال نیک کثرت نوافل مراد نیست بلکه رعایت آداب کردن و نفس از ممنوعات باز داشتن مراد است زیرا که هرگاه که گناه در عبادت یافته می شود پس آن گناه اثر آن عبادت را ضعیف می گرداند انتهی وصل حق تعالی جل شاناه می فرماید که انا خلقنا الانسان من نطفة اشجاج بتلیه فجلناه سمیعاً بصیراً تحقیق با پیدا کرده ایم انسان را که پیدایش آن را می بیند و پیدایش را می شناسد از نطفه پرورما و در مختلط و مرکب است از جمیع موالیذ زیرا که غذای پدر و مادر از غله و گوشت و شیر و روغن و نمک و مصالح بزرگی و کوچکی و نباتانی همه جمع می شود و در جمیع اعضا بعد از طی مراتب نفوذ می رسد

و از آنجا مکلان کارخانه تولید خلاصه آن را بر کشیده نطفه می سازند پس معاون و نباتات و حیوانات مختلفه
 الطباع با اجزای تباری خود همه مفردات این محج و بساط این مرکب اند و چون خلاصه غذا در جمیع اعضا
 سیر می کند روح هر عضو روی تاثیر می نماید و آن روح حامل قوتی است که مختص باین عضو است از تغل و تخمیل
 و توهم و احساس بصری و سمعی و ذوقی و لیبی و این قوی محیط جمیع عوالم انداز ملک ملکوت تا فوق آنها و نیز
 آن روح حامل حالتی است از حالات مختلفه از شهوات و غضب و حیا و علم و طیش و محبت و خوف و وله و عشق پس
 آن خلاصه بتعداد جمیع این امور پیدای می کند و این امور بنوعی از انواع اندام و الطوار و ان خلاصه پیچیده و غلو
 می گردند مثل الطوار و اندام جمیع اجزای شجره و خواص عجیب آن درخت و تخم و این بهمت و حدت و شغل بر
 کثرتی است که آن سرش پیدائست برخلاف نطفه حیوانات دیگر که در غده ای آنها استیعاب جمیع مواعید
 و در رواج و قوت آنها حااطه بر عوالم متکثره است و ازین است که از اولاد و علما توقع استعدا و علم بیشتر می باشد
 و از اولاد و شاخ و اولاد سلوک و از اولاد و طای مراتب سلوک و از اولاد و اولاد و اولاد و اولاد و اولاد و اولاد
 بر جوب بیشتر و اتع می شود و از اینهم نفس غیور پیدای می شود و کثره نفیس غیور پس معلوم شد که این مخلوق را که
 اشرف الموالید و جامع آنهاست را بنگار پیداکرده ایم بلکه فائده عمده در تخلیق آنها منظور است و آن فائده
 اینست که می آید ما بگویم و از حقیقت ابتلا و آزمائش است که چیزی را شعور و ادراک اوده و ادراک بکار نیک
 بفرماییم و از کار بد منع کنیم تا مخلوقات دیگر به بینند که این کس با اختیار خود چه می کند اگر موافق فرموده بجا آورد
 مستحق ثواب و انعام و شش باشد و اگر برخلاف آن نمود مستوجب امانت و تذلیل و عذاب است و الا آزمائش
 و امتحان در حق عالم الغیب و الخفیات معنی ندارد و چون این فائده از خلقت این مخلوق منظور بود اسباب
 و نش و نبش او را دادن ضرور افتاد پس گردانیدیم او را شنود و بینا حاصل آنکه در شنوایی و بینایی او آن قدر
 بسط و فراخی نمودیم که در برابر شنوایی و بینایی او دیگر حیوانات کران و کوران اند که یا سمع و بصیرت را از این که
 این مخلوق همراه او از دقائق مخارج حروف و الفاظ را هم می شنود و الحان را تمیز می کند و بهائی آن الفاظ
 و خواص آن الحان هم پی می برد و اوضاع مختلفه هر لفظ را می فهمد و باین سبب کار او بجای می رسد که مخاطب
 جناب حضرت رب العالمین می گردد و باو تعالی همکلام می شود و حیوانات دیگر غیر از او از محض پیچ و خم نمی پند

و همچنین همراه ضو و لون مبصر و قائل صنائع و اشکال و مراتب نور و رنگ ابر تعمق دریافت می کند و نفوذ خطیه را ادراک می نماید و باین سبب از مردگان گذشته استفاده علوم ایشان می نماید و بر احوال قرون مضیه که پیش از او هزاران سال گذشته اند مطلع می شود و استنباطات عجیبه بر روی کاری آرد و از اینجا معلوم شد که در توان مجید جا بجا ذکر این حاسه که سمع و بصیرت چرا تخصیص در مقام الزام حجت تمام نعمت می فرماید و چنین است که طریق دریافت حقائق عالم امکان از غیر خود و اتقای آن دریافت بر غیر خود یا وجود لفظی آن حقائق است یا وجود خطی که بمقابل آن الفاظ موضوع اند و این هر دو طریق بهمین حاسه سلوک می گردد و نیز طریق معرفت عبادت یا از شنیدن کلام انبیا و اولیا و عرفا و علما و خودست یا از دیدن اوضاع و اطوار آنها و حالت حیات و دیدن کتب حدیث و لفظیات مشائخ و فنون و نه علماء و رسائل حقائق و معارف عرفا بعد از اتمات این هر دو امر به بهمین حاسه تعلق دارند برخلاف حواس دیگر که تحصیل معرفت عبادت که مقصود از ابتلا بهمین وجهیست و غلی ندارد و بیشتر انتفاع آنها در دریافت امور ضروریه معاش است که دیگر حیوانات هم در آن دریافت شریک غالب اند و لهذا گفته اند که دلیل نقلی یا عقلی است نقلی بالمشافه دریافت نمی شود مگر بحاسه سمع و دلیل عقلی که بیشتر همه سلوک راه معرفت و عبادت است رویت معجزات انبیا و کرامات اولیا است و هر دو بهمین حاسه تعلق دارند و دیدن مصنوعات عجیبه آثار قدرت و تعالی نیز باین حاسه متعلق است و اطلاع بر دلائل تقلیه که در کتب و رسائل سلف مدون است نیز بهمین حاسه حاصل می شود پس بعد از کمال این حاسه آدمی را در معرفت دین و سلوک راه حق احتیاجی نمی ماند مگر بفهم عقل که کار دل است نه کار جوارح و اعضا و چون احتیاج دین امر بیشتر بر دلائل تقلیه و شنیدن کلام الله و کلام رسول و مواعظناصحان و تقریرات عالمان پند خطیبان و اشارات و رموز اولیا و حقائق و معارف عرفا عقلی درین کار و خیل است این همه البته بحاسه سمع است بهمین حاسه را جا بجا در بیان نعمت هدایت و ارشاد مقدم بر حاسه بصری آرد چنانچه در آیت کریمه نیز بهمین تیره و مسلوک شده و نیز حاسه سمع خاصیت دارد که در هیچ حاسه آن خاصیت نیست و آن آنست که در کات هر حاسه از بصیرت و ذوق و لمس توسط آن دریافت می شود پس حکم او در حواس خمسہ آنست که خواست در عناصر اربع و حکم عطار و دست در کواکب سبعة سیاره که هم حاکمیت از غیر خود و هم خود بکار آند نیست و کات

میزوران و ارباب کمال رسیده شمرناج قبیحه و ائمه شود و برای این کار دران دار جمیع اجسام و ارواح را
 خادم این مخلوق ساختن ضرورت افتاد زیرا که بنیة این مخلوق ضعیف طاقت و اوم و سرایت و اودنه روح
 اوقاد بر افعال عظیمه ائمه است لهذا چنین قرار یافت که ارواح آسمانی همه مد روح او شوند و قوای عقلیه
 و خیالی آنها در قوای عقلیه و خیالیه این مخلوق نفوذ و پیچیده شوند و مواد زمینی بتجاها در جسم این مخلوق متعلقا
 این مخلوق که موصوف بصناعات اوست از ملائیس و اکل مسکن و تنزهات بلکه از سلاسل و اغلال حیات
 و عقارب و غیران و متعلله های سوزان امداد نمایند و بکار او مصروف شوند تا معنی خلافت یکان و نبی و
 ابا بق بیان در احسن صورت جلوه کنند پس درین سوره چهار انقلاب را یاد فرموده اند که متعلق باصل
 این عالم است -

اول ترقیدن آسان که بسبب آن تعلق عقول و نفوس سماوی بآن اجرام باطل خواهد شد و تعلق آن عقول
 و نفوس به نفوس انسانیه را خواهد داد و در شرح ازین مطلب چنین تعبیر فرموده اند که فرشته های هر هفت آسمان را و زبول
 خواهند کرد و گرد آرد میان خواهند شد و مقاربت با روح نبی آدم خواهند نمود و چون آن نفوس متعلق
 به نفوس انسانی شدند و در او را که تمخیل افراد انسانی انبساطی عظیم پیدا خواهد شد کلیات و جزئیات معانی و اعمال
 خیر و شر که از ایشان در دنیا سر بر زده بودند بحال انجلا و اوضح خواهد گشت -

و دوم ستاره های آسمانی بے نور شده خواهند افتاد و ارواح نورانی که بآن ستاره ها تعلق داشته
 بدن انسان متعلق خواهند گشت بقدر رسانا سبب و حالاتی که ارواح انسانی را در دنیا کسوب و موهوب
 شده بود بانضمام ارواح کوکبیه قوت عظیم خواهند یافت و این مطلب ادر قرآن مجید نیز زول روح و قیام
 روح دران عالم تعبیر فرموده اند و این دو انقلاب آسمانی ست که موجب انبساط نشاء روحانیة انسان
 خواهند گشت -

سوم دریای شور و بحر و قطعات متناهی و متجز گشته پاره از ان در زمین نصف و خشک خواهد شد تا این
 رطوبتی و نرمی پیدا کند و انطباع صور و اشکال بران آسان شود و پاره اشتغال نمود و آتش سوزان
 نخواهد گشت تا ماده استعیر جهنم گردد و ازین انقلاب گاهنی تغییر بجا رگهای به تسخیر بجا تعبیر فرموده اند و حدیثی است که

و اردست که آنحضرت صلعم در حق دریا س شور می فرمودند که آن تخت نارا و مروی است که چون عبدالسد بن عمر رضی الله عنهما دریا س شور را می دیدند می فرمودند یا کجی نری تعوذ نارا -

چهارم ترزل زمین است که با بجا در قرآن مجید از آن بزرگوار الساعه تعبیر فرموده اند و از آن چیزهای بسیار ارشاد فرموده اند از آن جمله است بجزه القبول یعنی اجتماع مواد موقی و اجزای بدنیه آنها و بروز آن اجزای ارباطن زمین بظا هر آنکه درین سوره هم مذکور است از آن جمله است تسلیه جبال از آن جمله است اخراج افعال از آن جمله است هموار می مین عدم بقای علامتی و عمارتی دوران و بطلان قوت نامیه آن از آن جمله است که در حدیث صحیح وارد است که زمین بر مثال خمیر میده سفید خواهد گشت که غذای اهل محشر در آن موقت خواهد بود و الی غیر ذلک مایطیل الکلام بذكره مفصلاً و این دو انقلاب انقلاب زمینی است که بسبب آن مسعت مواد جسمیه انسان حاصل خواهد شد تا موقوف ان ساعه آن نفس وسیع و روح کامله تواند بود و بعد از این چهار انقلاب بنیاد عالم نو که آخرت نام دارد نهاده خواهد شد و اصل الاصول آن بنیاد و انکشاف کیفیت اعمال نیک بدست که بر نفس انسانی خواهد گشتاد و لهذا درین سوره بعد از ذکر این چهار انقلاب همین معنی را ذکر فرموده اند و وجه التکابیر همین چهار انقلاب است که اصول عالم عند تحقیق همین چهار چیز است آسمان ستاره و آب و زمین و چیزهای دیگر همه از اجتماع آنها و اجزای این هر چهار ناشی شده اند معادن و مواد و حیوانات و کائنات الجود و نور و جمیع عقلا از همین چیزها پیدای شوند و انحصار مواد آتش را ظاهر بینان کارخانه عقل ارکان مستقله گمان برده اند اما تحقیق اینست که مواد جسمی است که لطافت آب یا بتاثر بعضی کواکب کم و زیاد پیدا می شود و خود معدنی مستقر دارد و در صورتی نمی پذیرد کار را و سیر و در است رسانیدن کیفیات مخلوقات عالم از یکی دیگری مثل رسانیدن بود و شامه و آواز بسیار و رطوبت و برودت و حرارت و یسوست در لامسه علی هذا القیاس - و آتش جهان هو است که بسبب حرکت عینیه یا بتاثر آفتاب شتغال پذیرفته این صورت گرفته است و کالافضی و پنجه کردن چیزهای خام و احراق آنچیز بکار شده است بمنزله مصالح غذا است که فی نفسه در کار نیست و لهذا احدی جدا گانه ندارد چنانچه فیلسوفان تخمیل می کنند که کره بودا کره نارا بالای هر ده کره آب زمین محیط انداختنی است بدلیل چنانچه تسلیه خرق و التیام بر آسمان و ستاره ها نیز از همین اودی است و الله اعلم و صل یایه و انست که اولی است

آدمی از اخلاص او چهار گانه حرارت و برودت و رطوبت و سبوت است این هر چهار در مزاج او مستعدی خود
می خواهند و در پی بهم زنی اعتدال اوی باشند ع پیوسته در کشاکش این چار اثر دهاست
بار چند گاه مجوس زنمان رحم است و چند گاه دیگر کمال عجز و ناتوانی در گمراه مرده و از افتاده زبانی که باقی
خود را بیان نماید و دست پائی که خواهش خود را بآن طلب کند باز بد آمدن ندان و رنج گذشتن بستان
مستلای گردد باز در کشتی بخت نایب مؤدب می کشد و چون در عقال عقل گرفتار شد در کشاکش کن کن افتاد و
در انواع بخت و ملال پیچیده شد طبع او را گاهی بزور قوت شهبازی بهیمة از ذلیل می سازد و گرفتار حرص می کند
و از برای درمی بر سرش باری گران می نهد و تمام روز برای مزدی حقیر او را با تشنه و دی سپارد و بخت چند فلان
محبوس در کان می نماید و بهوای چند اندام او را دنبال جفت گا کومی و داند و گاهی از فوران قوت غنصیدیه شمار
سباع درنده می اندازد و نفرین خلق و بدگویی جهان نصیب او می شود مثل گرگ میوز بجه می کشاید و خلق را آزار
می دهد و طرفه تر از این همه دشواری دیگر است که هم مامور طبع است و هم مامور شرع شرع راه مخالفت طبع می نماید
و طبع موافقت نفس می فرماید با موانع عبادت با عبادات مامور است با دواعی گناه از گناه مجور است بجه
در عالم نیست بالاتر از جمیع اخلاص و اراضی ساختن مخالفان همزاد و ایتیمه مشقتها و رنجها تعلق بذات شخص از
امشقتها که بخت غیر تعلق دارد پس از نیمه شدید تر اندر رعیت همیشه در اطاعت بادشاه سیرت بادشاه
را رعایت عدل و احسان بر بگفتان ناگزیر و زنده در رنج خدمت مامور و پدر و مادر و پدر و رنج فقید دختر و پسر
و همچنین حال زن باشوهر و شوهر زن و بنده با خاوند و خاوند با بنده و همسایه با همسایه دیگر پس بحکس
ازین نوع مشقت هم خالی نیست و با اینهمه مشقتها دنیای مشقت سکر است موت و رنج مفارقت مال
و فوت اولاد و تنگی قبر و ظلمت حدود تنهایی در آن مقام و سوال منکر و کبر و هول قیامت و روز نشور و هیبت
نفخ صور و خوق فضیحت در حضور اولین و آخرین و طوق شرمندگی در وقت حساب و وزن اعمال و استاوت
در برابر حضرت رب العزت و اگر معاذ الله با اینهمه در قسمت و رنج افتاد ضیبت و خسران ابدی نصیب او شد
مشقت رنج اوجای از وصف گردید و چون کسی درین قسم مشقت و رنجها از ابتدا عمر تا انتهای آن گرفتار
باشد او را فخر کردن بزد و باز و خرج کردن مال نهایت نازیباست چنانچه حق تعالی می فرماید که آیا گمان میکنند

این مخلوق از مشقتها و رنجها که قدرت نخواهد یافت بروی کسی تاجیه ای او دهد از اعمال نیک و بد باز پرس کند
 حال آنکه دم بدم مقهور قهر آسمی و مقهور قدرت مانتناهی اوست بلکه از عسده ضعف مخلوقات او که گس و پشیمانیست
 نمی تواند برآمد و چون بیشتر فقر او بخرج کردن مال بسیار بود و درین دعوی که بر من کس قدرت نخواهد یافت
 بیشتر اعتماد او بر عزت جاه خودش بود که از انفاق مال بسیار کسب کرده بود چه هر که مال بسیار را بخرج میکند
 در دلهای غریز و در نظرها رنج قدر می نماید و هیچ کس به قهر و ذلیل و بسبب حیا یا بسبب توقع نفی که از او
 عایدی تواند شد اقدام نمی کند در ازالۀ این غرور انسان و البطلان این اعتماد و حق تعالی می فرماید یقول
 اهلک الله البعیه یعنی در مقام غرور و اثبات آنکه بر من کسی قدرت نخواهد یافت می گوید که نیست و نابود کرده ام
 مال بسیار تو بر تو و در هر مقدمه عده صرف مبالغه خطیره نموده ام و باین سبب جاه و عزت من در دلهای
 مردم جا گرفته هیچ کس اقدام بر مقابله من نمی تواند کرد و این گمان انسان بالکل بجا نیست زیرا که معلوم است
 که انسان از شکم مادر آمده چه آورده است بلکه رسنه و پرمه آمده بود پیشری در ملک نعم و داشت باز چون کسب
 مال شروع کرد و از کدام وجه که در احلال حرام باز چون مال بخرج کرد در کدام مصرف کرد جای یا بجا و بکدام نیت
 کرد برای خدا یا برای فخر و ریاس او را بخرج کردن مالیکه در دست او عاریت محض است و بیشتر از وجه حرام
 حاصل کرده و در جای حرام صرف شده و بنیت فاسد مبذول گشته فقر و ابتهاج سزاوار نبود انتهی سوال
 اگر بپرسی که انسان را که اشرف مخلوقات و اکرم موجودات و مسجود ملائکه کرام و خلیفه روی زمین است باین
 بی صبری و حرص چرا محرم فرموده اند جای که فرموده خلق الانسان لهن عا و در اصل خلقت او این هر دو صفت چرا
 آینه تعبیه نمودند حیوانات دیگر هرگز عیش و عشرت حرص او ندارند و در اوقات ترک مالوفات رسیدن شقت
 جزئی که او می کند و اضطرابی که او می نماید هیچ جا ندارد نمی کند این خود کمال فلت و رسوائی انسان است که بسبب
 حرص بنده هر طبعی می گردد و بسبب اضطراب بی صبری از هر گرم و سردی ترسد و اگر او را ازین دو صفت تخمین نمود
 و در اصل خلقت او این هر دو عیب و عیب نهادند پس او را چرا ندمت و عتابی فرمایند او را چه تقصیر کرد
 او را چه جلیله یا چارست جوابش اینکه شدت حرص و بی صبری از انسان در حقیقت برای تنقی و در بیان معرفت
 و تحصیل و حصول قرب بجناب خداوندی و سلوک راه و تعالی وسیله و زمینه و پائیدار است عده اگر این شدت حرص

اور انباشد باطنی معرفت که مثل آن حیوانات و دیگر اہم حاصل ست قناعت کند و مراتب فوقانی معرفت و
 را طالب نشود حالانکہ دریای معرفت را کناری پیدا نیست و مراتب قرب و وصول اسرحدی نمودار نیست اگر
 دم بدم شوق و حرص او زیادہ نشود مانند تشنگی لعش لعش نکند این را بہ بی نہایت کی قطع نماید و آن مراتب
 معطل مانند و اگر در جدائی خاوند خود یک لمحہ صابر بود و بقرار نشود و جزع و بیانی نماید عشق و وجہ و پیہم صلوٰۃ
 میان عشق و صبور ہر ہزار فرسنگ ست و چون شرافت آدمی بر دیگر مخلوقات ازین ست کہ
 اور مستحق عشق خاوند خود و جویای قرب باصول او آفریدہ اند و خواص بجا بیکران معرفت گردانیدہ پس دادن
 این ہر دو صفت کہ شدت حرص و کمال بصیرت ست چارہ نیست و مذمت و عتاب بر آدمی درین شدت
 حرص و بصیرت نیست بلکہ در آن ست کہ او از راہ حق و نادانی این شدت حرص و بقراری را در مسئلت
 فانیہ و براغراض ترک کردنی و گزشتہ صرف می کند و بی محل خرچ می نماید مانند زنی کہ او را زیور و پیرایہ آراستہ
 برای خدمت خود و ہمیا سازند و آن زن از راہ کفران نعمت و حق ناشناسی این ہمہ زیور و پیرایہ او محبت
 اغیار پوشیدہ و دو با آنہا آشنائی کند کہ مستحق لعنت و نفون میگردد و پناہ بخدا چہ خوش گفته است آنکہ
 گفتہ کہ صبر در ہر مقام عمدہ است مگر تو کہ آن صبر بہ چیز ست یعنی آن کار کردن کہ در آن دیگری را بر خود
 صبر کردن اقتدا البتہ مذموم ست و در حدیث شریف آمدہ است کہ شکم دو حر لیس پڑتی شود و کی طالب علم
 دیگری طالب دنیا و نیز آمدہ است کہ حدیث مکرر و کس کی آنکہ او را داد حق تعالی مالی و توفیق عطا فرمود
 بخرچ کردن آن مال در جاسے عمدہ پس آنکس خرچ می کند از آن مال شب و روز دیگر آنکس کہ او را حق تعالی
 حکمت داد یعنی علم دین و او حکم می کند موافق علم دی آموز و مردمان را انتہی کدانی تفسیر فتح بعزیز و صل
 باید دانست کہ وجود انسانی نمود تمام عالم ست پس گویا و مختصر نیست جامع حضرت الہیہ خلاصہ عالم تفسیر
 آنکہ وجود حیات و علم و ارادہ و قدرت و شغوائی و بینائی و گویائی ہمہ بر توصفات حضرت الہیت ست و حرارت
 و برودت و رطوبت و یبوست ہمہ بل عناصر اربع اند و در وجود او بسبب ترکیب مشابہت بعاوان راوہ
 بسبب غذا و تولید مثل مشایہت بیاست و بسبب خس و تحلیل و توہم و تملذ و تامل مثل حیوانات ست و
 از اقسام حیوان بہر کی مشابہت پیدا کرد پس در وقت غضب جرات چون درندہ است در وقت شہوت

و محض چون بهیمه چرخنده و در مرکز جیل اغوا و برهم زدن نظام صاحبان مثل شیطان است و در معرفت طاعت
و عصمت مثل فرشته ایست مقرب بسبب اجتماع حکمتها در وی مانند لوح محفوظ است و بسبب آنکه بنا بر او
صورات و قلوب تلامذه و مسترشدین قیوت و استقرار پیدا می کنند مانند قلم اعلی است باجماع نقصانی که آدمی
در حالت لطیفیت دارد و کمالاتی که بعد از بلوغ و مرتبه خامتیت علی صاحبها الصلوٰه و السلام نصیب او شده است
هر دو را قیاس باید کرد و در بولیت او تعالی را تا شایا بدینود حضرت شیخ محمد لاهوری در شرح رساله مراتب هسته
مولانا جامی قدس سره السامی می نویسد که حقیقت انسانی جامع و محیط همه مظاهر است که در همه مراتب آنند و مراد
از مظاهر جمیع مراتب افرادی است که در هر مرتبه ثابت اند پس بدستی که مرتبه اولی یعنی تعین اول در آن مرتبه
یافته می شود علم حق بذات خود و همه صفات خود که مسمی بصفتات الهیه اند و همه تعینات و ماهیات که اعیان
ناتبه اند اما علمی که بطریق اجمال و تفصیل باشد در مرتبه ثانی که تعین ثانی است در وی یافته می شود علم جمیع امور و کوا
ذات و صفات و ماهیات و تعینات اما علمی که بطریق تفصیل باشد و مرتبه حقیقت انسانی یافته می شود در وی
همه آنچه درین مراتب است از ذات حق و صفات وی و ماهیات و علم باین امور ثلاثه هم بطریق اجمال و هم بطریق
تفصیل از جهت شتمل بودن او برین و مرتبه و اشتغال در درین دو مرتبه مستلزم اشتغال وی است بر کل موجودات
خارجیه از ارواح و مثال و سموات و عناصر و مواد الیه بلکه اشتغال می بصفت و حدت جمعی کمالاتی است که
مسمی است به هیئت اجتماعی و وحدتی که متصور نیست زیادتی بروی از راه تمامیت و کمالات و مخفی نماید که
طائفه علیه صوفیه متفق اند بر وجود نخستین متجاوزین یعنی عالم جمیع اجزای خود کتاب الهی شتمل بر جمیع
اسماء الهی متفرقه و منفصله یا بمعنی که هر نوعی از انواع عالم مظهر اسمی است از اسما و کلیه الهیه و هر فرقه
از آن مظهر اسمی است از اسما جزوئیه بسبب تفرق و انفصال اسما و هیئت اجتماعی اسمائی نصیب عالم نشد
و همچنین هر فرد انسان بلکه فرد کامل آن کتابی است آسمی جامع جمیع اسماء الهی و کیانی مجتمعه و همین اجتماع
باعث حصول هیئت اجتماعی شد و از اینجا است فضل انسان کامل بر عالم و این است سبب تشبیه عالم به انسان
کبیر و تشبیه انسان کامل به عالم صغیر پس ظاهر شد که بدستی صورت کمالات الهیه یعنی هیئت اجتماعی و حدانیه
که ظاهر باشد همه مظاهر و مشاهد حق ممکن نیست ظهور آن صورت ازین چشمه که آن صورت باین کمالات است

مگر درین مظهر و مشهد که انسان کامل است و مظهر یعنی جای ظهور است و مظهر جمع وی و مشهد یعنی جای ظهور است و مشاهد جمع وی ازینجاست که حق تعالی به مرتبه که ظهور نمود میل بمرتبه دیگر فرمود تا نوبت ظهور در مظهر انسانی رسید و اگر مظهری دیگر کامل تر از مظهر انسانی می بود بعد از وی نیز میل بمرتبه دیگری نمود و چون میل نمود به یقین دانسته شد که کمالی بهتر ازین ممکن نیست و اگر این کمال در یکی از مراتب سابق می بود میل ظهور بصورت انسانی نمی نمود انتهای و در تفسیر حسینی تحت تفسیر آیه ولقد کرمنا نبی آدم مذکور است که علما را در کرم انسان تفضیل ایشان سخنان بسیار است این جا بر قول جامع الکفای میروند صاحب بحر الحقائق فرموده که کرامت انسانی و قسم است جسمانی و روحانی جسمانی تمام انسان را با شذا و مومن و کافر و آن تخریط است ایشان است به بدن و تصویر در رحم و حسن صورت و مزاج قریب اعتدال و راستی قامت و اخذ به بدین و اکل با صباغ و تزئین برایش و ذواب و تمیز بحقل و افهام بنطق و اشارت و خط و راه یافتن با سیاق معیشت و تکلیف حروف و صناعات و روحانی و قسم است عامه و خاصه اما آنچه عام است مومن و کافر در آن شریک اند چون نفخ روح در ایشان و اخراج از صلب آدم و هماع قول است بر کرم و انطالق بحجاب علی و عهد بر عبودیت و زیان نیدن بر فطرت و ارسال رسل بدیشان و انزال کتب برای ایشان و ترغیب بمشروبات جنائی و تخویف از عقوبات نیرانی و اظهار آثار قدرت و دلائل و معجزات برای ایشان اگرا کرامت و حانیه خاصه آن است که انبیاء و اولیا و مومنان را بدان گرامی ساخته از نبوت و رسالت و ولایت و هدایت و ایمان و اسلام و ارشاد و اکمال و اخلاق و آداب و سیرالی السوفی السد و بالسد و عبودیت مقامات و ترقی از مضائق ناسوتی به جذبات لاهوتی و قنای از انانیت و بقای به هویت و کراماتی که در حد حصر نیاید محمد بن کعب هم گفته که کرامت آدم میان بدست که حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم از ایشان است ای شرف دوده آدم بتو روشنی دیده عالم بتو کیست درین خانه که خیل تنبیت کیست برین جهان که طفیل تو نیست از تو صلاک بالست آمده نیست بهمانه هست آمده در حقائق سلمی آورده که گرامی ساختیم آدم میان را بمعرفت و توحید و بر دشمنیم ایشان را در بر نفس و بحر قلب و گفته اند بآنست که ظهور دارد از لغوت و صفات و بجز آنچه مستور است از حقائق ذات در تالیفات کاشی مذکور است که عالم حساب

لن انطق بسبحی و درود ۱۲

و بحر عالم ارواح و برداشتن ایشان در هر دو ترکیب ایشان است از هر دو روزی و اویم ایشان را از
 طبیات علوم و معارف و تفصیل از ذاتی داشتیم بر بیشتر مخلوقات با آنکه ایشان را بصیوب ایشان دنیا
 ساختیم و مستثنی جنس ملائکه اند با خواص ایشان و علما را در تفصیل ملک بشر مباحث دور و دراز است
 اما آنچه جهو را اهل سنت بر آنند آنست که رسل بنی آدم فاضل تر اند از رسل ملائکه و رسل ملائکه افضل اند از
 اولیای بنی آدم و اولیای بنی آدم شریف تر اند از اولیای ملائکه و صلیح مومنان ر فضل ست بر عوام ملائکه و عوام
 ملائکه بهتر اند از فساق مومنان امام فشری در فرموده که مراد از بنی آدم مومنان اند چه کفار را بنص و لمن
 یهن الله فانه من کرم از کرم بیج نصیب نیست و کرم مومنان بدانست که ظاهر ایشان را بتوفیق مجاهد
 بیاراست و باطن ایشان را بتحقیق مشاهد و منور ساخت چنانچه کافه مومنان را کرم عام از ذاتی داشته
 است حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و سلم را بنکرم خاص اختصاص داد انجمله مرتبه اخصاص رضا
 است که رضی الله عنهم و رضوا عنه - و درجه محبت که بحکم و یحیونه - و تشریف ذکر که - فاذکرونی او کرم
 با بجملا این آیت دلیل فضیلت و جامعیت انسان است که از همه مخلوقات مرات صافی جهت انعکاس
 صفات الهی همه اوست و پس چنانچه از مضمون این ابیات حقائق سمات فهم توان نمود و مثنوی

آمد آئینه جمله کون در	همچو آن آئینه نکرده حلقه
نه نمود ندو و بوجه کمال	صورته ذوالجلال و الانضال
زانکه بود این قسرق عدوی	مانع از ستر جامع احدی
گشت آدم جلای این مرات	شد عیان ذات او بجا صفات
منظری گشت کلی و جامع	سر ذات و صفات از دلائع
شد تفصیل کون را بمجل	بر مشال تعین اول
بوی این دایره مکمل شد	آخرین نقطه عین اول شد

و صل آنکه آدمی اینچ حالت اند اول عدم پنهان که فرمود علی بن ابی طالب علیه السلام من الله لم یکن ثیابا کورا
 یعنی در کتم عدم انسان را در علم حق وجودی بود و اما بر وجود خویش شعوری نداشت و اگر مذکور خویش نمود

دوم حالت وجود در عالم ارواح چنانکه حواججه عالم صلی الله علیه و سلم فرمود که الارواح جنود مجنونه فما تعارف منها ائتلف و ما تناكر منها اختلف یعنی از کتم عدم بی عالم ارواح پیوسته او را برنجود و غیره شعوری پدید آمد و اگر
و مذکور شد سوم حالت تعلق روح بقالب چنانکه فرمود نفخت فیه من روحی چهارم حالت مفارقت روح
از قالب چنانکه فرمود کل نفس ان الله الموت پنجم حالت روح بقالب چنانکه فرمود کما پاکم تعودون و فرمود
قل یحییها الذی افاها اول مرة و فرمود و هو الذی یبدو الخلق تم یعیده و این پنج حالت انسان البصیر
می بایست تا معرفت ذات و صفات خداوندی بکمال خویش تواند رسید و آنچه حکمت خداوندی در آفرینش
موجودات بجهت پیوند و گشت گزاف خفیا فاجبت ان اعرف اول حالت عدم می بایست تا چون عالم
ارواح را وجودی حادث پدید آید او را که بر هستی خویش شعوری افتد بحدوث خویش عالم شود و معرفت
قدم صانع عارف گردد دوم حالت وجود در عالم ارواح تا چون او را وجودی حادث پدید آید می بایست
تا پیش از آنکه بعالم اجسام پیوندد و ذوق شود بی واسطه باز یابد صفات در حایت مستفیض فیض بی حجاب
گردد و استحقاق خطاب است بر کیم و مستعد سعادت بلی باشد و چون دولت مکالمه بی واسطه یافت حضرت
عزت را بر بوبیت باز داند و بصفت مریدی و وحی و شکلی و سمعی و بصیری و عالمی و قادری و بانی کصفات
ذات است بشناسد و اگر او را در عالم ارواح وجودی نبود پیش از آنکه با اجسام پیوندد معرفت حقیقی بدان
صفات ذاتی حاصل نشستی و نه آن استحقاق بودی که در عالم اجسام دیگر با ترتیب بصفا و روحانیت باز رسید
تا در مقام مکالمه حق حاصل کردی آن تخم در بایت می بایستی کاشت تا این ثمرات حاصل شدی سوم حالت

در شکوة شریف در باب المحب فی اسرار من الله فصل اول ان این حدیث از حضرت صدیق رویست معنی اش اینکه ارواح پیش از تعلق با بدن مثل
شکر بود که یکجا جمع بود پس این آثار استغرق ساختند و با بدن فرستادند پس هر که از آنها شناسا بود و بعلامه نسبت مشارکت و صفات الفات گفتند
و آشنا شد و بعد از تعلق بدین آنکه آنها شناسا بودند و بی نسبت مختلف شدند و یکجا گفتند چنانکه کسی اقیین و مجرب و راگم کرده باشد باز با بدن تعارف
و ناگزیر و نیا ایا الهام آتی است بی آنکه یاد ایشان باشد و هم از آن مطلق میان هم و آشنائی و یکجائی یک دیگر داشتن و از اینجا است که نیکان و نیکان را شناخت
و اهل باشند بدان بدن اگر جهت بعضی عوارض اسباب قضیه بجهت این اتفاق افتاد و بود و آخر جمیع و آن که بدن اصل است و ایت کردن
حدیث ابی بناری از حضرت صدیق و روایت کرده این اسلام ازانی هر چه چون هر یکی از شیخین و ایت صحابی دیگر کرده این حدیث استحقاق علیه گفت و تحقیق علیه این حدیث
محدثین و تقدیرهای آنکه هر دو از یکجائی و ایت کنند و ازین حدیث معلوم می شود که ارواح عراض نیستند مخلوق نیستند لکن لازم نیاید از آن که در آن
وجود و حدیث واقع شده که یاد کرده شد ارواح پیش از اجسام و در هر سال نعم لازم که قول خلق آنها بعد از تمام بودن و آن اهل باشد که هر یک از این

۴۴ اینها قبل بدن
بصفت مذکوره
تقدیر آنها باشد
و این تاویل همان
میرجعه است
لایکنافی
المکات
بر فاسی مشاکیه
در حضرت عیسی
عبدالمطلب حضرت
دایه ۱۲ منته
پیش از موت ۱۳
پیش از آنکه
بیدار گردانند
خواهید گشت ۱۴
بگویند و زنده
گردانند آن را آن
قدسه که بیایند
آن را اول بار ۱۵
و ایت
آنکه بیاید
تعلق را با
اعمال
و ایت که او را

تعلق روح بقالب می بایست تا آلات کمال معرفت کسب کند که بر کلیات و جزئیات غیبی شهادت بدارد
و قوت توان یافت و حق را بصفت زراتی و روحانی و جسمی مخفاری و ستاری و منعی و دهبانی توانی
درین حالت توان شناخت در تربیت روح بعد از این آلات بمقامات توان رسید در معرفت که از عالم ارواح
این آلات حاصل نشدی از شهادت و مکاشفات و علوم لدنی و انواع تجلی و تصرفات جذبات و حصول
بحضرت خداوندی و اصناف معارف که از هر یک شمه نموده شده است فاما شرح آن در اطلاق آسمان و زمین
نکته چهارم حالت مفارقت روح از قالب می بایست از دو وجه کلی آنکه آگاهی که از صحبت نفس و اجسام
حاصل کرده است در مفارقت آن بتدریج از دو چیز دوامی و الفتی که با جسمانیات گرفته است به روزگار بگذارد
و دیگر باریه با صفات روحانیات اقتدا در این معنی با روح سعادت باشد که خلاصه آفرینش اندوخته بصفتی که از
آلت قالب حاصل کرده است بی مزاحمت قالب از حضرت عزت بر خوراد و معرفت قریب شود بی شوائب
بشریت و کدورت خلقت دوم آنکه ذوقی دیگر از معارف غیبی بواسطه آلات کمالتی قالب در حالت قیالی
حاصل کند که آن ذوق عالم ارواح هم نداشت زیرا که آله ادراک آن نداشت و در عالم اجسام هم نداشت
زیرا که آنچه می یافت از انس حجاب قالب می یافت اکنون چون بی مزاحمت قالب یاد ذوق دیگر در
شخص انسانی بر مثال شجره است تخم آن شجره روح پاک محمد است که اول با خلق اندر روحی چنانکه ابتدا آن
تخم پنجمی درخت بر زمین پدید آمد همچنین از تخم روح پاک محمدی پنجمی عالم ارواح و ملکوت پدید آمد پس
شجره جسمانیات ازین پنجمی بر روی زمین عالم محسوس ظاهر شد و از شجره جسمانیه برگها و گیاهات برخواست
پس ثمره انسانی بر سر شاخ شجره کائنات پدید آمد همچون ثمره که بر درخت باشد ذوقی دیگر در چون انگور زردالو
چون این درختی باز گشتی مدتی در آفتاب بگذاری تا بتصرف نظر آفتاب انگور زرد شود و زردالو برگشته گردد و ذوقی
دیگر در اگر بر درخت تصرف نظر آفتاب می یافت اما تاباری و طینت شجره داشت از خاصیت طینت شجره
چیزی با داند نظر آفتاب جمع می شد و در انگور طبعی و خصوصیتی باقی می بود اکنون که تصرف شجره از قطع شد
مویز گشته حلاوتی دیگر در تا تربیت آفتاب بی زحمت شجره یافته است ابتدا و در تربیت یا قتل شجره محتاج
بود اگر شجره نبودی بجز و تصرف نظر آفتاب انگور پدید نیامدی و چون انگور بر شجره نچسته شدی بر درخت بمقام

که آنچه در باطن است بر ظاهر پیدا شود و در حدیث آمده که در مغز استخوان بشتی بتوان دید از خاست لطافت پس
 قالب را بدین لطافت حشر کنند تا از تنجات هشت نیست استیفا و حفظ خویش می کند و ازان هیچ کدورت تولد
 نکند که فراموشی مشاهدات روح تواند نمود و نیز بصفت محیی حق جز بواسطه الحیا و صورتی عارف حقیقی نتوان شد
 قل کجیها الذی انشاها اول مرة روح را بعد از آنکه در صحبت قالب پرورش کمال یافته بود و آلات معرفت
 تمام حاصل کرده و از قالب مفارقت داده و در نهاد عالم غیب بتابش نظر عنایت ترتیب یافته و آرایش جسمانی
 از بتدیر برچسبیده و از فیض حق ذوقها بواسطه گرفته که برزقون فریبین با آیهام اندر من فضله و قوتی تمام حاصل
 کرده به عالم قالب فرستند تا بواسطه آن آلات جسمانی در کل ممالک مالکیت ملکیت تصرف می کند و در مقام بویگی
 از تنجات روحانی و فراموشی آلات جسمانی استیفا و حفظ و فری نماید و ذوق کمال معرفت و قربت مقام عنایت
 فی مقصد صدق عند ملک مقتدری یابد چنانکه در روح جسم را از کار خویش شاغل بود و نه جسم روح را از کار خویش
 شاغل بود و لایشفای نشان عن نشان لاجرم عنوان نامه حق بدو این بود که من الملک الحی الذی لایموت الی الملک
 الحی الذی لایموت و فرق میان بندگی و خداوندی درین مقام آنکه او سبحانه تعالی درین ممالک به استقلال
 و اصالت تصرف بود و به احتیاج آله و بنده به نیابت و خلافت تصرف بود بواسطه آنکه او اعلم علم این است
 اشارت پس بود بآتی اسرار الهی را اجازت افشا نیست که افشا اسرار الهی بپیت کفر عرفها من عرفها و جهلها
 من جهلها کذا فی مصداق العباد و صل انسان را بعد موت سه حالت و میدهد
 اول حالتی که بجز جدا شدن روح از بدن خواهد شد که فی الجمله از حیات سابقه و الفت تعلق بدن و دیگر
 معروفات از انبانی جنس خود باقی است و آن وقت گویا برنخ است در میان زندگانی دنیا و استغراق عالم قبر
 که چیزی ازین طرف و چیزی ازین طرف از او بعینه مثال وقت بقای شفق است هنوز تصرفات مخلوقات و آمد
 و شد آنها منقطع نگردد و جانداران همه بیدار و حساس و متحرک در بقایای اعمال روز مشغول در این حالت است
 آنکشاف و جزای پس از نیکبها و بدیها است و مدد زندگان پرگان درین حالت شود و تری رسد و مردگان
 منتظر حقوق مدد ازین طرف می باشند و چنان گمان می برند که هنوز زنده ایم و بلند از حدیث شریف در احوال قبر
 وارد است که مرد مسلمان در انجای گوید و عونی اصلی بگذارد و مرا تا نماز بخوانم و نیز وارد است که مرده در این حالت

حج

مشکل

تسلیم

حالت

مع

مستحضر

در

بیت

مست

شناخت

آن

را

بیت

شناخت

جهل

جهل

ازان

سبب

حالت

حالت

حالت

حالت

حالت

مانند غریبی است که انتظار فریاد داری می برد و صدقات و ادعیه و فاخته درین وقت بسیار بکار آید و ازین است که طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چله بعد موت درین نوع اندوگوشش تمام می نمایند و روح مرده نیز در قرب موت در خواب عالم تمثیل ملاقات زندگان می کند و انی لضمیر خود را اظهار می نماید.

و دوم حالتی است که بعد از انقطاع تعلق زندگانی دنیا با کلیه دمی و بدستغراق عظیم در مشاهد کیفیات کسوی خود از نیکی و بدی و اورا حاصل می گردد و قوی مد که متصرفه و ازین عالم گسسته شده آن طرف متوجه می گردند و حرکت مخفی او ازین جهان مطلقاً بیکاری شود و این حالت مثال تاریکی شب است که بعد از زوال شفق هجوم می کند و مردم را خواب و غفلت حواس و حرکات لاحق می گردد و از المواقف و کسوبات و موز مطلقاً غافل می شوند و آری آن المواقف و کسوبات از ظاهر بدین انتقال کرده در باطن بدن جمع می شوند و روح آنها را در صورتهای رنگارنگ مطالعه می نماید و تملذ و متالم می گردد و این حالت عوام مردگان است و بعضی از خواص اولیاء الله را که اگر چه جاریه تکمیل و ارشاد بنی نفع خود گردانیده اند درین حالت هم تصرف در دنیا داده و مستغراق آنها بجهت کمال و سعادت مدارک آنها مانع توجیه باین سمت نمی گردد و او اسیان تحصیل کمالات لطیفی از آنها می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنها می طلبند و می یابند و زبان حال آنها در آن وقت هم مترنم باین مقالات است مصرع من ایم بجان گرفتاری به تن +

سوم حالتی که بعد از حشر و نشر ظهور خواهد کرد مانند استیاب ایام بعضی که حجاب تاریکی را دور کرده نیک و بد اینها را با انواع اظهار جلوه خواهند نمود و هر کس در نافع و ضار و دوست و دشمن و زهر و تریاق امتیاز خواهد کرد و در همین حالت است داون نامهای اعمال ظهور عمل نیک و بد بصورتها سگوناگون و وزن اعمال و حساب نیکی و بدی و دیگر وقایع بسیار و منتهای این حالت زندگانی دیگر است که اتم و اکمل از زندگانی این جهان است اما چون آن زندگانی تغییر و تبدل ندارد یکسان ستم و غیر منقطع است مثالی برای او نیست که در معرض قسم آورده شود بلکه آن زندگانی از قبل حالات متجذبه و مبتدله هم نیندازد و مقام بیان آن حالات آورده شود بنا بر آن همین سه قسم کفافر موده مضمونی را که انبیا آن منظور است ارشادی فرمایند که لعن طبقین یعنی البتة شما همه سوار خواهید شد بر حالی گذشته از حالی یعنی اول بعد ازین دنیا در حالی خواهید بود که آن را

رجوع الی الله خواهند فهمید بعد از آن از آن حالت گذشته بجا آتی دیگر خواهید رسید خواهید دانست که حالت جمیع
 همین است و حالت ماسبق تمهید این حالت بود و علی هذا القیاس تا آنکه در پشت دوزخ مستقر شوید و سفر منقطع
 گردد و بعد از آن اقامت الهی نمایند و برای آنکه گذشتن درین حالات مشابه قطع منازل و طی مراحل است لفظ
 رکوب اگر بمعنی سوار شدن است درین مقام استعمال فرمودند و چون این حرکت حرکت صعودی است که از خاکدان
 پست بر فست گاه عالم بالا میرود و در حالات و منازل آن رابطی عین طبق ارشاد فرموده اند زیرا که طبقا عین طبق
 توبه را اگرین چنانچه هفت آسمان مشهور است و طبقات عمارات نیز در زبان عرف رابع و چون لایزال این
 انتقالات هر روز و شب هر سال ماه در نظر خاص عام جلوه گریست از ایمان نیارودن کافران و باور نکردن
 اینها مسنوح این حالات را بعد از موت استبعاد فرموده ارشاد می کنند فالهم لایلمنون یعنی پس چیست این
 کافران را که با وجود این بیان واضح و تمثیلات جلیه ایمان نمی آرند و باور نمی کنند که ما را بعد از موت نیز رجوع
 و سفری در پیش است و هم آن سفری خوردند و نوشته برای آن برنی دارند و بضر و نفع آن عالم که منتدای این
 سفرست متنبه نمی شوند انتهی کذا فی تفسیر فتح الغیر و فصل در بیان چیزهایی که انسان را برای تکمیل
 نفس انسانی ضرور است بدانکه نفس انسانی چون متوجه تکمیل خود می شود و هر کار را از علم و عمل مصنائع
 و حرفتهای خود محمود باشد یا مذموم نیک باشد یا بدافع باشد یا مضار و از طی این مراتب بخواهد ناپاوری است
 باو کمال آن مطلوب خود برسد و تبه تکمیل در آن فن پیدا کند.

مرتب اول آنست که خود را از چیزهایی که منافاتی آن مطالب اند بکشد و درین حالت او را مجاهده عظیم پیش
 می آید که طبع او آن منافیات را می خواهد یا شرع بآن منافیات می فرماید یا عقل بسوی آن منافیات میکشد
 و این کس بر خلاف طبع یا عقل یا شرع خود را تحصیل آن مطلب مشغول می سازد و ازین حالت تعبیر فرموده اند
 بکشتیدن پر زور و محکم که مدلول و التنازعات عواقب باشد و چون این حالت نسبت بشهوات نفسانی واقع شود
 آن او عرف اهل سلوک توبه و مجاهده نامند.

دوم آنست که بسبب مشق آن شغل و انسیت بآن نشاطی و سروری پیدا شود و در آن کار دل او غیبت
 کند و اگر از آن کار مدتی بازماندنی اختیار مشتاق آن کار شود و کناکش خطرات و دواهی باقی نماند و دیگر غیبت

مصروف آن مشغول شود و ازین حالت تعبیر فرموده اند به نشانه آن را در لغت هندی امسنگ گمینه در اصطلاح
 اهل سلوک این حالت که در طلب راه خدا پیش می آید را داده و شوق و ذوق نامند و عقده کشائی مشکلات
 این راه از همین صفت است اما بدون صفت اول حصول آن حقیقت ممکن نیست زیرا که این حالت بعد از
 کنش بسیار حاصل می شود.

سوم آنست که مهارت تمام در آن مشغول بپایان دهنده و بی تکلف آن کار از وسایل انجام گیرد و بسبب کثرت ورزش
 ملکه گردد و ازین حالت سیاحت که بمعنی شناوری است تعبیر فرموده اند زیرا که در شناور در آب بی کلفتی شت
 سیر می کند و این حالت را در عرف اهل سلوک سیر احوال مقامات نامند و ادنی حد کمال همین حالت است
 که قبل ازین مرتبه طلبی و تلاشی بیش نیست حصول مطلب ازین حالت شروع شد.

چهارم آنست که در آن کار به پیشمان آفران خود سبقت نماید و آنچه از دیگران در آن صنعت و فن نیاید ازین
 سرانجام پذیرد و این حالت کمال اعلی است که از آن سبقت تعبیر فرموده اند و در عرف اهل سلوک این حالت
 را طیران و عروج نامند. پنجم آنست که جمیع حدود کمال اعلی کرده و تکمیل رسد و در آن کار مقتدا و عقده کشا
 گردد که دیگران از او عمل مشکل خواهند

خواهند و بشورت و تدبیر او در آن صنعت بوی رجوع نمایند و ازین حالت باین عبارت تعبیر فرموده اند فالکد برآ
 امر او در اصطلاح اهل سلوک این مرتبه را مرتبه رجوع و نزول و دعوة الخلق الی الحق و مرتبه تکمیل و ارشاد گویند و این
 پنجم مرتبه در طلب از خیر و شر و در هر کیفیت از کیفیات محمود و مذموم نفس انسانی را پیش می آید و بعضی
 از نفوس بسبب قصور استعداد یا سنج موانع جمیع این مراتب پنجگانه قصوری کنند و بر یک یا دو یا سه
 یا چهار مرتبه قناعت می نمایند و بعضی بتوفیق یا خدایان جمیع مراتب اعلی کرده میروند و مقتدای عالی
 در نیکی و بدی و هدایت و ضلالت می گردند و چون در سوره عم قسائلون اشاره اجمالیه باین مراتب نفوس
 انسانی واقع شده بود که قانون افواج درین سوره از ابتدا تفصیل آن مراتب منظور شد اما بصورت قسم
 صحاب آن مراتب آورده اند تا عظمت صحاب آن مراتب دلالت کند و نیز اشعاری بوجوب قیام قیامت
 برای ظهور آثار آن مراتب حاصل آید که در دنیا آثار آن ظاهر شدن امکان نداشت چه نشان در بنا تحمل آن ظهور نیست

باز قسم تقید بظرف زمان آمدن قیامت ساختند تا معلوم شود که قسم بآن مراتب و صحاب این مراتب در همان وقت
 است و همان قید است زیرا که قبل از آن وقت و بی ملاحظه آن قید قابل قسم نیستند پس بوم ترجمت الراجحة ظرف
 است متعلق بفعل قسم که حرف قسم بر آن دلالت می کند و مجموع این ترکیب مانند ترکیب القم از القس و اللیل از الشی
 و اینها را از تجلی امثال ذلک شد گویا معنی کلام چنین است که قسم می خورم باین جماعات که موصوف باین صفات
 اند و زکیه قیامت قائم شود و آثار این صفت ظهور کند و کسانی که موصوف بصفت اول اند بغول جدا بیایند
 و احکام ایشان برنگی ظهور کند و کسانی که موصوف بصفت دوم اند بغول دیگر باشند با احکام دیگر علی بن ابی القیس
 کسانی که مجموع دو یا سه یا چهار یا پنج صفت موصوف اند غولهاست متفرق با احکام و اوصاف مختلف حاضر شوند
 و مرتبه هر یک ای بعین اهل محشر گردد و کارخانه امتیاز و فصل صورت گیر و مثلاً به آنکه شخصی درج لشکری گوید
 که قسم به لشکر فلان امیر چون روز جنگ شود و تقاریر بنوازد و تقییدان منادی کنند و رساله داران مثل مثل غل غل
 سوار شوند و درج و فتری بگویند که قسم بدر بار ظلم و وزیر روز یکم پکری برپا شود و مردمان حاضر شوند و قلم ازها
 کشاده شوند و متصدیان خالصه و تن و بیوات خانه سامانی و سید قاف و تقسیم و باز یافت پایه سپا نشینند و غول
 کارگردند و چون طی این مراتب پنجگانه اگر فتری در یک مرتبه و دو مرتبه و سه مرتبه و چهار مرتبه از این مراتب نفوس
 انسانی مختلف و مختلف است بعضی را درین امور جزا از سلوک اهل خدا یا تحصیل کمال علمی تکمیل تقوی و طهارت
 و یا جاهد با اعدای دین و یا این صفات و کمالات حاصل می شوند و برخی را در امور قبیله مثل فسق و فجور و کفر و بیعت
 و ضلال و کجائی و مانند این زانم و خیانت است میدهند لاجرم روز محشر هر یک بد کافر و مسلم و یکی از صحاب
 این مراتب محشر و در زمره آنها محدود خواهد شد چنانچه احادیث صحیح بر آن دلالت دارد جائز فرموده اند بنفیه

درج لشکری گوید
 که قسم به لشکر فلان امیر چون روز جنگ شود و تقاریر بنوازد و تقییدان منادی کنند و رساله داران مثل مثل غل غل

سوار شوند و درج و فتری بگویند که قسم بدر بار ظلم و وزیر روز یکم پکری برپا شود و مردمان حاضر شوند و قلم ازها

فقیها و جائز فی زمره شهداء و در حق کسانی که مطعون مرده اند تنایع و تجاذب شهداء و المونی علی القرائن
 مشهور و معروف است و در جانب شریک و گمراهی نیز معلوم بر همه صحاب این مراتب بن ای تقسیم کما لو ارکان
 بوم لفصل الاتیاز اند و باین جهت که ظهور عدل مجازات الهی در ایشان ظهور خواهد شد قابل این چنین قسم شد
 گونی قسم بعضی از اقسام آنها مطرود و ملعون و مغذی اشتیقا باشند زیرا که نظر درین جا بابتی است که امر جرات
 بوجود آنهاست نه بذات و صفات آنها فی انفسها این معنی را نیک باید فهمید که پس دقیق است و تصدیق بآن

نزد دنیا بنمود و در لفظ قرآن که جاسئ و غیر فرموده اند و لا اقم بنفس اللوامه تا مل باید که تا استبعاد دفع شود انتهی
 در جامع الاصول آمده که قوم را در قطع مسافت نفس و رسیدن سوی حقیقت و طریق اند و مردمان بحسب آن
 دو فرق اند فرقه در طریق جلالت و آن استعال یا ضلالت و تزکیه اخلاق است و این کسان اگر آن اعمال از شرع
 شریف گرفته اند پس صوفیانه و نه اشرافیون از حکما س الهمین اند و فرقه در علوم و بحث آمده اند و در آن اگر
 مستندانه به شریعت پس متکلمین اند و در مشاؤون سیدی احمد زروق فرموده که فریق اول می گویند که نفس در صل
 نشاند خود همچو آئینه صاف و پاک است که در آن تجلی می شود هر چیز که مقابل او شود از ماضی الوجود آئینه وجود
 لیکن نفس از آن تعویق داده شده است یکی از دو امر بصورت احوال بطور شهود و اعتماد و مستند و انصاف
 نفس از مقصود بسبب توجیه بسوی غیر او از علوم و علیات و غیر آن از آنچه بازی گرداند نفس از مقصود باطلع
 آن مقصود و نفس پس اگر نفس صاف گشت در امر اول هر آئینه بیند رفیع حجاب خود را و اگر متوجه شود بدوم
 هر آئینه بیند فی حجاب خود را و اما دایمیکه باز داشته شده است یکی ازین هر دو پس نفس باز گرد آئینه شده است
 از مقصود پس ممکن نباشد وصول بدو و از اینجا گفت صاحب حکم که چگونه روشن شود قلب صدور احوال که مستطیع
 اند و آئینه او یا چگونه صحت کند سوی حق در حالیکه او متعبد است بشهوات خود یا چگونه طمع دارد آنکه داخل
 شود در نگاه حق و او پاک نیست از نجاستهای عقلات آیا چگونه امید دارد که بفهمد وقایع اسرار را حال آنکه او توبه
 نکرده است از شهوات دنیا و فریق ثانی اهل طریق بحث و اشتغال بعلوم اند و ایشان معالیه نفس کنند بطریق علم
 و عمل زیرا که درین انوار نسیم دفع می شود و آنچه وارد می گردد او از تاریکی شک که درت صلا و فرائض
 آن گفته که علم امام عمل است و عمل تابع علم است و فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که علم تعلیم آید و علم تعلیم هر که طالب
 خیر بود یا بد و هر که از شر بریزد نگاه دارد او را و هر که عمل کند یا آنچه میداندی بختند حق تعالی او را علمیکه او نداند پس
 علوم محتاج الیه چهار اند علم ذات و صفات و علم فقه و فتوی و علم تفسیر و حدیث و علم حالات و منزلات و آنچه
 جاری است در آن از آداب و معاملات و صلح با کما تزکیه نفس و تصفیه روح و تطهیر ذات صورت نه بند و الا از
 ریاضات و مجاهدات تا ذات حیوانیه که مستطیع اند بر روح و شهوات جسمانی که مستقله اند بر نفس و تا ذرات
 طبیعت که مختلط اند بذات همه رفیع شوند و استیلا بر روح و نفس دست دهد و تخیلی از جمیع احکام ظلمات و حواس

جسمانیه پیگیر گردد و این ممکن نیست تا روح از شواغل غنصریه و دیگره و نفس از شهوات حیوانیه منخل نشود و مصفا
 و سیم طبعیه دفع نشود و نفس از زرائع نیویه که بسفل السافلین و درکات سحین ساند محفوظ ماند پس بعد تجرید
 ضرورت از اقامت و مستقامت براد و شتر عیبه و گریز از خواهی آن و در جمیع امور اتباع به آثار صحابه و تابعین و
 سلف صالحین ترک کنی این نیامی و فی الزا لا بقدر ضرورت و ترک کنی لطیف باطنی و طالعین کنی اختیار
 کن عیلت و ملازمت کنی گرسنگی و تشنگی و ادا و امت ناید بر شب بیداری و نگه یار ایجابیت و مخالفت کنی نفس
 را در جمیع امور و ترک هر چه ای نفس او متوجه شود در جمیع اوقات و تمامه آنات بحباب حق و اعراض ناید از اسوار
 و سالک از دوام ریاضات و مجاهدات تصفیه از کدورات غنصریه و تزکیه نفس از فاذورات طبعیه و تعلیه ذات
 و احداث معنویه که مانع اند از قرب حق جل جده عطا گردد و بدین تیز و عقل مستفید و قوامی نسیم و مستقامت به واس
 بر راه راست اشراق بایضات محبت و تجوهر روح با نور الهیه تقدیر وقت گردند و بعد از این عارف گردد و نفس
 خویش و مشاهد پروردگار خود و تجلی شود حق تعالی بر دوام در ظاهر و باطن وی و در هر حال بحق باشد و این
 بود و بدین محل مفصل در محل و مضمون صدق شعری که مع الصدوق است فی ملک مقرب لابی مرسل
 و نیز بدانکه طرق تزکیه و تصفیه بسیار اند و بهر این گفته شد که طرق الی الله بعد و انفس خلاص اند و اصول آن طرق
 بشمار اند و ذکر و مراقبه و توفیق قلبی بعده سایر عبادات بدیهه از نماز و روزه و حج و عبادات مالیة از کفاره
 چسناست پس ریاضات حکمیه تجرید نفس از شواغل و نیویه و علالتی و نیویه و کم خوردن و کم گفتن و کم خفتن و غلبه
 و غیر آن از امور ریاضیه و نیز بدانکه ریاضات مفید و مقرب الی الله خواهد بود و اما وقتیکه مراقت شریعت متابعت
 سنت نکرده شود چنانکه فرمود حضرت جعید رضی الله عنه که راه با همه بخلق مسدود اند و هر کس پیروی کرد اثر رسول الله
 صلی الله علیه و سلم را پس در این وقت که هر که اراده قرب حق کند از ریاضات حکمیه باید که اقتدا کند بشریعت غرا
 و متبع باشد سنت حسنه را تا که ریاضات او نتایج یابد و مقرب الی الله و معرفت او پس بسبب عدم اقتدا و ترک
 اتباع گمراه شد و ریاضت کنندگان ریاضات اختراعیه از نو بدایت و معرفت حق باوصف غور کردن نشان
 نور تزکیه نفس باین ریاضات شاقه فائده نبرد و اشتند بلکه فاسد گردند و عقائد خود را بر گاه که غور کردند و ریاضات
 زیرا که هر که ریاضت او مطابق شریعت نخواهد بود و نه از متبع سنت خواهد بود پس او را از تقربات الی الله و معرفت او

بہرہ نخواہد بود و حاصل وقت او نخواہد بود و بجز او ہام فاسدہ و خیالات کاسدہ کہ اینہما محض بے فائدہ اند و اینہارا
 در حضرت حق قبول نیست بلکہ صاحب ہجو ریاضات خلالت شریعت خارج از طریق خواہد بود و حصول مجاہدہ لغت
 نفس را گویند و بعضی منع نفس را از مالوفات و مجاہدہ برو قسم ست مجاہدہ عوام کہ توفیق اعمال ست مجاہدہ خواص
 کہ تصفیہ احوال ست چہ کہ گرسنگی و شب بیداری سہل و آسان ست بہ نسبت تبدیل اخلاق مذمومہ و مجاہدہ فی اللہ
 از عظام اسباب وصول بہ شہادت قال اللہ تعالیٰ والذین جاہدوا فینا لنمہم سبلنا و قال علیہ السلام المجاہدین جاہد
 نفسہ فی طاعتہ اللہ حضرت ابوعلی فاق گوید کہ ہر کہ بسیار اید ظاہر خود را بہ مجاہدہ بیا را بدین تعالیٰ اورا بہ انوار مشاہدہ
 حضرت ابوعثمان مغربی کہ فرماید کہ ہر کہ گمان برد کہ چیزی از طریقت بلا مجاہدہ بر نکشفت می شود او غلط کردہ است حضرت
 حسن بصری رحمہ فرماید کہ بنای طریق بر سہ چیز ست نخوردن الا وقت فاقہ و نخفتن الا غلبہ خواب و نگفتن الا بصر و
 حضرت ابراہیم ابن ادہم فرمود کہ درجہ صالحین حاصل نمی شود تا ازین شش شش عقوبہ در گذرد و
 اول آنکہ باب خوش عیشی بندد و در و در شدت کشاید۔

و دوم آنکہ در عزت بند کند و در ذلت کشاید۔

سوم آنکہ در راحت بند کند و در مشقت کشاید۔

چهارم آنکہ در خواب بند کند و در بیداری کشاید۔

پنجم آنکہ در توانگری بند کند و در فقر کشاید۔

ششم آنکہ در امید بند کند و در آما و گلی کشاید انستی آئے

قدم زین ہر دو بیرون نہ اینجا باش و نی اینجا
 بہرچہ از دوست امانی چیز شست آن نقش چیز با
 نشان عاشقان باشد کہ خشکش بینی از دریا
 مکان کز بہر حق جوی چہ با بقا چہ جا بلسا
 مدہ محو و جاہل را برابر اس طبع او شہرا
 نہ حرف از بہر آن آمد کہ دزد دے چادر سلما

مکن در جسم و جان منزل کہ این بون سٹان والا
 بہرچہ از راہ باز آفتی چہ کفر آن حرف چہ ایمان
 گواہ بہر و ان بینے کہ مردش بینی از دوزخ
 سخن کز راہ حق گوی چہ سربانی چہ عبرانی
 مگو مغرور حاصل را بر لے امن او نمکتہ
 نہ حرف از بہر آن آمد کہ سوزے زہر زہرا

نفس مضبوط وی چندان سبالفه کنند و اغراق نمایند که در ضمن مطاوی آن مخالفت حق لازم آید و سلب
 فوت چندین طاعات و عبادات گردد و بعضی از سنن و نوافل که نفس آن الفت گرفته و احتیاد کرده باشد
 نیز ترک و سبند اگر چه این نیز در باب علاج نفس نافع افتد و اثری داشته باشد لیکن سلوک این طریق تهیج و انارت
 باطل کند و صاحبش را به راه عکس مقصود و بر دو طریق مشایخ شاذ لیکه نسبت که هدایت طالبان تربیت یرا
 بر و انفت طبع و ملاحظه رفیق و راحت ایشان کنند و علی الفور از حالت سابق اخراج شان نکنند و تشدید
 در مجاهده و ریاضت نفرمایند و او را اشتغال با آنچه لایم طبیعت و موافق مزاج طالب افتد و دالت نمایند و
 مشغول سازند بر رفیق و راحت و تنبلی و آسانی بمنزل مقصود رسانند و ایشان سیر نمایند که هر که سیر وی دین
 راه بموافقت طبع و شاکله وی افتد و وصول وی بدرگاه قرب سهل اقرب آید و هر که بر خلاف حرکت طبعی و با نیاز
 بعد وی از حیر طبعی طبیعت سیرش بطی تر بود و وصولش در ترافتد شیخ ابن عطاء را اندر کند ری صاحب کتاب
 الحکم فرج العروس می گوید لا تأخذ من الاذکار الا ایضا القوی النفسانیة علیها بحبه و قلب الوقت شیخ
 ابوالحسن شاذلی که امام و مشتهر سلسله شاذلیه است میفرماید که شیخ من و کلمه علی را حاکم و در بیان
 معنی این حدیث که یسر و لا لا تعسر و فرموده اند هر که ترا بسیار دشمنی کرد در حق تو خیانت کرد و هر که ترا نسبت
 مجاهده و ریاضت خواند و تعب و رنج انداخت و آنکه بنده اراه نمود و تحقیق ناصح و خیر خواه تو است لاجرم
 مرشد و دوستی باید که اعجاز حقیقت بر دست وی باشد تا نفوس عامه اهل روزگار را که حقیقت الهی و باری
 خیال کرده اند و هرگز را با جهل و آینه خسته بهر اعجاز و قوت تصرف همچنان در هم شکند که مجال نفس ایشان تنگ
 آید حتی او اضائق علیهم الارض با رحمت و ضائق علیهم انفسهم فلنوالن لاجل من الله الالهیم تمام علیهم
 رے زمین را تیرگی منکران عشق محتاج شست و شوی گشتن کجا است فتح

که انی برج البحرین وصل باید که کتاب یا ضائق و مجاهدات از تعلیم شیخ کامل نماید چه که عادت اجدبار است
 که تظاهر از نجاسات معصیه و اذناس طویه و حضور خستجو و در سلوایه و سایر عبادات میسر نگردد و بدون سلوک از
 شیخ کامل عالم بجلال نفسانی و حکمت معاملات آن علما و ذوقا و تجربه تا بلکه اگر بتلاصی اخلاق و سیر کتب
 این فن یابد کند نمی تواند شد که از احتیاج تربیت شیخ مستقیم گشتن باشد مثلاً بعضی اگر نخواهد که باطل الکتاب

لله
 اذکار و ذکر و نوافل
 که قوتهاست
 نفسانی تر شود
 که در آن برود
 سلسله
 غمگسست
 راه نماید
 تر بر راحت
 قوت
 آسان کند
 و در شاذلیه
 آنگاه که
 بر ایشان دین
 با وجود در ذاتی
 آن تنگ شد
 برایشان جای
 ایشان در شاد
 که با نای نیست
 از خدا که گریه
 او را خدا
 رحت تو بود
 بر ایشان ۱۱

مسالجه خود کند میسر نشود چنانچه بعضی قاروره دلائل بر احوال بدن از بدو واقع دلائل بر احوال نفس دارد و مانند
 سالکان اوقات خود بر شیخ عرض دارند و شیخ ترقی و منزل نفس معلوم کند و بطریق آن تعیین ذکر و غیر آن فرمایند شعرانی
 در انوار قدسی گوید که اهل طریق اتفاق دارند بر وجوب گرفتن انسان بهر خوشی را که راه نماید اورا بسوی دور شدن
 صفاتیکه مانع انسان اندازد بارگاه حضرت رحمن در دل وی تا که نماز او صحیح گردد از باب آنچه تمام نمی شود واجب مگر
 بادر پس آن واجب واجب است و شک نیست که علاج هر صفتی بباطن واجب است چنانچه شاهان و آیات
 و احادیث آمده در تحریم آن و عده مذاب بر آن پس استثنای آنست که هر که گیرد شیخ برای خود که راه نماید اورا بسوی
 برآمدن ازین صفات پس او تا فرمان ست خدا و رسول او را زیرا که او را خواهد یافت بطریق علاج و اگر تکلف
 کند بلامرشد نفع نیابد اگر چه یاد کند هر کتاب پس او مثل آن کس است که کتابی در طلب یاد کند و تشناست منزل
 و او را بر مرض پس هر که شنود او را در حالیکه او بخواند در کتابی گوید که این طبیب عظیم است و هر که بیند او را هر گاه
 که پیریه شود از نام مرض کیفیت از او مرض بیج نماند پس باید که گیرد شیخ بهر خود و عاصی شود و بیندیشد بابت
 آخرت و دور از خود را از آنکه گوئی که طریق صوفیه در کتاب و سنت نیامده است که این کفر است زیرا که آن
 طریق همان اخلاقی محمدیه و سیرت احمدیه و سنت الیه است و در احوال و وضعیه گوید که امام احمد بن حنبل پسر خود را
 می گفت ای پسر لازم گیر حدیث و محالست با آنها که نام نهاده شده اند بصوفیان چه که کثری از ایشان جاهل
 اند با حکام دینی پس هر گاه صحبت با حمزه بغدادی گیرد و شاخت احوال قوم را پسر خود را گفت که لازم گیر
 محالست این قوم را که افروزدند ایشان بر آن کثرت علم و مراقبه خشیت و زهد و علم و محبت و امام شافعی با صوفیه
 نمی نشست وی گفت که فقیه متبحر است در معرفت اصطلاح صوفیه تا آفاده کنند اینها و او را از علم چیزی
 که نزد او نیست و این امراض باطنیه و جسمیه و قلوبیه و مجتمه بین نبودند و در ضرورت بود که حضرت مجتهدین
 او و یاران از کتب تنبیه می کردند و مردم را از اتفاق که را عیب می یابند چنانکه در مسائل فقهیه کرده اند
 و عاقل نمی تواند گفت که در احمدی از آنکه صفتی از این اوصاف معاوضه دیده باشد و اگر شاذ و نادر درسی
 بوده و سوائه آن از کتاب و سنت تنبیه کرده فی الفور از آن محبت حاصل می کرد پس حاصل شد که بهر کسی
 که مرضی از امراض باطن علیه گذشت شیخ چه گوید که او را از آن و در طلب برماند و اگر در تعلیم و بلده خود نیابد بسفله

و آنکه روزی داده سلامت باطن ستار از امراض مثل مجتهدین محتاج ست برای زیادتی تکمال بسوی اهل سلوک
ابوالقاسم قشیری گوید که اول حدیث این امر ارض در او خرابی ثالثه است لقوله علیه السلام خیر القرون قرنی
ثم الذین یلوئهم ثم الذین یلوئهم پس هر که که بخیریت او رسول الله صلی الله علیه و سلم خبر داد آن رسیده است بر تکمال
و در جوهر ضمیمه می نویسد که امام شافعی و احمد آمد و رفت می داشتند و مجلس صوفیه و حاضری شدند در مجالس
او کار پس کسی پرسید که برای چه سوی همچو جمال میروید فرمودند که حاشا اینها جا اهل نیند این آن کسانی که
راس الامر نزد ایشانست و آن تقوی الله و محبت و معرفت دوست و شیخ الاسلام ذکر یا انصاری گوید که هر
فقیه که با صوفیه نه شست مثل ثانی ست بی اوام و حضرت علی خواص گوید که طالب علم بدون اجتناب از شیخ
باطون که از ذنائب نفسانی پد آر و کامل نگردد و هر که درین شک از د باید که تجربه نماید و سلوک کند بر دست
شیخ و صبر کند بر جفای وی در هر حال و صل بد آنکه علم باطن که از اعظم منجیات و سلوک و ریاضات و مجاہدات
ست فرض عین ست بر کسی که قلب سلیم منجذب بچرب الهی دارد و تعلیم علم ظاهر از استفاده این علم باطن مستغنی
نمی تواند که در چنانکه ثابت شد از اکثر علمای متقدمین و متأخرین از حقیقه مثل ابن همام و شربلانی و حیدر الدین
رملی و امثالهم و از شافعیه مثل عزالدین ابن عبدالسلام و غزالی و بیکی و سیوطی و امثالهم و از مالکیه شیخ ابوالحسن
شاوولی و خلیفه شان شیخ ابی العباس و خلیفه شان شیخ ابن عطار الله و العارث ابن ابی حمزه و غیرهم و از حنابله
مثل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی و فخر الاسلام و شیخ عبدالله انصاری و نحوهم که این حضرات کرام بعد از وفات
از علوم ظاهری اشتغال کرده اند به علوم باطنی و استفاده کرده اند از اهل آن علوم بصحبت خدمت سلوک
و حسن اعتقاد و تخلیه از زائل و تخلیه بفضائل و نشا و اند بوجوب تعلیم علم باطن اکثری از کتب معتبره مثل تحفه
المتخلج ابن حجر که در کتاب السیر آن گفته و بحسب علی من یرزق قلبا سلیمان یعلم ادویه امراض القلب قال
خطیب الشربینی من الشافعیه فی شرح الغایه تقسم الطهاره الی واجب مسنون ثم الواجب تقسم الی واجب
بدنی و قلبی فالقلبی کا حسد و عجب الراء و نحو ما و فی در اختیار و اعلم ان تعلیم علم کون فرض عین و موهبت در
باحتاج لدنیه یعنی بدان ای مخاطب که تعلیم علم فرض عین می شود بر هر کس فرض عین آن قدر علم ست که انسان
بسوی وی بهر دین خویش محتاج بود و در تعلیم علم است که بر مسلمان نسبت بر علم فرض نیست بلکه طلب علم حال

این امام زمان کمال
محمد بن همام الدین
بعلو احد استادی
متونی من مشفق
دیک است ۱۱۳
له و شربلانی و آن
حسن بن عمار است
متونی از صوفیه که از
شست و در و نیست
او بسوی شربلانی
است و آن شربلانی
بهم ۱۱۳ ساله نزد ابن
رملی او شاد صاحب
در غایت اوقات او در
نیت که از مشا
دیک است و حال
بسوی طاعت و خلایق
الاشراق ۱۱۳
است که یک روزی
داده خود قلب بستم
ایک یک با نور و در ای
امراق قلب و خلایق
خطیب می نویسد از
شافعیه در این باب
که تقسیم میشود در
بدن و قلب و روح
مستوان

و اینها را در کتاب السیر آن گفته و بحسب علی من یرزق قلبا سلیمان یعلم ادویه امراض القلب قال
خطیب الشربینی من الشافعیه فی شرح الغایه تقسم الطهاره الی واجب مسنون ثم الواجب تقسم الی واجب
بدنی و قلبی فالقلبی کا حسد و عجب الراء و نحو ما و فی در اختیار و اعلم ان تعلیم علم کون فرض عین و موهبت در
باحتاج لدنیه یعنی بدان ای مخاطب که تعلیم علم فرض عین می شود بر هر کس فرض عین آن قدر علم ست که انسان
بسوی وی بهر دین خویش محتاج بود و در تعلیم علم است که بر مسلمان نسبت بر علم فرض نیست بلکه طلب علم حال

فرض است یعنی آدمی در حالیکه واقع باشد علم آن حال استنق فرض است مثلاً بر هر که نماز و روزه فرض است
 اوراد یافت کردن مسائل نماز و روزه فرض است و اگر اهل حاصل باشد و مسائل زکوة و حج و استنق فرض
 عین است و اگر صاحب معاملات است علم بیوع فرض است باجمله انسان متخلل هر چیزی که داشته باشد علم آن
 بر فرض است تا که او در آن از ارتکاب حرام محفوظ باشد و علم واجب امنیت که از او واجب باشد و کذا فی
 الطحاوی لخصاً انتهى ترجمه و فرض کفایه و هو ازاد علیه نفع غیر یعنی تعلیم علم فرض کفایه است و آن نیست
 که بر هر کس فرض نیست بلکه تعلیم کسی در شهری کفایت می کند و فرض کفایه آن علم است که از حاجت خود را بداند
 به نفع غیر یعنی بهر تعلیم تا او بفهمد که او نشان از جاهل است که با او بیست یک عالم در هر نواحی ضرورت که علوم
 مسلمین از ضروریات دین بیاموزد و در عوام ضائع خواهند شد و باید و با و با تبحر فی الفقه و علم القلب و مراد
 از علم قلب علم اخلاق است که از انواع فضائل علمی و کیفیت تحصیل آن اقسام و رزائل و کیفیت آن معلوم شود
 در تعلیم است که همچنین فرض است علم احوال و احوال قلوب چنانچه توکل و امانیت و خوف الهی و رضا بقضاست
 زیرا که این همه در احوال واقع است و عظمت این علم بر کسی نمیست و همچنین در علم اخلاق معرفت بخل و کبر و تواضع
 و عفت و قنوت و خیر و تنگ کردن نفقه مرال و عیال و غیر اینها فرض است زیرا که بخل و فساد و وی و تقیر حرام
 است و محفوظ ماندن از این بدون علم این و صدای این ممکن نیست انتهى پس علم قلب معطوف است بر نفقه به شجر
 پس مطلب نیست که اصل علم اخلاق فرض است و اگر در آن تبحر در آن تبحر عطف کنند پس علم اخلاق مستوجب افتادنه فرض است که از فی
 غایه الاوطار شیخ الاسلام که اینها را که گوید که علم قلب علم فقهی است و بعدانی و بعدانی نه از زبان اقلام حایث شود و نه در قمار احاطه کند و نه علم
 بقابل علم ظاهر نیز نه شجر را که از درخت بی نفعی نیست و شریک لای که بد که طهارت شرعی برای این شرط
 است که تا بنده برای عبودیت اهل گردد و قیام کننده باشد بخدمت ربوبیت و این نافع نیست بی اخلاص
 و تطهیر آن از ادناس مخویه چرا که اینها آخر انداز بخاست حقیقت کائنات و الحسد و غیره و صلاح گردد
 قلب تا بدان صلاحیت گیرد و سایر جسد پس طاهر با قلب از اسوی السد قطع علائق از جمله خلائق و آنکه
 نفس طامع آنها افتاده حتی که نماید مقصودی و معبودی بجز حق نه غلبتی بجنب نه زشتی از دوزخ و صل و برین
 دلائل شرعی بر این امر که اهل تصوف آنچه تحصیل معرفت از تعلیم و طریق معنادنی کنند

این طریق شان درست است باید دانست که هر کس که در دل او بعضی اشیاء بطریق الهام یا نبی خبری
 در دل افتادن شکست شود پس آن بجهت صحت طریق عارف گفته خواهد شد و هر که را این امر گاهی معلوم نشود
 آن ابرار این ایمان باید داشت چرا که درجه معرفت بر انسان امری جلی است و برای او دلائل شرعی و تجربی و حکما
 موجود اند اما دلائل این اند که حق تعالی میفرماید و الذین جاءوا قیما لنهیمهم سبلنا یعنی ظهور حکمت از قلیت سبب
 دوام عبادت بی تعلیم بطریق کشف الهام می شود و آنحضرت فرمود که هر کس که بموجب علم خود عمل می کند الله تعالی علم
 آن اشیاء و اعنایت می کند که او را معلوم نباشد و توفیق عمل کردن میدهد تا اینکه مستحق جنت می شود و هر که
 بموجب علم عمل نمی کند و هر آنچه میداند در آن حیران می ماند و توفیق عمل داده نمی شود حتی که مستحق دوزخ می شود
 و حق تعالی میفرماید من یتق الله یجعل له مخرجاً و یرزقه من حیث یشاء لا یحسب یعنی از اشکالات و شبهات مخرج
 نصیب میشود و علم و فطانت بدون تعلیم و تجربه عنایت می گردد و فرمود یا ایها الذین آمنوا ان یتقوا الله یجعل
 لکم فرقا ما اردنا من فرقان درین آیت نورست که از میان حق و باطل فرق کند و از شبهات بدرود و ازین جهت
 آنحضرت و را عیبه خویش اکثر سوال نورانیچنین میکردند که الهی هر نوری ده و نور زیادات کن و درون دل
 و چشم و گوش من نور عنایت فرما این را بخاری و سلم بروایت ابن عباس آورده اند تا اینکه اینچنین ارشاد
 فرمودند که در شمع من و گوشت من و پوست من و خون من و استخوان من نور عنایت فرما و هرگاه از آن حضرت
 و تفسیر این آیت فمن شرح الله صدره للاسلام فعلمی نور من ربی یعنی شرح صدر پر سید و شد نارشاد فرمودند که
 غرض ازین فراخی است یعنی نور هرگاه که در دل انداخته می شود پس بهر او سینه کشاده می گردد و این را حاکم در
 مستدرک بروایت ابن مسعود آورده است و بهر حضرت ابن عباس دعا فرمود که الهی او را فهم سخن دین عتایت
 فرما و تعبیر معنی پیامور این را بخاری و سلم بروایت ابن عباس آورده اند و حضرت علی اکرم الله وجهه فرمود که مرا
 آنحضرت صلعم امری خفیه نه آموخته اند مگر که الله تعالی بنده خود را فهم کتاب الله و رحمت می فرماید و این سخن
 از تعلیم نمی آید و درین آیت که کوئی الظلمه من انوار یعنی تفسیر حکمت بقسم کتاب الله کرده اند و درین آیت فهمنا ما
 سلیمان امری که بر حضرت سلیمان یکشفت ظاهر شده بود آن را بفهم تعبیر فرمود و حضرت ابوالدرداء را میفرمودند که
 مومن آنست که او را از نور حق چیزی پس پرده نظر آید و سوگند خورده ارشادی فرمودند که این امر محقق است

سلام

نور کبریا

ادب

پیدا کرد

باساد

فصلی در

در بیان

کلمات

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

سلطان

ارشاد فرمود یا ساریه یا جلیل یعنی هرگاه که آنحضرت را آن کشف معلوم شد که دشمن بشکر اسلام برآمد آنحضرت بشکر
 اسلام نعره زد که جانب کوه شود پس رسیدن آواز دران لشکر نهایت کرامت بزرگ است و از انس بن
 مالک مروی است که روزی بخدمت حضرت عثمان بن عفان رفتم در آن راه باز نه ملاقی شدم و او را دیدم و حسن را
 به نیکوترین وجه معائنہ کردم پس هرگاه که در خدمت حضرت عثمان رضی الله عنہم شدم ارشاد فرمودند که از شما بعضی کسان
 نزد من چنین می آیند که در چشمان شان اثر زنا می باشد آیا ترا معلوم نیست که زنا می چشمه نظریه بگریستن است یا
 توبه کن و روزه سترایت خواهم داد پرسیدم که بعد آنحضرت وحی می آید فرمودند نه لیکن بصیرت و فراست صادق
 است و از حضرت ابوسعید خدری از منقول است که یک مرتبه در حرم شریف رفتم و فقیری دیدم که دو خرچه پوشیده است
 بدل گفتم که چه قسم مردمان بر مردمان گران می شوند آن فقیر مرا آواز داد و فرمود که اعمی داند آنچه در دل شماست
 از آن ترسان بماند پس من در دل استغفار کردم باز او مرا آواز داد و گفت که اعمی همان هست که توبه بندگان خویش
 قبول می نماید و این گفته از نظر من غائب شد و از ذکر این داوود روایت است که ابوالعباس بن مسروق
 به رعایات ابی الفضل اشعری گفتند این مریض صاحب عیال بودند و سامان ظاهر بی اوقات میبویج نبود پس
 هرگاه که ابوالعباس قصد برخاستن کردند در دهالیشان آمد که اللهم انی کس انکما خورش خویش خواهد کرد و همان وقت
 شیخ ابوالفضل آواز داد که خبر دار گاهی این خیال سخن جنس نکنی که الطاف پوشیده خداوندی بسیار داند و آن
 احمد نقیب روایت است که روزی در خدمت حضرت شبلی رفتم فرمودند که ای احمد خداوند تعالی با همه ابره معرفت
 داغ داده است پرسیدم که حضرت چه حال است فرمودند که این وقت نشسته بودم در دم گذشت که تو بخیلی احمد
 می گویند که عرض کردم که حضرت من بخیلی نیم پس آنحضرت تامل کرده فرمودند که بیشک تو بخیلی باز در دل قصد
 کردم که هر چه امروز خواهم یافت آن را با اول فقیر که خواهم یافت خواهم داد و بهین فکر بودم که شخصی نزد من
 پیچاه دینار گرفته آورد و گفت این او در صارت خویش خرج کن من آن را گرفته بهر الفیاس و عده برخاتم
 دیدم که فقیری نابینا از حجام حلق می کند و برویش رفتم و دینار را در ادم او جواب داد که حجام را بده گفتم که
 پیچاه دینار را بده جواب داد که آن تو گفته نشده بود که تو بخیلی حجام را بده هرگاه که حجام را دادن گفتم و گفتم که
 از وقتیکه این فقیر از من حلق می کند تا عهد کرده ام که اجرت نخواهم گرفت پس آن دینار را در دینار انداختم

گفتم که هرگز عزت شمامی کند و ارشاد ذلیل می کند و از همزه بن عبد الله روایت است که من یک مرتبه در خانه
 ابو انخیر رفتم و در دل عهد کردم که در خانه شان طعامی نخواهم خورد و هرگاه از خانه برآدم دیدم که او شان نزد
 یک طباق طعام می آرند فرمودند بگیر و بخور ایضا خانه من نیست دیگر کرات این حضرت مشهور اند چنانچه از
 ابراهیم دقوی روایت است که یکبار به زیارت او شان رفتم نماز مغرب خواندم و چنانکه باید ادا کردن توقفتند
 بدل گفتم که ناحق نزد ایشان آمدم بعد فراغ نماز بهر تنجایرون رفتم شیری مرا بریشان کرد بان آمد و از حضرت ابو انخیر
 حال بیان کردم آنحضرت شیر را از بهو نجا آورد و دادند که آیا نگفته بودم که از همان من فراحت نکنی بغیر شنیدن
 این آواز شیر علحه شدند بعد طهارت هرگاه و سپس شدم از من ارشاد فرمودند که شما ظاهر خود را در
 کردید ازین جهت از شیر ترسیدید و با باطن خود را درست کردیم ازین سبب شیر از ما می ترسد همچو این حکایات
 بسیار اند که از آنها فراست مشایخ و احوال قلوب او شان معلوم کردن و اعتقاد شان را بیان کردن یافته میشود
 بلکه شایخی که از حضرت خضر ملاقات کرده اند از او شان سوال کرده و صدای هاتف شنیده اند و اقسام دیگر
 کرات این قدر اند که حضرتشان نمی تواند شد البته بهر مگر صرف حکایات کافی نیست تا وقتی که او را از نفس او مشاهد
 نشود و کسیکه خود متکبر این کیفیت خواهد بود و جمله تفصیل را منکر خواهد بود ولیکن آن دلیل قاطع که انکارش
 کسی نتواند و او امراند.

اول عجیب و غریب خوابات صحیح که از آن حال غیب می کشاید چه که هرگاه که این ممکن شد که در خواب احوال غیب
 منکشف گردد پس در بیداری منکشف گردیدن محال نیست زیرا که فرق میان هر دو حالت صرف همین است
 که در خواب حواس ساکن می باشند و سوسه محسوسات ظاهری مشغول نمی شوند و این امر اکثر در بیداری نیز
 واقع میگردد که اگر سخنی را خوب یاد کرده باشد پس انگاه نه آگاهی شنود و نه چیزی می بیند و خیال خودی مانده
 و بگوید آن رسول مقبول صلی الله علیه و سلم است از احوال غیب و امور آئینده چنانکه از قرآن و حدیث ثابت است
 و هرگاه این امر از حضرت نبوی ثابت شد پس از غیر نبی نیز ممکن است که کسی دیگر همچنین شود که او را از مسکشفه
 حقائق امور معلوم شوند مگر کار او اصلاح خلق نباشد پس همچو کس را نبی نخواهند گفت بلکه ولی خواهند گفت
 اکنون هر کس که انبیاء را معتقد خواهد بود و تصدیق خوابات راست خواهد کرد و در باب انصاف و عترت و خون فشان

که قلب او در وانه اندکی بسوی حواس و دیگری بسوی عالم ملکوت که آن را در وانه وحی و الهام می گویند هرگاه
 این هر دو در وانه را اقرا خواهد کرد پس نمی تواند گفت که انحصار علوم صرف بتعلم و اسباب متعارف و مختصر است بلکه
 اینهم می تواند شد که در بعضی علم صرف مجاهده بود ازین بیان حقیقت آمد و شد قلب در میان عالم ظاهر و عالم ملکوت
 صاف ظاهر است لیکن این امر که در خواب انکشاف می شود و بهر انبیا و اولیا و فرشتگان در صور مختلفه
 چه معلوم می شوند اینهم از عجایب اسرار قلب است و بیان این سر او از علم مکاشفه است لهذا ما بر این قدر
 اکتفا می ورزیم چرا که ترغیب مجاهده و از دور یافتن احوال همین قدر پس است از بعضی مکاشفین منقول
 است که او شام فرمودند که مرا که انا کاتبین ظاهر شده گفتند که شما از ذکر خفی و مشاهده توحید چیزی نوشته دهید
 چرا که ما علی در شما نمی نویسیم و از نو مند این امریم که از عملی که شما تقرب الی الهی کنید او را گرفته بر آسمان
 رویم پرسیدیم که آیا شما فرائض مرا نمی نویسید گفتند که فرائض می نویسیم جواب دادم که تحریر را پس اینقدر کافی است
 ازین معلوم شد که انا کاتبین را نیز بر اسرار قلب اطلاع نمی شود و ایشان هم بر اعمال ظاهری مطلع می شوند
 و از بعضی عارفین منقول است که از ادبای مسئله شاهد یقین پرسیدیم او بر جانب چپ خود متوجه شده گفت
 که ای برادر چه می گویی باز جانب راست متوجه شده گفت باز جانب سینه گردن کشیده همین گفت بعد ازین
 بسیار عجیب و غریب جواب داد که من آنچنان گاهی نشنیده بودم باز از ایشان حال متوجه شدن پرسیدم
 پس فرمودند که هر جواب سوال شما معلوم نبود پس من از فرشته جانب چپ پرسیدم او گفت مرا معلوم نیست
 پس از فرشته راست پرسیدم که او زیاده میداند و هم لا علی بیان کرد آخر بسوی قلب دیدم و از دور یافت
 کردم او آن جواب داد که من او شما ذکر کردم پس معلوم شد که قلب از آن هر دو زیاده میداند پس این حضرت
 گویا مصداق این حدیث شریف شده اندان فی امتی محمدین من علم منهم و در حدیث قدسی است که حق تعالی
 میفرماید که هر قلبی بر بنده من مطلع می شوم و میدانم که تسک فکرمین بر و غالب است پس بسیار است او را
 منتظم می گردم و جلیس او هم کلام و انیس او می شوم ابو سلیمان دارانی می فرماید که قلب بمنزله برچی است که بر
 هر چهار جانب او در بسته اند از آنها در وانه که بر او می کشاید و در آن کاری کند غرض که ازین بیان ظاهر شد که
 از در وانه های قلب جانب ملکوت نیز در وانه ایست و از مجاهده و ورع و تقطع شهوات دنیاوی

می کشاید و ازین جهت حضرت عمر رضی الله عنه رئیس ان لشکر خویش را فرموده بود که از مطیعان کسی که از شما چیزی
گویند و رایا و ادب و چه که بر آنها امور صادق منگشفت می شوند بعضی عطا فرموده اند که بر روی حکما دست خداست
همان سخن از زبان شان بر می آید که حق تعالی بهر آیتی که می فرماید که حق تعالی بعضی شخص را
بر بعضی امر از خویش مطلع می فرماید که فی احیاء علوم الدین وصل در مرشد شرط است که عالم باشد به محتاج الیه
مریدین از تفقه و عقاید توحید بقدریکه از اله شبهات مریدین تواند کرد و در بابیت عالم باشد بحالات قلوب و ادب
آن و آفات نفوس و امراض آن و کیفیت حفظ صحت و اعتدال نفس و روت و رژیم باشد بر مسلمانان عموماً
و با مریدین خصوصاً و واضح باشد مریدان را و ناظر باشد در آنکه بصحبت اوست از مریدین که هر که قابل سلوک است
آن را سلوک کنند و برایش محتاج و تکفل بود چندانکه تواند اگر خود نتواند و اگر او را قابل این ندانند بکار خیر بگوش
راه نماید و از علامات مرشدان است که عیوب مریدین را پوشیده دارد و عالی و طی دار و در جلا احوال از
اگر سنگی و سیری و خواب و بیداری و قبض و بسط و حالت و طمی آنکه با بین افراط و تفریط باشد و قدرت ندارد
برین الاکمل جان ازین است که هر که متصف با این صفت است لائق ارشاد بات و نیز شرط است که
پیش او جمیع مآکل و مشرب برابر باشد و غنی نفس حسین الخاق بود و جلالش مخرج بحال بود و غضب
او مخرج بلطف اگر پرسی که بر شیخ در حق مرید چه واجب است و بر مرید در حق شیخ چه گویم بر شیخ چه چیز واجب
از تسلیم فی البدایت و التبلیغ فی النهایت و الحفظ فی الرعایت و بر مرید چه چیز واجب از امتثال
مرید و کتمان سرا و تخفیم قدر او اگر پرسی که ادب بر چند قسم است گویم بر سه قسم است ادب حق که مولای تست
و ادب شیخ که مربی تست و ادب علما و صالحین و این از علامات مجتاهدین است و حمل در ادب سلوک آید است
که طالب حق را استعمال چند امور ضرور است -

اول آنکه علم عقاید و تفقه ضرورت می یابد و در قول و فعل و خلق و عقیده تابع نقل باشد و آنچه مجتهد خود
اصول و فروع مقرر کرده است بران عمل نماید و مقلد را نمی رسد که قدم از تبعیت مجتهد بیرون نهد که بجا
و این در همین طریق است و عقل اگر در فرق ضالّه خصوصاً معتزله و شیعه تبعیت عقل در ضلالت گویند این
دو هم آنکه امر معروف و نهی منکر را امکان نماید و این ثمرات و برکات بسیار دارد که نام مرکب این

کار خیر در احادیث مفتاح الخیر است -

سوم آنکه در عیوب خود چنان مشغول باش که نگاه او بعیوب مسلمانان دیند از نیستی دور
چون خدا خواهد که پوشش عیب کس کم زند و عیب معیوبان نفس چون خدا خواهد که پرده کس در
میلش اندر طعنه پاگان برد -

چهارم آنکه خود را خوار و حقیر بنماید و بر احدی تفوق ننماید بلکه هر کس را از خود بهتر داند که تواضع همین است
من تواضع لله رفعة الله است از آن بر ملائک شرف داشتند که خود را با از سگ بنده داشتند
پنجم آنکه راستی در کار و درستی در گفتار لازم دارد که نجات دارین وابسته باین صفت است از همین
صفت طالبان حق بحق رسیده اند -

ششم آنکه تابع سخن حق باشد اگر کسی سخن حق گوید منت او شمارد و سخن او را بلای و سقیزه نراند که
این کار مردان نیست مرد باید که گیرد اندر گوش و نر بسته است پند برد یوار
و از بخش و دلگیری حذر نماید که این خاصیت مردم انصاف است و بی انصافی مناسب حال طالبان حق نیست
نهیست گوش کن جانان که از جان تو میزند جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

هفتم آنکه هیچ دوست نباشد که این صفت ضرر سخت دارد نفس از بس حیا و عیوب
کن ذلیل نفس هونا لاتسد -

هشتم آنکه در تحسین بر کمال باشد و در تحسین او بر خیال خود و خیال مردم نرود که معرفت اولیا مشکل است
اکثر طالبان حق در آن عاجز اند تا طالب تعلیم آئی نشود و اولیا را شناسد که اولیائی تحت قبائی لایق هم
سوائی بر کمال آن را گویند که جامع اصدا باشد یعنی شریعت با حقیقت و همه اوست با همه از دست
جمع نماید و در ظاهر و باطن تابع مجتهدان بود و در هیچ امری مخالف امر ایشان نباشد و اسکار ایشان نه نماید
که کل حقیقت ردت لها الشریعة فی زندگیته -

نهم آنکه قیاس خود بر بزرگان ننماید و ایشان را در امور دین و دنیا همچو خود نداند و مشغولی
کار پاگان را قیاس از خود نگیرد گرچه اندر نوشین شیخ رشید گفت اینک ما بشر ایشان بشیر

ما و ایشان بسته نخواهیم خود جمله عالم زین سبب گمراه شد کم کسی از ابدا ل حق آگاه شد
 و حسن ظن در حق اولیا دارد که حسن ظن پایه از معراج وصال است و سرای ترقی از باب حال -
 و هم آنکه خدمت نقر او مساکین و غربا بصمیم دل نمایم خصوصا خدمت اهل دل که ترقی درجات و خدمت ایشان
 نزد حق اے کو دکن ناپسند که مردان ز خدمت بجائی رند الا اگر طلبکار اهل دل
 ز خدمت کن یک نان غافل خورش و کینشک و کبک حمام که روزیت افتد بهائے بدام
 یا ز دم آنکه چون سیر کامل حاصل شد خود را تسلیم او نماید ششوی چون گرفتاری پیرین تسلیم شو
 همچو موسی پیش حکم خضرو و در خدمت او با ادب و در همه حال مؤدب باشد که ادب سبب
 حصول مرادات ایزد است ادب با صیفت از لطف الهی بنه بر سر بر و هر جا که خواهی
 مشنوی از خدا جوئیم توفیق ادب بی ادب محروم اند از فضل رب
 بی ادب تنها ز خود را داشت بد بلکه آتش در همه آفاق زد و زبان را بجنود و سنگا هار و
 و با او از باب گفت گونه در آید که از ادب دور است یار چشم تست اسی مرد شکار
 از خص و خاشاک آن پاک دار بین بجا رو ببان گردی کن چشم را از خص رده آوردی کن
 تا بپوشد چشم خود را از دست دم فرو خوردن بایه هر دست و در وصول بخدا ای تعالی
 جلدی نکند و صبر بشیوه خود کند و ملول نشود که لصیر فتل الفج طلبکار بایه صبر و جمول
 که نشنیده ام کیمیا گر ملول وصول حق از حق است بچسب بخدا جبر خدا میرساند این قدر است
 که از بهت پیر و صدق مرید عنایت حق می شود و از عنایت حق طالب حق میرسد که کار بعنایت بانی بهانه
 این همه گفتیم یک اندر هیچ بی عنایات خدا هیچ بی عنایات حق و خاصان حق
 اگر ملک باشد سیاهستش زرق با جلد در جمیع امور و با حفظ مرضی او گوشت و در حفظ این کار حق الامکان
 سعی جیل بکار برد که شمر برکات بسیار و شتمل خیرات بی شمار است -

و و از دهم آنکه از یاران نا جنس محترز بود و کسانیکه در قول و فعل و اخلاق و عقاید حق نبوده و بی انصافی
 و الحاد و انکار ملازم حال ایشان باشد صحبت چنین مردم را هلاکت از هر قاتل اند و از ملازمت

ایشان خدایا حافظه نخست و غفلت پیری و تنه است که از صاحب با فضل حذر کنید
 سیزدهم آنکه جمای صحبت نیک باشد و صحبت مردم نیک ایام عمر صرف نماید که صحبت نیک را
 در طبایع تاثیر تمام است هر چه درین عالم است از اثر صحبت ورنه کجا یافتی بیدیهای نبات
 اگر صحبت صوفیه و رجال الله میسر شود غنیمت داند یک زنانه صحبت با اولیا
 بهتر از صد سال بودن در رتقا-

چهاردهم آنکه آنگاه که متوجع الی الله باشد و در اظهار سکنه افتقار و عجز و انکسار بجناب کبریا بپردازد
 و در همه احوال زبان گدیده ای خدا کترین گدای توام چشم برخوان کبریا توام
 می رسم بر در تو هر روزه شیئا الله زنان بدریوزه-

پانزدهم خاموشی را در همه احوال ملازم بوده از خدمت مرشد نعمت اذکار و اشتغال با فتنه زبان و
 دل و روح و مشغول یاد حق باشد تا نهایت مقاصد که وان الی ربک المنتهی است رسید و شب در روز
 در حضور حق بوده مقرب بساط قرب عنایت فی مقصد صدق عند لیک مقتدر گردد که وصال الهی عبارت
 از همین مقام است اللهم ارزقنا هذا المقام بصدق حبیک علیه الصلوات و السلام بر جنتک یا ارحم الراحمین بکرک
 یا اکریم الاکرمین اکنون ختم کلام می سازم بر این چند اشعار که از شنوی شریف برجیده ام و بطور مناجات
 و عرض حاجت در بارگاه حضرت احدیت پیش می کنم امید که او تعالی شانه بر پیچی و ناکسی من به بخشاید
 و بیک نگاه لطف مرشدی مرا از من و ما و اربابان-

مناجات

بسم الله الرحمن الرحیم

ای خدا از فضل تو حاجت روا	با تو یاد هیچ کس نبود روا
هیچ قلبی پیش تو مردود نیست	ز آنکه قصدت از خریدن سود نیست
گفت پیغمبر که حق فرموده است	قصد من از خلق احسان بوده است

من نکردم امر تا سودے کنم
 صد هزاران می چشانی هوش را
 در شکست پاسبان بخشش پری
 چون شکسته دل شده از حال خویش
 تلخ تر از فرقت تو پیچ نیست
 از سراق هجر سبک گوی سخن
 رحم کن بر من که رفته تو پدید
 صد هزاران مرگ تلخ لای خور و
 تلخی هجر از ذکر و از انما
 بر امید وصل تو مردن خوش است
 حرص اندر عشق تو فرست مجاه
 تو چو جانے ما مثال نیست و پا
 تو چو عفت ما مثال این زبان
 ای برون از و هم و قال و قیل من
 دستگیر از دست ما را بخر
 این دعا هم بخشش تعلیم است
 لذت هستی نمودی نیست را
 لذت انعام خود را و امگیر
 سنگر اندر ما کن در مانظر
 این طلب در ما هم از ایجا و است
 چون غنایات بود با ما مقیم

بلکه تا بر بندگان خود دے کنم
 که خبر نبود و چشم و گوش را
 هم ز غم چاه بختانی دری
 جاس بر شکستگان دیدی ز پیش
 بی پناست غیر پیاپی سچ نیست
 هر چه خواهی کن ولیکن این کن
 فرقت تلخ تو چون خواب کشید
 نیست مانند فراق روسی تو
 و در دارای مجربان را مستغاث
 تلخی هجر تو فوق آتش است
 حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ
 قبض و بسط دست از جان شد روا
 این زبان از عقل دارد این بیان
 خاک بر فرق من و تشیل من
 پرده را بردار و پرده ما بدر
 ورنه در گلن گلستان از چه است
 عاشق خود کرده بودی نیست را
 نقل و باد و جام خود را و امگیر
 اندر اکرام و سخاے خود دیگر
 رستن از بیدار یارب و دوست
 که بود نیکی از ان و تویم

گر سہر ہوے من گرد زبان شکر ہائے تو نیاید در بیان
 یا غیاث استغیثین اہدنا لا افتخاراً بالعلوم والغنا
 لا تنزع قلبا ہدیت بالکرم واصرف السور الذی خط القلم

یعنی اے فریادرس فریاد کنندگان بنما راہ راست مایان را ونسبت افتخار بالعلوم وغناے دنیا ۱۲ گراہ گردان
 ولی را کہ براہ راست بیایدی بکرم خود برگردان بدی را کہ نوشتہ اورا قلم ۱۲

تقریظ حکیدہ خامہ عنبرین شامہ شمع شبستان حیدری و نقیستان انوری
مولوی محمد تقی حید صاحب المہدی علی الاکبر خلف الشیخ حضرت مصنف

بر اللہ الرحمن الرحیم

آویزہ محبت و گوشوارہ منقبت آن عروس خلوت ساز و محبوب جلوہ لوار اسرکہ تقاضای حسن الی
از چہ وحدت بیہیزم کثرت انا البرق گویان ل از دلداران و جان از جان نثاران بر دہائی بر دہ ہاشامی
بحال لایزال غولیش از غولیش بخولیش در غولیش پر واختہ خلق را بنگان انداختہ و جان را حیران ساختہ
ای حسن تو کردہ جلوہ ہا در پردہ صد عاشق و معشوق پیدا کردہ از حسن تو لیسے دل بچون بود
و رشوق تو دامن غم حذر اخورده محبوبی کہ طائر قیاس براوج جمالش نیر و سیاح خرو بکنہہ جمالش پی
نیر و جیبہ کہ با تقضائے کنت کنز اخفیافا صحبت ان اعرف ملا طم قلزم محبتش امواج آفرینش را بچینش
در آورد و چار بار از ارشود را سر گرم بگاہ کوہر وجود خود کرد و دہ چہ کسے خوش گفتہ نے بلکہ در گفتہ
یار من با کمال رعنائی خود تماشا و خود تماشا شانی شہ چو جب نظارہ و دمنگیر
گشت مطلق بام قید اسیر از تقاضائے حب جلوہ گری آمد اندر حصار شیشہ پری
ذاتی کہ بے شائبہ تعینات ہم حامد و ہم محمود بے وابستہ کثرات خود ساجد و خود سجد بے جہتہ کہ بہر جہت
بحقیقت موجود و حقیقت ہر موجودے در بر تو نور وجودش نابود و در عین نابودگی نابود نہیے نابودگی کہ
بود آورد و نہیے بودگی کہ با بر و عجب بودگی کہ نابود گردانید و عجب نابودگی کہ بود آورد بے نشانے کہ ہزار
بے نشانے عیان و عیانے کہ بصدد عیانے پنهان عجب ظہور کہ عین حجاب و عجب حجاب کہ عین ظہور یا ہر
بے ہر یا ہر از عاریت بندہ نازی بی ہر از کمال نیازی ای ہر بے ہر یا ہر یا ہر تہا و بے تہا ہر

با همه مراتب وجود و بهر وجود موجود و با جمیع جهات بود از هر دریچه صورت جمال خویش نمود و ازل پرده است
 از جلوه نخستین آتش و باطنیست از لایقهای مباح صفاتش - عالم اجمال خلوت که شاه کمال اوست
 و عالم تفصیل جلوت که ظهور جمال او بهر چه توان دیدن بوی رسیدن و با هر که توان بودن بوی توان نمودن
 در کون مکان نیست عیان چیزیک نور ظاهر شده آن نور با نوع ظهور حق نور و تنوع ظهورش عالم
 تو حید بین ست و گروهم غرور گرچه را فکر بخود رفت پنداشتند که راهی رفتند و قوی را انداخته بخود رسید
 گمان بردند که رسیدند چون هر دو را پرسیدند یقین شد که نرسیدند اندر دو فکر بجای نرسید
 کاخ از من و فکر نشان نیست پدید من کیستم و راه تو و فکر کیا حقا که خیالیست درین گفت و شنید
 جبل جلاله عظم فاعلم ای برتر از خیال قیاس و گمان و هم وز هر چه دیده ایم و شنیدیم نخواهد ایم
 و فترت گشت بی پایان سید عمر ما همچنان در اول مصطفی تو مانده ایم و ریاضین درود و شارب را گاه لا اله الا الله
 پایگاه حضرت سلطان اقلیم وجود و برهان اهل شهود علیهم السلام و یوان جمیع دانیان و انای اسرار فطرت علم الاولین
 و آخرین هر نیمه و زکنت نبیاد آدم بین الماد و اقلین سلطان یقین بگمان خلوت نشین بی نشان قهر احد
 مقدس صمدیت شهباز فضای مشرقین و مغربین چاه نشین قارب قوسین شمس حضرت الوهیت لوحه نشین
 عبودیت منظر جامع حدوث و قدم سرور و لاد آدم موجود اولین بحر شوق نقطه آخرین در وجود خداوند بنده اگر انی لا
 و بنده خداوند ساری عرفا که مقدم او حجبده که خاکیان فرش بهش شهر افلاکیان
 شهریار شهرستان حدوث و قدم شمس اعرصات وجود و عدم احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم که از ابلیس
 رنگ انا احمد بلاسیم گل حدیث رونق چمن و احادیث و بالا اگر داند و از پیشتر سی هزار اول ماخلق الله نور خلیل
 حقیقت اعیان ثابت باغ وجود بهر خورداری جاوید رسانیده صبح ازل پر تو با گوش هستی تنگی کشای و شام
 سایه زلف محشر سلسله آرای و صلی الله علیه و سلم نور کز و شد نور با پیدا زمین از بوساکن فلک عشق و شوق
 از دور بر تنه نفع و زود بر تنه شوق از دور بر زبان کریم زود بر سر سوا چشم بزمینش اگر از غلظت خوانند
 و درین عجب پیش اگر دلیل انبیا اما بعد با لکان طریقت طوبی و طالبان حقیقت بشری که آیند و ن
 کتاب مستطاب الاحباب مفید شیخ و شاب یعنی القول الموجب فی تحقیق من عرفت نفسه و عرفت بهر چه که خاوندان

امام عالمیان امام آدمیان موثق امور جبروتیه مدق و قاطع لایوتیه و صاف حقائق کشف قاطع پرده برانداز
 اسرار غیبی چهره کشای صور لایسی مقتدر اهل طریقت رهنمای ارباب حقیقت خلوت گزین سراسر
 قدس صدر نشین بزم انس ناطق حقائق امام خلائق سر دفتر دیوان توحید سر حلقه ارباب تفریق ثانی شیخ اکبر
 حضرت مولانا حافظ شاه علی انوار قلندر روح الله روح الاطهر که موافقت بیانش، موز کلام آئین موارذ حق
 زبانش اسرار باطنی جوهر آب گلشن صفائی گوهر نور و فروغ شمع دلش لمعات شعله تجلی طور
 شکوہش را مکاسنے لامکاسنے علویش را انشائے بانشائے تبصیح صحیح و تنقیح نقیح حضرت قدر
 قدرت خداوند نعمت قطب سپهر تکلیف مرکز جمیع شرع مبین گوهر تراج طریقت اخراج حقیقت مشرق آفتاب
 صباحت محشر شور و ملاحت عروج نشانه محبت الهی ظهور محبوبیت جناب سالت پناهی موسی طور عرفان
 آئینه دار جلوه جانان مراتب جمال خالق اکبر حضرت مولانا شاه محمد حبیب حیدر قلندر که چشم ارباب بصیرت را
 از گرد راهش آرزوئی کل الجواهر رسیدن دول صاحب خبرت را از بهار نگاهش تناسل سبز نیخته چیدن
 زبانش بسوز سرائی اسرار تنزیه و راز و بیانش به نغمه حقائق تشبیهیم آواز تجلی های طورش شمع محفل
 بود پروانه اش شش تپایی دل بمشاطگی زیبائی کار پردازان مطیع آسی هر هفت شد چون نعره وس
 حجله وحدت بمنصه ظهور کثرت جلوه اگر دیده میل رفع انتظار بیدار منتظران کشیده سبحان الله چه چیز با
 تکامیل خودی ربای خدا نامی که اوصاف رنگینی مضامینش احاطه از قلم نگرس سیاهی از دوات
 لاله باید شجرت از رنگ گل و صیر از او از بلبل شاید از رشک معاینه نقطه آیشی سیارگان در رؤسا حق از مشاهده
 رنگینی و نزاکت معاینش مه و آفتاب در رنگ با حق الفاظ فروغ غایش کامثال اللؤلؤ المکنون و عبارات
 متینش قصو یطون علیهم ولدان نخله و نهر سطرش تلفت مشغول سر پایا از هر نقطه اش نقطه داغ
 دل عاشقانه بر انداز معانی آبدارش جمله نشین خلوت نگاه و جدت الفاظ تابدارش رونق افروز جلوه نگاه
 کثرت مضامین پاکیزه پرده کشای شاد تنزیه و بیانات زیبا حقیقت نامی مجاز و تشبیه آئینه مصفا
 بنجود و حیرت و مرآت زیبا خدا شناسی و معرفت صفی صغیر و کوش تجلی طور لفظ لفظ رشک طر حور تفسیر
 کلام آئین تزیین حدیث حضرت رسالت پناهی شمع شب افروز کاشانه توحید مهر نیر و سحر تفریح و تکرار

در کثرت جلوه نماے کثرت در وحدت بت شکن پندار مستی طلسم کشای معنی نیستی پرده بر انداز سر پرده
 اناطی سرکے تفسیح زفر منہ حقیقت انی نالند گوی ساغر ہوش رباعی با اعظم شائے جام جهان نما
 من رانی مستی باوہ لیس فی جیتی سوا بند بیوشی شراب عشق ہوا بند ہوش بے محو در محو خرد و فزائے محو و صحو
 عروج معراج جمع الجمع نزول مقام فرق بعد الجمع آئینہ دار شاہ وجود پرده کشای محبوب شہ و ہنای سالکان
 مجذب جلوه آرای جمال محبوب سے حرف حرف شنیدنی دارد سر ہر نکستہ رویدنی دارد
 سطر سطر ست شاہ مستور لہذا سر راح حق ازو بظہور یارب فیوض و برکات این نشو و نما شریفہ
 فروغ بخش قلوب اولی اللباب با دالون و لصاد فقط نگاشته احقر تقی حیدر

تقریظ چکیدہ خانہ مشکین ختامہ نور حدیقہ حیدری نور حدیقہ انوری حافظ محمد
 علی حید صاحب المد اللہ تعالیٰ عن حیات الشہر و نظم خلعت حضرت مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لے نام تو سر زہر جاننا لال ست بحمد تو ز باہنا
 از اہل حسد و کمال ادراک در کنہ تو هست ما عرفناک
 گل گل ستایشماے نیار آگین تبار بارگاہ بستان کارگاہ حضرت احدیت سے است کلا زین پنجودی بجانب دی
 را برداشتہ و چمن چین نیایشی خلوص آئین پیشکش در گاہ ارم پناہ جناب احدیتی کہ الان کماکان ست با وجود
 آن نظارہ جمال جلال خود آراستہ و بلبل چستان محبت نوا سنج منقبت حضرت سر و گلستان رسالتی ست
 کہ بر لب جبار نبوت صہل شاخسار ولایت ست و سلطان ارشاد و ہدایت و بصدق آیت کریمہ ما کان محمد
 الا احد من جاہلکم خاتم نبوت سے حق پورا و اود تشریف وجود جملہ عالم بہر او پیدا نمود
 است در ایجاد اول از ہمہ درہ ارشاد فضل از ہمہ اما بعد این مرقعہ فی نظیر و شفقہ
 دلیلیہ کتابیت پیر از معرفت یا ساغر لبت لبریز از شراب وحدت سر نہ چشم مست عارفان و ملحد شمع برام

کاملان جام جهان نما سے حقیقت انسانی و آئینہ مجلا سے اسرار خدا وانی مجموعہ معارف و تحقیق و کلدستہ
 کلمہ سے وقائق صورت زیبائے شاہد ہستی و سراپای دلدادہ فنا و نیستی و عین تشبیہات لفظی ترویجی بقول
 الموجب فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه کہ ہر نفطش مروارید ناسفتہ است ہر سطرش گویا گوہر ہامی بی ہوا
 ہمدگر سفتہ۔ دائرہ حریفش دو ابرسلوک ساکنان و سیاہی نقطہ اش سویلے دل عارفان۔ ہر صفحہ اش تفسیر
 روشن از کلام پروردگار و ہر ورقش دفتریت معرفت کردگار از تفسیف شریف و الیف لطیف شمع شمعستان
 معانی و گوہر معدن نمک وانی ہر سپر ولایت قطب الہدایت تاج علمائے کالین سراج اولیائے عارفین
 آئینہ جمال خالق اکبر مولانا مولوی حافظ شاہ علی لودھی نور اللہ نقادہ انوار الالفاظ تصحیح کافی و توضیح شافی
 و تلخیص وافی حضرت سرپا برکت بہار باغ شادانی گل گلزار کاظمی و تریابی جامع علوم عقلی و نقلی ہر فنون صوری
 و معنوی مرشدی و سیدی مولائی و استادی انونا المعظم و الموقر مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قاند مرتب اسد
 بطول بقائے نور قلوب الخالصین بنور لقائے بفرمایش مقبول بارگاہ محمد مولوی امیر احمد حفظہ اللہ تعالیٰ عن شہر
 حاسد اذ احسد ملج گشتہ مطبع خواص و عام گردید۔ الحق کتابیت لاجواب عجیب العجائب تاوید و ناشنید
 کہ نگینی مضامینش رنگ بوی چمنستان احصیت اردو علوی سحائش باللاتر از تمام احصیت یارپ
 این چمن آرای وحدت نظر افروز خدا پرستان و این خامہ فرسای خامہ عاجز بیان کترین کتر علی حیدر نشینی
 این نشر تہیدی و نظم تاریخی مقبول اہل لان باد بخت النون و لصاد۔

اشعار تاریخی

از تصانیف رئیس العارفین	شاہ انور صاحب فیض مبین
ہست این قول الموجہ لاجواب	گشتہ کز وی عارفان رافت یاب
من چہ گویم وصف آن عالیجناب	نیست پیغمبر سے وار و کتاب
گشتہ تصحیح کتاب بے نظیر	از حبیب حیدر روشن ضمیر
از برائے یادگار سالکان	گو۔ خزینہ نور عرفان۔ سال آن

تاریخ طبع از تنج طبع گهر بارشاعر شیرین گفتار مولوی محمد عاصم صاحب سلسله السلاطین

بصد رتبی نظم ذات حق	زهی خود شناس آن شه حق شناس
فیضش چه دلکش چو جذبات حق	قلندرنش مرشد جزو کل
بجانش هزاران تحیات حق	علی انور شاه غیب و شهود
که بنمود روی کرامات حق	سرای مصفا کتا بے نوشت
عیان کنز بخش نور آیات حق	شهنشاه ملک معانی حبیب
چو بے خودش ساخت مرآت حق	بجلی نمودش چو لوح جمال
که ساقی ستان ز خرابات حق	زهی مست چشمست و بهشیار دل
که مملو است جاستن ز رشحات حق	نہے ساقی جانفزا لکد شا
فنا ساز هستی با ثبات حق	نہے جام کا مد بشکل کتاب
چو منصور شد دست نجات حق	شرابے که نوشید هر کس ازان
ہدایت کن آمد بشکوات حق	کتا بے ست الحق کہ لاریب قیمہ
نگر سوے چشم عنایات حق	عبث قیس منکرست تاریخ را
کہ چون خویش را یافت مرآت حق	کتا بی ست انسان کامل شال
کہ آمد چہ آئینہ ذات حق	جمال حق از خود بخود دید و گفت

ایضا تقریظ منظومہ شعر ماوہ کہ تاریخ

خود شناسی را ہدایت می کند	بشنو از نے چون حکایت می کند
حق مطلق را برون از خود مجو	لے کہ از بہر حق در جستجو
بلکہ تو جانی و او جانان است	تو تن خاکی و جانان جان تست

لیک کس ادید جان دستور نیست	تن جان ز تن مستور نیست
مرآت الوار ربانی شوی	چون بخود در خویش تن فانی شوی
تا شناسی ذات پاک لب ناس	ای عزیز جان و تن خود را شناس
از سیم اسم کی باشد جدا	تو نبی جز مظهر اسم خدا
بمجنین ای جان جان حق عین تست	بس که در ذات تو شور و شین تست
زخت بیرون کن ازین ملک دلی	هم گل هم رنگ هم بولیش توئی
مست گویان بهین ستر خدا	ثم وجب اسد تو لوا اینما
می نباشد جز زخت شوی و گر	پیش تو اندر صلوة ای باخبر
فقد این آنکس که او ادراک است	پس همین شوی تو و سب پاک است
یعنی بی ویت عین شوی کبریاست	هر طریقی می شوی خداست
نه وجود تو جدا از اسم تو	نیست شوی تو جدا از اسم تو
خود شناسی کن همین بس عاست	پس همه ذات تو ذات کبریاست
فهم کن واسد علم بالصواب	خود شناسی کن حق خود را بیاب
من نیم جز موج دریای قدم	کیست بی آنکس که گوید مبدم
من نیم با سدیاران من نیم	سر سرم جان جانم تن نیم
آنکه خود را دید و گشته حق شناس	آنکه آمد حق شناسی را اساس
آنکه خود را یافت با حق رسید	آنکه حق را دید و از خود وار رسید
در تنزل صورت درویش شد	آنکه با حق بخود و بیخویش شد
سر بیخویشی و جان ناگهی ست	آنکه رخش از دم روح الهی ست
از جانش عاشقان احوالاست	آنکه عشقش قدسیان احوالاست
طور مست و حشر موسی صاعقا	آنکه از نورش تن و هم دیده ما

آنکه عیسی را حیات تازه ایست
 آنکه ذاتش مرجع روحانیان
 آنکه بے نام و نشانی شان اوست
 نام بے نام و نشان گفتن چه بود
 گفتگو بیگانه این ماجراست
 شاه انور بحر نورد و لمن
 مصطفیٰ مصطفیٰ و مرتضیٰ
 هر زمان از خالق و از کائنات
 یعنی آن نور جمال کردگار
 گرچه این مضمون نیاید در بیان
 برنگنج آنکه در هر هم خیال
 چون سیجا مرده بارانده کرد
 الحق این الفاظ و معنی نیستند
 کس معارف را دهد در جان کس
 معنی و الفاظ بیجان نیست آن
 جلوه حق است این از خلق نیست
 حق چنان که انسان و حیوان خلق کرد
 آنچنان که داد عارف را وجود
 اینک آن شخص معانی آمده
 آنکه جانها را بحیاتان زنده کرد
 آب خور و از چشمه فیض نبی

کوس اعجازش بلند آوازه ایست
 آنکه عرفانش ره عرفانیان
 هم همه نام و نشان از آن اوست
 نام را شد لیک از او نام و نمود
 بر لب من مرشد و در دل خداست
 یک ظهور چار یار و یختن
 مرتضیٰ و مرتضیٰ و مصطفیٰ
 بر وانش صد سلام و صد صلوات
 کرده این معنی بصورت آشکار
 لیک اینجا شد ظهور کن فکان
 کرد انشا در کتابی بے مثال
 آن مسیح این نسخ را پاینده کرد
 در تعیینها فیوض مطلق اند
 او نمود اندر کتابی محبتش
 هست از فیضش در روح و روان
 این کتاب از مرد صاحب لقی نیست
 این کتاب بے صاحب جان خلق کرد
 این کتاب پاک را کامل نمود
 اخذ فیضی را به برز شاه ما
 یک نگاهش صد هزاران زنده کرد
 گشته جان پاک هر شیخ و صبی

شاہ تسلیم وجود کائنات	فانیان را چشمہ آب حیات
نشہ ریز اندر شراب عاشقان	الحق الحق منہج باب عاشقان
بخت سیداران عالم نصیب	مرجع و واسلے جان شاہ حبیب
شاد باش ای عشق خوش سودا می	لے طیب جملہ علتہا می
لے دو لے نخت و ناموس	لے تو افلاطون و جالینوس
ذره ہا نور عسلے نور از رخس	خانہ ہا عشق معور از رخس
بے حجاب آید بخت گاہ جان	و خروش آرد مکان لامکان
فیض اوشد جان پاک این کتاب	تا شود ہر طالب لے راستیاب
رفتہ این شیرین بدوق اہل فن	کو کہن سان شد جہانی تشنہ زن
چون بازار جہان بازان رسید	یوسف آسا ہر زلیخا دل خرید
جلوہ گرد کسوت لیلی شدہ	قیس را خوش دلیر زیب شدہ

برزبان قیس اندرستے ست

سال طبعش فانیان اے ستے ست

۱۳۲۹

تقریر قلمزدہ کلک گہر سلک شاہ شیرین بین
فصیح اللسان مولوی محمد عالم صاحب سلمہ اند الوہب

مژدہ لے سیکشان بزم الست	مژدہ لے سرخوشان بادہ پرست
مژدہ لے بیخودان عشق خدا	مژدہ لے عارفان راہ ہدی
مژدہ لے بندگان پیر مغان	مژدہ لے فارغان زہر و جہان
باز دروور ہست جام طور	باز در جوش ہست بحر نور
باز می وقت می پرستان ست	باز ہر گوشہ رشک بستان ست

مست این جام نوشیدن باید
 ده چه جام و صراحی ست و سیو
 ده چه ساتی ست پای تا سوز
 هر که رویش بر پیشد بهوش
 هر که حرفی شنید از لب او
 هر که در قدرتش زبان بگشود
 هر که دارد او را دشمن در دل
 اوست خود جلوه گر به صورت
 حبه اقول حضرت عطار
 چشم بکش که جلوه دلا
 خود شمر اکبر است شاه تقی
 خود شمر کاظم است و شاه مجا
 نور عینین شبر و شبیر
 بے شمیه و نظیر و پیوستی
 یس ششی گمشده ابد
 مرشدی سیدی و مولائی
 حضرت حافظ علی انور
 یعنی آن شاه مانود رقم
 معنی من عرف بیان من بود
 اندرین دور آن کتاب عجیب
 شاه فرمان رسل ملک بود

بے خبر دل ز ما و من باید
 و حده لا آله الا هو
 نگش باد در یز قرح و سرور
 هر که او را شناخت شد خاموش
 رسته او از قیود این من و تو
 حق برو امر کن فکان بگشود
 هر دم او را حیات نو جاهل
 یعنی او راست است انجمن خلوت
 محرم سترای زلف و غفار
 تجلی است از در و دیوار
 شاه چید بر شمر ترا بی علی
 غوث اعظم شمع شمع و سورا
 در گنجینه جناب امیر
 مظهر ذات پاک لم یزل
 کان فی الدهر و جسد احد
 مقصدی ربیع و ما وائی
 فتدس السره لاطهر
 ریز تو حید از حد و ثاقم
 رازهای نهان عیان من بود
 طبع شد از فیوض شاه حبیب
 صدر آراسه بزمگاه شهود

خسر و کشور زمین و زمان شاہ تسلیم لامکان و مکان
آفتاب سپر شد و ہدی دل ہرزہ زو ست شمس ضحی
الغرض طبع شد کتاب منیر مردم دیدہ بصفتی و کبیر
ہر تار و نخ آن چہ در سفتہم کنز اسرار معرفت گہنہم

تقریظ رقمزدہ خامہ چاد و طراز سخن گار متکی ریکہ سخنوری ہر سپہ
بزم سخن بنی جناب منشی نور الدین احمد صاحب المختلص کیفی کا کوردی

بلا شہم اللہ احسن التسمی

چاہیے فہم ازل بہر حصول معرفت معرفت اپنی ہی بس اصل اصول معرفت

الہدایۃ جناب مستطاب عرفان آب و آفتاب اسرار طریقت ماہر رموز حقیقت ارکیر آرای صد معرفت برگزیدہ
بارگاہ خالق اکبر حضرت مولانا ماحظ شاہ علی نور قلندر قدس سرہ نے عجیب کتاب لاجواب طریق معرفت
باری تعالیٰ عز و جہ میں تصنیف فرمائی ہے کہ جس نے خدا کی کاسیدھا اور صاف راستہ بتا دیا ہے اپنی آپ ہی
میں سب کچھ دکھا دیا ہے یہ ایسے راز سرستہ تھے جو سینہ بسینہ چلا آتے تھے جاننے والے ہر ایک کو کم
بتاتے تھے لیکن یہ کتاب اپنی خوبیوں میں انتخاب سبق آموز اسرار میں عروت نفسہ فقہ عروج بہر طالب کے
فہم رسا و صدق طلب کی ضرورت ہو اگر تائید ازل بھی تائید فرمائے تو بیشک ٹھونڈھنے والا جلد منزل
مقصود تک بے تکلف پہنچ جائے۔ ہر چیز حضرت حافظ صاحب قدس سرہ الغیر کے بہت تصانیف حقائق
اور سلوک وغیرہ میں عمدہ سے عمدہ موجود ہیں اور اکثر ان میں سے استفادہ طالبین و شائقین طبع ہو کر شائع بھی
ہو چکی ہیں۔ مگر یہ کتاب اپنے انداز خوبی میں ایک جدا رنگ مضمون دکھاتی ہے۔ جس کے مطالعہ سے عرب
معرفت کی صورت اصلی آئینہ کو دلین صاف نظر آتی ہے اور الحق تصنیف بے نظیر اپنی آپ ہی نظیر ہو سکا
معرفت کی ہر ہر تصویر ہر طرفہ انتظام ہے عجیب اور کلام ہے حضرت مصنف کے عرفان اتم اور قادر الکلامی کا

ثبوت لاکلام ہو حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر صاحب قلند خلف الرشید اور خلیفہ مسیح حضرت مصنف
قدس سرہ نے اسکی تصحیح فرمائی ہے اس کے بعد بصرف زر کشمیر غریبی منشی امیر احمد صاحب سلمہ الدواہب طبع
کی لوبت آئی ہے دیکھنے والے دیکھیں اور اس کے برکات سے فائدہ اٹھائیں جسکو ڈھونڈتے ہیں اسکو
آپ ہی میں پائیں ۵ بیچ کی بات یہ فراموشی ہو خود شناسی خدا شناسی ہو
کترین سراپا حزمین عاصی پرمعاصی نور الدین احمد علوی کیفی کا کوروی کج مع بیان ننگ شاعران نے
اس کتاب لاجواب کے واسطے چند مادہ ہائے تاریخ عرض کیے ہیں۔ اگر قبول ہوں نہ نصیب۔

تاریخ

شاہ انور تمھارا کیا کہنا کوئی عارف نہیں تمھارے مثل
تمھے لکھی ہے بے مثال کتاب کوئی پیدا کرے کہاں سے مثل
جسکے مفتاح معرفت جملے نہیں کوئی کتاب اس کے مثل

سنہ ہجری و عیسوی کیفی

لکھ مفتاح معرفت سے مثل ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۰ء

دیگر

ہماری حضرت نے خوب لکھی کتاب اصل خدا شناسی
کسی نے پہلے نہیں سنی تھی کیسی تصنیف اس صفت کی
لی ہے تاریخ ایسی کیفی کہ ایک ہجری ہو ایک فصلی
کلیہ سرار گنج مخفی۔ کتاب اسٹین منہ معرفت کی
۱۳۲۹ھ ۱۹۱۰ء

دیگر

نفہم انکادول قول القول الموجدرا ستم برحق شناسی کرد و جرم ناپاسی ہم
بیک مصرع دو تاریخ کیفی یافت از قسمت کنوز حافظ انور۔ رموز حق شناسی ہم
۱۳۲۹ھ ۱۹۱۰ء

دیگر

کم کتابے ست در طریق سلوک
شاہ عرفان نشان علی انور
کرد الیفت نصح القول
معرفت کن ز نفس خود حاصل
حد و صفش نیافت فکر رسا
گفت کیفی بنائش اول پاک

کہ دران سراسر اسوایسی
در خوش نشان مصطفایسی
تا حد ابا خود آشنا یسی
خویش تن را خدا نما یسی
دید از چشم انتہا یسی
با ادب مرآت خدا یسی

دیگر

حافظ انور ستند ریا کباز
ساتی بیحنا ز حق یقین
خوش کتاب حق تصنیف کرد
کیفی از من سال از خجین خواست

عالم بانسیض والا تقبالت
مرشدستان عالی منزلت
کوس زد عرفان فہد ارشاد شہرت
گفتش صہبائے کشف المعرفت

دیگر

القول موجد ہر عجب نسخہ نادر
اللہ کی پہچان کا مقبول طریقہ
تصحیح حبیب شہ حیدر سے ہوئی للہ

آنکھوں کے لیے نورِ جہول کے لیے ایمان
سمجھانے میں سہل سمجھنے میں ہر آسان
نایاب یہ تصنیف شہ انورِ نشان

اس مخزنِ اسرارِ سلطنت کے لیے تالیف
لکھ کیفی ناوار زر خالص عرفان

تاریخ نوکرین خامہ فصاحت تمامہ شاعر باکمال باظم نے تمثال
روح و روان بخوری جناب شمس محمد تاج الدین صاحب المتخاصین جذب
کا گوروی حج عدالت خفیہ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
سلطان جان قلند در حافظ عالی نور
نرخیل برہ نوروان در وادی مسالک
ہر صاحب شرف را فرودہ طبع پاکش
گلہ ستہ معانی از معدن جاودانی
ولہاست بلبل آسایہ بچویش مرغہ سنج
چون شاہدیت رعنا جان بخش روح افزا
از حسن اہتمام شاہ حبیب حیدر
حسنش بصدرا علی بدر کمال احسنو
جذبست و شور نختی و فکر قامت او
ہر ساعت ویرا جز از من القیامہ

ہاں طبع این صحیفہ دارد عجیب لطیفہ

تاریخ پاک نامہ تاریخ پاک نامہ

۱۳۲۰ھ



مختصر فہرست کتب المطابع آسی پریس لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
حدیث شریف	۱۴	فتح السین مع تنبیہ الوبابین وغیرہ	۱۴	حقیقی ترقی	۱۴
مسند امام عظیم مع شرح	۱۴	نصرۃ المجتہدین مع حایۃ المقلدین	۱۴	القول الصواب فی تحقیق مسئلہ کجاست	۱۴
تسبیح النظام بر جاشیہ	۱۴	نظر المقلدین مع جامع الشواہد	۱۴	تذکرۃ الکھام	۱۴
مشکوۃ شریف	۱۴	تغیر المفتری	۱۴	مسدس خیالی تصحیح معالمت	۱۴
بعض الناس	۱۴	وہابی نامہ	۱۴	علم اخلاق و تصحیح معالمت	۱۴
انجیل السول	۱۴	دیوان خفی	۱۴	جائزۃ الابرار ترجمہ عربی	۱۴
علم ادب	۱۴	المنہج المستقیم	۱۴	مع ترجمہ اردو	۱۴
الطریف للادب الفزین	۱۴	البيان النجم فی کشف الخاتم	۱۴	صفائی معالمت و مسائل کتاب اردو	۱۴
المسطور لمعرفۃ الفرق	۱۴	الزلزل	۱۴	ناول اردو	۱۴
سفینۃ المبلات	۱۴	آئینہ اردو	۱۴	قلور اقلور نطا	۱۴
منظر الفوائد	۱۴	وسایح صرف و نحو عربی فارسی	۱۴	پر تھال	۱۴
زینۃ الہامہ بالعذہ والعامہ	۱۴	مجموعہ میزان و نقشب جو اشقی جدیدہ	۱۴	عزیز مہند	۱۴
الدر النضید فی غرافیر	۱۴	صرت میر مع رسالہ اصول جہود	۱۴	تعلیم شوقی	۱۴
ترنہ الطالب بحصول الادب	۱۴	مصباح	۱۴	مرق نگارین	۱۴
محلۃ الادب لاجلۃ السند	۱۴	مجموعہ سخنو میر	۱۴	تعلیم النسخ	۱۴
جاستان	۱۴	نقص	۱۴	پارہ نامی قرآن شریف و دعویہ اوراد	۱۴
علم منطق بطریق جدید	۱۴	شرح مائتہ عامل	۱۴	پارہ عم ار پارہ الم	۱۴
المنطق الجدید	۱۴	کافیہ	۱۴	حزب الاعظم	۱۴
منہاج المعراج	۱۴	ایۃ النسخ	۱۴	قصیدہ مضمر	۱۴
شرح ترقاۃ	۱۴	شرح جامی مع حواشی مفیدہ	۱۴	مجموعہ منطق السین و سلسلہ ہین	۱۴
فقہ اصول فقہ عقائد	۱۴	و شرح عصام اسفرائینی	۱۴	صفیرۃ کبریتۃ الیساغوجی میزان منطق	۱۴
مقدمۃ الہدایہ	۱۴	پنج لک	۱۴	تذیب جدول اشکال اربعہ	۱۴
حسامی مع جامی	۱۴	اردو و فارسی کی پچسپ کتابین	۱۴	شرح الضابطہ مختصہ المیزان	۱۴
عقائد شمس	۱۴	اصلاح ترجمہ دہلویہ	۱۴	رسالہ تعریف الاشیاء قال اتول	۱۴
فرائض و حساب	۱۴	ذخیر المعاریف	۱۴	اسکو خاص اہتمام سے طبع کیا	۱۴
وجیز	۱۴	شجرۃ امام عظیم	۱۴	المشتر محمد عبد الولی	۱۴
حساب السیر	۱۴	ارڈنک حضور	۱۴	المکالمہ المطابع آسی پریس	۱۴
تصوف	۱۴	ثنوی یحیقا	۱۴	مجموعہ لکھنؤ	۱۴
کشف الرموز	۱۴	تواریخ نامہ	۱۴		
مناظرہ و مباحثہ مذہبی	۱۴	مسدس فاروقی	۱۴		

سازہ بشارت

فتح الکونز

مصنفہ حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ العزیز تصوف کا ایک نایاب خلاصہ ہے۔ حضرت شیخ
محمی الدین ابن عربی اور ایسے ہی اکثر بزرگوں کے کلام سے انتخاب ہے۔ سالک طالب الی اللہ کی ہدایت کے لیے
لاجواب ہے۔ ریاست امپور میں طبع ہو رہا ہے خط و کاغذ عمدہ۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک

تحریر الانور فی تفسیر القلندر

مصنفہ صاحب انتصاح۔ اس رسالہ میں نہایت خوب بیان کیا ہے کہ قلندر کے کیا معنی ہیں اور قلندر کس کو
کہتے ہیں اور اُس کے ضمن میں اُن حضرات کے حالات بھی ہیں جو اس مرتبہ جلیلہ پر فائز ہوئے ہیں۔ یہ بھی مطبع
ریاست امپور کا مطبوعہ رسالہ ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک

ہر دو کتب موسومہ بالا اور انتصاح اس پتہ سے مل سکتی ہیں

محمد سیدی علی علوی۔ لکھنؤ۔ بازار چھاؤ لال۔ مکان نمبر ۱۲۳

شہادت نامہ (معروف بہ شہادت نامہ کلان)

مصنفہ صاحب انتصاح رحمہ۔ یہ شہادت نامہ طبع اولیٰ میں ایسا مقبول ہوا کہ اب دستیاب نہیں ہوتا بلکہ اُسکی
ایک ایک جلد چار چار پانچ پانچ روپیہ کو فروخت ہوئی۔ اب شائقین کے اصرار سے آسی پریس لکھنؤ میں
دوبارہ طبع ہوا ہے۔ اس کی تعریف میں صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ یہ نہایت جامع اور عمدہ جوبہ ہے۔
ہر خط و کاغذ عمدہ۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک دو روپیہ

لٹے کا پتہ قاضی محمد احترام علی خان۔ محلہ قاضی گڑھی قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ

التماس

کتاب القول الموجہ کی جس جلد پر خاکسار کی مہر نہ وہ مال سرفروغ سمجھا جائے۔ دیگر گزارش یہ کہ جو صاحب
شہادت نامہ بھی خریدنا چاہیں وہ اگر خاکسار کے پاس فرمائش بھیجیں گے انشاء اللہ تعمیل کی جائے گی۔

محمد سیدی علی علوی۔ لکھنؤ۔ بازار چھاؤ لال۔ مکان نمبر ۱۲۳

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

